چمن بے نظیر - اشعار اُردو فارسی اساتذہ فراہم کردہ مولوی محمد ابراہیم بن شہاب الدین -

گلدستۂ امانت - جسمین چیدہ چیدہ غزلیات اساتذہ کی ہین -

گلدستۂ نعت - اشعار فارسی و اُردو مؤلفہ جمیل الدین احمد -

گلدستۂ خنداں - کلام موزون منشی منور علی تخلص خنداں -

شمس فیض - قصائد ولیعہد بہادر والی سورٹھ و فسانۂ خیالی منظوم از منشی غلام محمد خان تخلص خبیر -

گلشن فیض - قصائد مدحیہ از شیخ بہاؤ الدین -

خریطۂ سرور - تہنیت نامہ کتخدائی نواب بہادر خان ولیعہد ریاست سورٹھ -

کتب کلیات و دواوین فارسی

کلیات حزین - یہ مجموعہ نوادر روزگار سے ہے جسمین چند رسائل ہین -

۱ - سوانح عمری - حضرت مصنف - ۲ - تواریخ سلاطین - ۳ - قصائد نعتیہ ائمۂ اطہار علیہم السلام - ۴ - دیوان مصنف ۵ - مثنویات صغیر دل و چمن انجمن - ۶ - مثنویات خرابات - ۷ - فرہنگ نامہ - ۸ - تذکرۃ العاشقین مصنفۂ شاعر عدیم النظیر وحید العصر شیخ محمد علی حزین -

کلیات خاقانی - جسمین قصائد عربی فارسی و غزلیات و رباعیات کا پورا ذخیرہ ہے ایسا کلیات اس جامعیت کے ساتھ کمیاب ہے جو اس مطبع مین محشی ہو کر مع حل معانی اشعار عربی کے دو جلد مین چھپا ہے -

کلیات مرزا بیدل - اس کلیات مین چار کتابین ہین

۱ - **دیوان بیدل** - غزلین سب ردیفون کی -
۲ - **عناصر بیدل** -
۳ - **رقعات بیدل**
۴ - **نکات بیدل** - نتیجۂ طبع شاعر نازک خیال مرزا عبد القادر بیدل تخلص -

دیوان بیدل فقط نقل از نسخۂ قلمی محررۂ ولایت مع لغات فیا

کلیات سعدی شیرازی - جسمین رسائل ذیل ہین -
۱ - دیباجہ کلیات - ۲ - کریما محشی - ۳ - گلستان - ۴ - بوستان - ۵ - قصائد عربیہ و فارسیہ و مراثی و ترجیعات - ۶ - طیبات - و بدائع و خواتم و غزلیات قدیم و مقطعات - و صاحبات - و مثنویات - و قطعات و رباعیات و مفردات و ہزلیات از نتائج طبع حضرت مصلح الدین سعدی شیرازی -

کلیات نظم غالب - میرزا اسد اللہ خان غالب دہلوی کا -

انتخاب کلیات عناصر خسرو - یعنی چار دیوان ہین -
۱ - **دیوان تحفۃ الصغر** - صغر سن کا کلام ہے -
۲ - **دیوان وسط الحیات** - عنفوان شباب کا کلام ہے -
۳ - **دیوان غرۃ الکمال** - جو کمال عمر چالیس برس مین تالیف فرمایا -
۴ - **دیوان بقیہ نقیہ** - کلام ہنگام پیری -
یہ کلیات انتخاب چار دیوان روشن طبع سخن سنج صاحب کمال ملقب بہ طوطی ہند حضرت امیر خسرو دہلوی ہے -

کلیات جامی - تصنیف ملا عبد الرحمن جامی -

کلیات نظیری نیشاپوری - از خوش فکری ملا نظیری نیشاپوری -

دیوان ظہیر فاریابی - تصنیف ابو نصر فاریابی -

دیوان فدا۔ از موج خیزی طبع وقاد مولوی فدا حسین وکیل عدالت دیوانی۔

دیوان غافل۔ کلام سخنور ہمپایۂ آتش و ناسخ منور خان غافل۔

دیوان ذوق۔ از نتیجۂ فکر سخنگو عالی خیال سید ابراہیم علی ذوق۔

دیوان بہار عرب۔ در محامد خاتم الرسالت مؤلفۂ حاجی محمد نذیر مصطفے آبادی۔

دیوان لطف۔ پاکیزہ دیوان غزلیات مع معراج نامہ محامد سرور کائنات مصنفۂ حافظ لطف علیخان بریلوی۔

ایضاً نعت سروری۔ غزلیات تمام ردیفونکی محامد خاتم المرسلین مین از مہار نماے طبع بلند مفتی غلام سرور لاہوری۔

دیوان ہنجار سالک۔ عمدہ کلام از مرزا قربانعلی بیگ سالک۔

دیوان نیاز۔ از روشنی صافی طبع نازک پسند شاہ نیاز احمد بریلوی نیاز۔

دیوان شہیاری۔ مصنفۂ کرامت علی خان شہیاری تخلص۔

دیوان امیر مسمی بہ۔ مرآۃ الغیب از امیر احمد امیر تخلص۔

دیوان غالب دہلوی۔ کئی مرتبہ یہ دیوان مختلف مقامات مین چھپا اور بڑی خواہش سے بکا اور ہنوز خواہش خریداری خریداران اسیطرح ہے کیون نہو بڑے عالی پایہ مرزا اسد اللہ خان دہلوی کا کلام ہی جسکا مثل و نظیر ہندوستان مین نہین ہے یہ مطبوعہ مطبع نظامی سے نقل ہو کر طبع ہوا۔

دیوان نشاط الاحباب۔ مصنفۂ بابو ہرگوبند سہاے۔

دیوان جرار۔ مصنفۂ مرزا حسین بیگ تخلص جرار۔

دیوان امیر۔ خرد طبعزاد سید امیر الدین امیر۔

دیوان قلق۔ مسمی بہ مظہر عشق۔ کلام استاد کامل افتاب الدولہ خواجہ اسد تخلص قلق۔

دیوان واسطی۔ نادر کلام مولوی سید فضل رسول خان تعلقدار سندیلہ۔

دیوان عاشق۔ کلام لطیف از پنڈت کنھیا لال تخلص عاشق۔

دیوان خواجہ میر درد۔ شاعر صاحب باطن۔

دیوان بحر اسرار حقیقت۔ در نعت سید مجتبے مصنفۂ قاضی علی احمد تخلص صلی علی۔

دیوان ہشیار۔ مصنفۂ کیول رام۔

دیوان صبا مسمی بہ غنچۂ آرزو۔ از میر وزیر علی صبا

دیوان ضامن۔ از سید ضامن علی شاہ۔

دیوان نواب علاء الدولہ سید محی الدین خان بہادر تخلص فقیر عرف نواب بودھن صاحب۔

دیوان مخزن شوق۔ غزلیات بطرح حضرت ذوق دہلوی مصنفۂ منشی ہرچند راے سردھنی تخلص ہرچند ایک کالم مین کلام ذوق دوسرے کالم مین کلام ہرچند۔

ایضاً۔ شایستہ پاسخ بمقابلۂ غزلیات ناسخ از منشی ہرچند راے۔

دیوان ولی۔ یہ دیوان قدیم زبان ریختہ موجد شعر گوئی زبان ریختہ شاہ ولی اللہ محمد گجراتی کا کلام جو اول زبان ریختہ مین اسی شاعر عالی نے شعر کہا ہے بڑی تلاش سے دستیاب ہوا۔

چمنستان جوش۔ دیوان نواب احمد حسن خان جوش از فرزندان نواب حافظ رحمت خان۔

مجمع الاشعار۔ غزلہاے اردو و فارسی اساتذہ۔

ہو الرحمن الرحیم

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر مورخ کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل

چھپا کیا کلیات شاعر سحر بیان اچھا
طلب میں طالبوں کی آ گئیں درخواستیں صدہا
اگر عاقل کوئی پرسان ہو تاریخ اشاعت کا
تو یوں بیساختہ کہنا کہ ہی نظم طرب افزا

۱۳۰۵

۱۰ اپریل سنہ ۱۸۸۸ عیسوی

سلمہ اللہ تعالیٰ ایجنٹ مطبع ہذا

معرفت مین تیری ذات پاک کے	اوڑتے ہین ہوش و حواس ادراک کی
گل کھلے پڑی اوڑا پوشاک کے	پائنون پھیلا تا بدامن چاک کے
نام لے سکتے نہین محبوب سے	کیا کہین کشتے ہین کس سفاک کے
وہ گریبان آگ مین رکھ دیجیے	موسم گل مین جو ہوون بیچاک کے
خوشنویسونسے مین لکھواتا ہون وصف	لام سے کاکل الف سی ناک کے
قید رکھتے موسم گل کی نہین	ولولے تیرے گریبان چاک کے
صیدگاہِ عشق مین مردار ہے	صید جو قابل نہین فتراک کے
مست ہوکر جائینگے اے بیخبو	آئے ہین بنت العنب کو تاک کی
تیرے دیوانونسے بچنے کی نہین	آگ کی پریان ہین انسان خاک کی
توڑنے والے گل زنبق کے ہین	کاٹنے والے چمن کی ناک کے
بحر الفت مین بہار باغ ہے	چھولتے ہین دست و پا تیراک کی
نیشکر کی پور اسے شیرین دہن	پھیکی ہے آگے تری مسواک کے
آفرین صد آفرین دستِ جنون	خوب ہی لتے لیے پوشاک کے

عشق مین رہتے ہین آتش سامنے
بے مروت بے وفا بیباک کے

تمت

خاتمۃ الطبع

احمد و ثنا اس خالق جل و علی
[illegible]
دیوان [illegible]
[illegible]
[illegible]
نظامی [illegible] مضمون [illegible]
[illegible]
[illegible]
جناب [illegible] صاحب [illegible]
[illegible]
[illegible] شعرائے عصر [illegible]

۲۵۵

کلیات خواجہ حیدر علی صاحب آتش کی
زمین شعر آباد و محفل سخن کی آرایش
ماہ اپریل سنہ ۱۸۹۸ع کو یہ
مجموعہ فصاحت کاشف مضامین
عالی گلدستہ بلاغت ہادی
راہ نازک خیالی شہر کانپور
مطبع منشی نولکشور مین نوین مرتبہ چھپکر
تیار ہوا قابل ملاحظہ شائقان روزگار ہوا

طریق عشق مین اے دل عصای آہ ہے شرط　　کہین چڑھاؤ کسی جا اتار راہ مین ہے

طریق عشق کا سالک ہے واعظو نگہ من　　ٹھگون کے کہنے کا کیا اعتبار راہ مین ہے

جگہ ہے رحم کی یار ایک ٹھوکر اسکو بھی　　شہید ناز کا تیرے مزار راہ مین ہے

سمند عمر کو اللہ رے شوق آسائش　　عنان گسستہ و بے اختیار راہ مین ہے

نہ بدرقہ ہے نہ کوئی رفیق ساتھ اپنے　　فقط عنایت پروردگار راہ مین ہے

نجائین آپ ابھی دوپہر ہے گرمی کی　　بہت سی گرد بہت سا غبار راہ مین ہے

تلاش یار مین کیا ڈھونڈیے کسی کا ساتھ　　ہمارا سایہ ہمین ناگوار راہ مین ہے

جنون مین خاک اڑاتا ہے ساتھ ساتھ اپنے　　شریک حال ہمارا غبار راہ مین ہے

سفر ہے شرط مسافر نواز بہتیرے　　ہزار ہا شجر سایہ دار راہ مین ہے

کوئی تو دوش ہے بار سفر اوتاریگا　　ہزار راہ زن امیدوار راہ مین ہے

مقام تک بھی ہم اپنے پہنچ ہی جائینگے　　خدا تو دوست ہے دشمن ہزار راہ مین ہے

بہت سی ٹھوکرین کھلوائیگا یہ حسن انکا　　بتون کا عشق نہین کوہسار راہ مین ہے

بلا ہے جان مسافر ہے خواب شیرین بھی　　یہی وہ شہد ہے جو زہر مار راہ مین ہے

پتا یہ کوچۂ قاتل کا سن رکھ اے قاصد　　بجائے سنگ نشان ایک مزار راہ مین ہے

پیادہ پا ہون روان سوے کوچۂ قاتل　　اجل مری مرے سر پر سوار راہ مین ہے

چلا ہے تیر و کمان لیکے صید گاہ وہ ترک　　خوشا نصیب وہ جو جو شکار راہ مین ہے

بھٹکیں جو پانون تو پھل سر کو بل ٹھہر انگشت　　گل مراد ہے منزل مین خار راہ مین ہے

بس قلم صفحۂ ہستی سے اٹھا اے آتش
ڈھل چکے شعر جو تھے فکر سے ڈھلنے والے

اُٹھتے ہی تیری بزم سے سب اُٹھ کھڑے ہوے
وہ یار رہ گئے کہ جو تھے غش پڑے ہوے

نالون سے میری ملگئے رنگین اداے دہر
بلبل کو سُنکے کان گلونکے کھڑے ہوے

بے نشۂ شراب محبت نہ جائینگے
ساقی کے در پر اتبو ہین ہم بھی اڑے ہوے

ٹھیک آئی تن پہ اپنے قباے برہنگی
باقی لباس چھوٹے ہوے یا پڑے ہوے

جو بچ گئے ہین جنبش مژگان یار سے
آرہ کے نیچے حشر مین ہونگے کھڑے ہوے

دیوانگان عشق جو زینت پسند ہون
سوزن کی ٹیریون مین ہون ہیرے جڑے ہوے

بے مہر یار کا نہ گلہ ہم سے ہو سکا
پھوٹے نہ تھے جو دل مین پھپھولے پڑے ہوے

کشتون کی طرح زیست مین تیری نیازمند
شمشیر یار سے رہے بیدم پڑے ہوے

آئینہ نے کیا ہی جو صورت سے آشنا
گردن مین انکی ہاتھ ہین انکے پڑے ہوے

باتون مین انکی ہوگئے عاشق غریب قتل
تلوار کیطرح جو وہ منہ کے کڑے ہوے

روز وصال آنکھون کو اپنی دکھائیگا
روز شب فراق کے لچھن جھڑے ہوے

ساقی کی بندگی نے کیا خاتمہ بخیر
خم کے تلے ہین میکدہ مین ہم گڑے ہوے

اب پاؤن رکھکے وہ نہین چلتے زمین پر
اک اک گروہ کے ساتھ ہین دو دو چھڑے ہوے

بوسہ جو خال لب کا لیا یار نے کہا
اس تل کا تیل پیتے ہو چکنے گھڑے ہوے

نہ فکر شعر ہے نہ وہ مضمون تلاشیان
آتش ہی تو نہین کہین جو اچھے اڑے ہوے

[illegible]

ولہ

ساتھ کا زہر وہ گیسو ہین اور کاٹنے والے
آنکھو تم بھی چھلاوے کو ہین چھلنے والے
اور زمانے کیطرح رنگ بدلنے والے
کشش عشق مین باری ازا نا تو ہوا
[illegible]

بہارِ گلستان کی ہے آمد آمد
خوشی پھرتے ہین باغبان کیسے کیسے

توجہ نے تیری ہمارے مسیحا
توانا کیے ناتوان کیسے کیسے

دل و دیدۂ اہل عالم مین گھر ہے
تمھارے لیے ہین مکان کیسے کیسے

غم و غصہ و رنج و اندوہ و حرمان
ہمارے بھی ہین مہربان کیسے کیسے

تری کلکِ قدرت کی قربان آنکھین
دکھائے ہین خوش رو جوان کیسے کیسے

کرین جسقدر شکر نعمت وہ کم ہے
مزے لوٹتی ہے زبان کیسے کیسے

ولہ

چپ ہو کیون کچھ منھ سے فرماؤ خدا کیواسطے
آدمی سے بت نہ بن جاؤ خدا کیواسطے

کبک کی آنکھو نسے نظارہ کو عاشق آئی ہین
چاند سی صورت کو دکھلاؤ خدا کیواسطے

درد دل سے دم فنا ہوتا ہے جاے رحم ہے
جان جاتی ہے مری آؤ خدا کیواسطے

جھومتی زلفین تو ہین کالی گھٹا کیطرح سے
ہنس پڑو بجلی بھی چمکاؤ خدا کیواسطے

پاس رسوائی کا دونون جانبو نسے شرط ہے
مین سمجھین تم مجکو سمجھاؤ خدا کیواسطے

ولہ

جلادہ راہ جو سالک کے پیش پا آئی
ٹھہر گیا جو کہین بوے آشنا آئی

بہار گل مین ہین دیوانی جامہ سے باہر
بدی کا بھیس ہے بدلے ہوئی بلا آئی

لیا جو بوسہ تو ہنسکر یہ اُس صنم نے کہا
خدا سے شرم نہ اسے بندۂ خدا آئی

شراب اُنکو پلا کر ہوئی پشیمانی
وہ بے حجاب ہوے تو مجھے حیا آئی

[illegible]

خوشی ہی اپنی رسوائی گوارا ہو نہیں سکتی
گریبان پھاڑتا ہی تنگ جب دیوانہ آتا ہی

فراقِ یار مین دل پہ نہین معلوم کیا گذری
جو اشک آنکھوں سے آتا ہی سو بیتابانہ آتا ہی

نکھو کس طرح کس کس خوشی سی خاک اڑاتا ہون
تلاشِ گنج مین جو سامنے ویرانہ آتا ہے

سمجھتے ہین مری دل کی وہ کیا نافہم و ناداں ہین
حضورِ شمع بے مطلب نہین پروانہ آتا ہی

طلب دنیا کو کر کے زن مریدی ہو نہین سکتی
خیال آبروی ہمتِ مردانہ آتا ہے

ہمیشہ فکر سے یان عاشقانہ شعر ڈھلتی ہین
زبان کو اپنی بس اک حسن کا افسانہ آتا ہی

تماشا گاہ ہستی مین عدم کا دھیان ہو کسکو
کسے اِس انجمن مین یاد خلوت خانہ آتا ہی

صبا کی طرح ہر اک غیرتِ گل سی ہین لگ چلتے
محبت ہی سرشت اپنی ہمین یارانہ آتا ہی

زیارت ہوگی کعبہ کی یہی تعبیر ہے اسکی
گئی شب سی ہماری خواب مین بتخانہ آتا ہی

خیال آیا ہی آئینہ کا منہ اُنہین دیکھنا دیکھینگے
اب اُلجھے بال سلجھانی کی خاطر شانہ آتا ہی

پھنسا دیتا ہی مرغِ دل کو دامِ زلف پیچان مین
تمھاری خالِ رخ کو بھی فریبِ دانہ آتا ہی

عتاب و لطف جو فرماؤ ہر صورت سی راضی ہین
شکایت سی نہین واقف ہمین شکرانہ آتا ہی

خدا کا گھر ہے بتخانہ ہمارا دل نہین آتش
مقامِ آشنا ہی یان نہین بیگانہ آتا ہے

جان بخش لب کی عشق مین ایذا اُٹھائیے
بیمار ہو کے نازِ مسیحا اُٹھائیے

قدسی نگاہِ لطف کے امیدوار ہین
آنکھین تو سوی عالمِ بالا اُٹھائیے

ابکی بہار مین جو ہمین لیچلے جنون
چُن چُن کے داغِ لالۂ صحرا اُٹھائیے

کفن کی فکر ہماری لیے بھی واجب ہے — نقاب کی جو تھیں مشورت حیا نے دی
دم اخیر تصور بندھا ترے رخ کا — طرف کو کعبہ کی کروٹ مجھے قضا نے دی
لڑانے آئے تھے آنکھیں غزال چین ختن — شکست انگو تری چشم سرمہ سا نے دی
جہاں سے حسرت منزل کا داغ لیکے گیا — تمھاری راہ میں جان اک شکستہ پا نے دی
محال کیا کوئی سودا زدہ جو دم مارے — گلو میں پھانسی ہی اس کاکل رسا نے دی
یہ جا ہا دیکھیے دونوں میں چھپا ہی کون — ہماری خون کی رغبت انھیں حنا نے دی
فقیر ہوکے جو بیٹھ رہا ہی شہ حسن — جگہ ہی سایہ میں اپنے اسے ہما نے دی
کیا ہی عشق نے بالائے یار کے بے خود — پری کے سایہ کی ایذا ہی اس بلا نے دی
رہ عدم میں سب آواز اپنی بھول گئے — صدا نہ قافلہ اشک میں درا نے دی
وہ بحر حسن ہی کس لہر میں رہا کرتا — خبر کچھ اسکی نہ لاکر اک آشنا نے دی
مریض عشق کو ہی مرگ زیست ہوا دلی — گلے کو کاٹ کے صحت اگر دوا نے دی
ہوا نہ کوئی توجہ کا یار کے شاکر — دعا نہ اس شہ خوبان کو کس گدا نے دی

عزیز داغ محبت کو رکھتے ہو آتش
نشانی اپنی ہے کس لالہ گون قبا نے دی

یا علی لکھ بت پندار توڑا چاہیے — نفس امارہ کی گردن کو مروڑا چاہیے
تنگ اگر جسم کو ہی روح چھوڑا چاہیے — طفل ٹھبون کے لیے مٹی کا گھوڑا چاہیے
زلف کے سودے میں اپنے سر کو پھوڑا چاہیے — جب بلا کا سامنا ہو منہ نہ موڑا چاہیے

۲۵۰

[illegible]

جور و جفا ہزار کرے ہم خفا نہوں	خوشتر ہوے خوشخصال سے خوش اختلاط سے
کیا کھا کے زخم کرتے ہیں تنو کی طرح رقص	بسمل تمھاری تیغ کے کس کس نشاط سے
خواہان مرگ دل ہو جدائی میں یار کے	بیزار روح جسم کے ہے ارتباط سے

انجام ہو بخیر قیامت کا آتشؔ
داخل بہشت میں ہو گذر کر صراط سے

زندہ وہی ہیں جو کہ ہیں تم پر مرے ہوے	باقی جو ہیں سو قبر میں مردے دھرے ہوے
مست الست قلزم ہستی میں آئے ہیں	مثل حباب اپنا پیالہ بھرے ہوے
اللہ رے صفائے تن نازنین یار	موتی ہیں کوٹ کوٹ کے گویا بھرے ہوے
دو دن آئے پانوں جو نہیں دبواے یار نے	بیٹھے ہیں ہاتھ ہاتھ کے اوپر دھرے ہوے
ان ابروؤں کے حلقہ میں وہ انکھڑیاں نہیں	دو طاق پر ہیں دو گل نرگس دھرے ہوے
بعد فنا بھی آئی نہ مجھ مست کو نیند	بے خشت خم لحد میں سرہانے دھرے ہوے
نکلیں جو اشک بے اثر آنکھوں سے کیا عجب	پیدا ہوئے ہیں طفل ہزاروں مرے ہوے
لکھے گئے بیاضوں میں اشعار انتخاب	رائج رہے وہی کہ جو سکے کھرے ہوے
الٹا صفوں کو تیغ نے ابروے یار کی	تیر نظر سے درہم و برہم پرے ہوے

آتش خدا نے چاہا تو دریائے عشق میں
کودے جو ایک ہم تو ورے سے پرے ہوے

دو دن کی زندگی میں رہے ہم مرے ہوے	جوش جنوں نے زرد کیا جب ہرے ہوے

۲۴۹

[illegible]

کافی تھی بہر مستی ساقی کی مہربانی
دنیا جو درد بھی تو شکر ملال کرتے

فرقت کی شب مین منتسا باتین جو دل ہماری
یادش بخیر ذکر روز وصال کرتے

تربت پر اپنی مشق رفتار رحیاریسے تھی
ہم پایمال ہوتے تم پائمال کرتے

خم سے زیادہ پیدا کرتا وہ ظرف آتش
مٹی جو میری ہوتی صرف ساغر کلال کرتے

تماشای چمن سے سیر کوے یار بہتر ہے
گل و سنبل سے یان خار و خس دیوار بہتر ہے

جبین سائی کو سنگ آستان یار بہتر ہے
تمہیں تکیہ کو قصر دوست کی دیوار بہتر ہے

یہی آواز آتی ہے در مہر و محبت سے
علاقہ اُس سے کم ہو تو یہ سرکار بہتر ہے

اطبا دیکھکر بیمار کو تیری یہ کہتے ہین
ہم پہونچے تو اُسکو تربت دیدار بہتر ہے

کہا کرتے ہین عاشق لوگ اکثر پیار سے تو سے
تمہارے حسن کو بھی گرمی بازار بہتر ہے

صباحت سے ہے رشک صبح نور دزدی وہ پیشانی
ہلال عید سے وہ ابرو خمدار بہتر ہے

سنا ہے شاعرون سے بیشتر قند مکرر بھی
لب شیرین کی بوسہ لینے مین تکرار بہتر ہے

نگاہین مردم دیدہ کو ہر دم یہ سمجھاتی ہین
ملے لوٹے سے جتنی دولت دیدار بہتر ہے

بہار بے خزان ایسی نہین کوئی چمن رکھتا
خدا جو فکر رنگین دے تو یہ گلزار بہتر ہے

اسیر عشق کو ہے فوق آزادان عالم پر
جہان کے تندرستون سے ترا بیمار بہتر ہے

ہوجاتے ہین عاشق نیمجان کیا قہر کرتی ہو
قبا ہے تنگ پر تھوڑی سی کج دستار بہتر ہے

چلیگا کبک کیا طوطی کریگا کیا سخن سازی
تری گفتار بہتر ہے تری رفتار بہتر ہے

بہار باغ سے نظارۂ محبوب دکھلاتا [illegible]
وہ قامت سرو کو [illegible]
کہان نظارہ کو روزن [illegible]
تمہاری اور میری درمیان دیوار [illegible]
سوال بوسہ پر [illegible]
خیال بر [illegible]
عتاب لب کا [illegible]
کسی درد سے [illegible]
[illegible]
چلتی ہے کس طرف کی ہوا کچھ نہ پوچھیے
[illegible] کچھ نہ پوچھیے
[illegible] کچھ نہ پوچھیے
[illegible] کچھ نہ پوچھیے
[illegible]

داغ کھانے نے مزہ ایسا دیا ہی عشق مین	دوڑتی ہی روح اُسپر جس ثمر مین داغ ہی

عیب شاعر کو لگا دیتا ہے آتش نقص شعر
داغ جب پھل مین لگا عین شجر مین داغ ہے

چمنستان کی گئی نشو و نما پھرتی ہے	رت بدلتی ہی کوئی دن مین ہوا پھرتی ہی
خال مشکین کو ترے کرتے مین فتنے سجدے	عنبرین گیسوؤن سے گرد بلا پھرتی ہی
خاک چھنوا رہی ہی کوچہ قاتل کی تلاش	ساتھ ساتھ اپنے خراب اپنی قضا پھرتی ہی
کج نگہ تو نے آنکھ جیسے کبھی رکھتے ہین	آنکھ اپنی بھی صنم سو ہی خدا پھرتی ہے
ملتجی جو تری درگاہ کے ہین ای محبوب	سینے تشریف قبول آنکی دعا پھرتی ہی
نشہ مے نے نقاب رخ زیبا اولٹا	ٹھوکرین کھاتی اُن آنکھونکی حیا پھرتی ہی
قتل کسکس کو کرے دیکھیے ہنگام خرام	یہ قدم سے جو لگی اُنکے حنا پھرتی ہی
پاؤن تک یار کے ہو پہنچیگی لٹک کر سر سے	پھیرنے سے کوئی وہ زلف رسا پھرتی ہی
وہ جنون خیز ہی وہ مایہ سودا ہی وہ زلف	دیکھتی ہے جو پری برہنہ پا پھرتی ہے
اپنے جامے سے ہو نہین کشمکش مفلس باہر	رہن ہوتی ہوئی دستار و قبا پھرتی ہی

صبح محشر کے سوا صبح شب ہجر نہین
یہ بلا وہ نہین آتش جو بلا پھرتی ہی

آتی ہے عید قربان خنجر کو لال کرتے	دنبہ کے بدلے فربہ عاشق حلال کرتے
مالہ کا بتکدہ مین ہم کیا خیال کرتے	منشا تھا کون کس سے اظہار حال کرتے

رنگ زرد و چشم تر سے کیجیے دعوائے عشق	دو گواہ حال اس قصہ کے لایا چاہیے
رام ہوتے ہی نہین وحشی مزاجی ہر سو ہی	ان سیہ چشمون کو جو پہرہ جگایا چاہیے
دیکھکر خلوت سرای یار کہتے ہین فقیر	عود کے مانندیان دھونی لگایا چاہیے

خاطر آتش سے کیجیے چند جز شعر اور بھی
بے نشان کا نام باقی چھوڑ جایا چاہیے

دل بہت تنگ رہا کرتا ہے	رنگ بے رنگ رہا کرتا ہے
حسن مین ترے کوئی عیب نہین	قبح مین ڈھنگ رہا کرتا ہے
صلح کی دل سے ہین یا مصلحتین	وان سر جنگ رہا کرتا ہے
محتسب کو ترے مستانون سے	خوف سر جنگ رہا کرتا ہے
دل مرا پی کے محبت کی شراب	نشہ مین بھنگ رہا کرتا ہے
عار سی عار ہے مجھ مجنون کو	ننگ سے ننگ رہا کرتا ہے
جوہر تیغ دکھاتا ہے حسن	عشق جو رنگ رہا کرتا ہے
گفتنی حال نہین ہے اپنا	کچھ عجب ڈھنگ رہا کرتا ہے
حلب رخ مین ترے خالون سے	لشکر زنگ رہا کرتا ہے
منزل گور کے دیوانون کے	سینہ پر سنگ رہا کرتا ہے
عالم وجد ترے مستون کو	بے دف و چنگ رہا کرتا ہے
فندق دست صنم سے نادم	گل اور رنگ رہا کرتا ہے

یہ وہ آتش ہے کہ جس سے خشک و تر مین داغ ہے
دیدۂ احباب سے بوجہ پوشیدہ نہین
لالہ رو شاید کوئی تیری کمر مین داغ ہے
آج کل ہوتا ہے ہم آغوش وہ رشک بہار
بوئے گل دیتا ہے جو جو اپنی بر مین داغ ہے

داغ کفن مین

کس کشتنی کو عشق تری تیغ سے نہین
زمیندہ چشم یار مین سرخی ہے نشہ کی
اک سجدۂ نیاز مین ہے فرض عشق ادا
ہم چشم تر کو سامنے کرتے ہین ابر کے
رہتے ہین جبہہ سا جو ترے آستان پر
خونریز ہے نقاب رُخ یار سے کھلا
بے معنی ہین وہ عشق کہ جسمین کشش نہین
نکلے بخار دل جو زبان سے عجب نہین
سودائی زلف یار کا جیسے ہوا ہے دل
جبتک حلال کرلے نہ مجھ بیگناہ کو
رکھتے ہین وہ قدم تن بیجان مین حکم روح
کیا کیا شگوفے پھوٹتے رہتے ہین رات بھر
دولت کے سامنے نہین کچھ قدر حُسن بھی
اکدن حضور قلب سے ہوتی نہین ادا
مہندی ہماری قتل کی خاطر ہے لگ رہی
معشوق ہی نہین جو نہ وعدہ خلاف ہو
خلخال پای یار سے آتی ہے یہ صدا

مشتاق جو ہے آب ہی جو تشنہ کام ہے
کیفیت شراب کے قابل یہ جام ہے
مین مقتدی ہون اور مرا دل امام ہے
تم ہنس پڑو تو برق کا قصہ تمام ہے
آنکھون مین انکی پست بلندی بام ہے
جوہر مین جسمین تیغ کے یہ وہ نیام ہے
دلچسپ ہو نہ حُسن تو صورت حرام ہے
چھلکے تو کیا بعید ہے لبریز جام ہے
قالب مین مرغ روح کو ایذای دام ہے
قاتل کو وہنے ہاتھ کا کھانا حرام ہے
پاپوش یار کبک سی بھی خوش خرام ہے
صبح بہار یار کے کوچہ کی شام ہے
محمود کا ایاز سا خوشرو غلام ہے
زاہد تری نماز کو میرا سلام ہے
خون حنا کا ہے انھین انتقام ہے
چاہے جو تجھے پختگی عہد خام ہے
مُردہ سے ہم سمجھیے وہ جو زندہ کا کام ہے

[illegible]

داغ فراق و حسرت دیدار شوق وصل
دنیا سے ہم یہ عاقبت کار لیچلے

بازار دہر مین نہی جنس دل پسند
سودا جو تھا وہ تیرے خریدار لیچلے

نالون نے اپنے آنکھ جھپکنے ندی کبھی
سودا ے خواب فتنۂ بیدار لیچلے

انصاف ہو تو محکمۂ عدل و داد مین
جلاد اپنے ساتھ گنہگار لیچلے

تم سیر کر کے کیا پھر سے اندھیر ہوگیا
بازار آ کے رونق بازار لیچلے

حاصل ہوا نہ خاک بھی آپس کی نزع مین
دل مین غبار کا فر و دیندار لیچلے

آتش جرس کے نالون کی پھر ہو نہ احتیاج
ہمکو جو ساتھ قافلہ سالار لیچلے

اسیر لطف و کرم کی رہائی مشکل ہے
نگین کو نام سے تیرے جدائی مشکل ہے

ہزار دعوے باطل کیا کرین یارب
تو نگی تیری طرح سے خدائی مشکل ہے

پھرایا سر کو تیرے زمرمون نے اے بلبل
خفا نہو تو کہون خوشنوائی مشکل ہے

بہت سی دیکھین ہین خمدار ہمنے تلوارین
تمھاری ابروؤن کی کج ادائی مشکل ہے

وہ اتحاد نہین ہے کہ جسمین فرق پڑے
ہماری اور تمھاری جدائی مشکل ہے

کمر سے بڑھ چلے گیسوے یار قہر کیا
عدم سے دو قدم آگے رسائی مشکل ہے

ولایتی بھی حسینون کو ہمنے دیکھ لیا
نقش تیرے ہی کہان سیر زائی مشکل ہے

پھر نیگے ہم نہ ہزار آپ ہمسے منھ پھیرین
تمھین سے سہل ہمین بیوفائی مشکل ہے

جلا کیا کرین آئینہ ساز آئینے
صفاے رخ کی تمھاری صفائی مشکل ہے

[illegible]

دنیا کا کارخانہ طلسمی مقام ہے
اک حال پر کبھی نہیں اسکو قیام ہے

[illegible]

وله

حسرت شادی نہین جہان غم آلود کو	لالہ سمجھتا ہے دل داغ نمک سود کو
داغ غم عشق کو دل مین جگہ دیجیے	ڈھونڈھیے لیکر چراغ شاہد مقصود کو
لعل شکر بار کا بوسہ مین کیونکر نہ لون	کوئی نہین چھوڑتا جلوۂ بہبود کو
پردۂ غفلت اٹھا پیش نظر یار ہے	دیر و حرم مین بجا ڈھونڈھنے موجود کو
سجدہ کے انکار سے فوق نہ ہوجائیگا	خاک کی مقبول پر نار ہی مردود کو
صبح تھی شب ہجر کی نالہ کیا جس گھڑی	ایک شرارہ ہے بس تودۂ بارود کو
سفینۂ بے معرفت حلقہ مین اپنے نہین	رہ نہین اس بزم مین مجمر بے عود کو
صاحب اقبال کو خوب ہے پہچانتا	آنکھ خدا نے ہے دی کوکب مسعود کو
طائر دل ہوگیا بستۂ زلف ایاز	بندہ کیا حسن کا عشق نے محمود کو
خاک سے بھر اُسے چاہ جو بے آب ہو	آگ لگا دیجیے مطبخ بے دود کو
جھاڑ دیے مغز سے کبر کے کیڑے جب تھے	خاک برابر کیا پشّے نے نمرود کو
یاد الٰہی مین جو نعرہ مایا ہو گیا	بھول گیے وحش و طیر نغمۂ داؤد کو
ہجر کی ایذا سے چھٹ دلکو جلا ہو ملی	داغ کے اچھا کرا اس زخم نمک سود کو
راہ کی آفات کا کچھ آتش سیان	سامنے آئے تو دے منزل مقصود کو

ردیف ہاے ہوز

ظاہر کسی کے دل کا ہو گیا خار خار کچھ	سنتا نہین وہ گل ہے کوئی ہزار کچھ

سن سے پہلے کار عاشق کرتی ہین گیسوی یار
شام کا قصہ نہین رہتا سحر پر اندنون

بانس لگواتا ہی اکثر جا کے وہ بالا بلند
سرو و شمشاد و صنوبر کے شجر پر اندنون

سرخ کندن سے ہی رکھتا اُسکو ہم رنگ یار
زر طلب مرجاتے ہین اِس سیم بر پر اندنون

عشق دندان نے نہایت کر دیا ہے ناتوان
دوڑتی نیت ہے معجون گھر پر اندنون

کوٹ کر ہی زور سودا ہی پری نے بھر دیا
دیو بھی چڑھتا نہین اپنی نظر پر اندنون

متصل عاشق روانہ ہوئے ہین سوے عدم
ہاتھ رکھے پھرتے ہین وہ بھی کمر پر اندنون

کون اُس محبوب کو لکھتا نہین حالات شوق
مار رہتی ہے خطوان کی نامہ بر پر اندنون

موم ہی آہن کی تیرے یا دل پگھل سکتا نہین
آہ کیا پتھر پڑے ہے تیر سے اثر پر اندنون

گو ہوئی فصل گل پر اے آتش نہین پیتا شراب
پھیر سی ہے بھٹی نہ ادر پر اندنون

بہار لالہ و گل سے لگی ہی آگ گلشن مین
گریبان پھاڑ کر چل بیٹھیے صحرا کے دامن مین

چلے تو سیر کو مین آپ مستی ملکے گلشن مین
اشارے کیسے کیسے ہونگے نافرمان و سوسن مین

خزان مین بلبلو ابھی رکھیے صحبت نالہ گلشن مین
شراکت کیجیے ماتم زدونکی چلکے شیون مین

لگاتی آگ بجلی کی چمک ہی خانۂ تن مین
برستا منہ نہین بریار خاک اُڑتی ہی ساون مین

یہ سودا ہی شہادت ہی ہماری سر کو اے قاتل
تری تلوار کا دم بھرتی ہی جو رگ ہی گردن مین

سُنا ہی عاشقون نے برق وش بھی نام جو اپنا
تماشا دیکھتے ہین وہ لگا کر آگ خرمن مین

زبان و چشم کا اُس گل کے دھوکا کھا چکی عاشق
نہ بینائی ہی نرگس مین نہ گویائی ہی سوسن مین

نہین ہی روزن جو قصر یار مین پروا نہین ہمکو
نگاہ شوخ رخنہ کرتی ہے دیوار آہن مین

۲۴۱

شب کو جاتا ہوں تو منہ پھیر کے وہ کہتی ہیں
نیند آئی ہے ہمیں آپ بھی آرام کریں

بیٹھ کر گوشۂ عزلت میں نہ ابدال اتنا جھوٹھ
قصد پھٹ پڑنے کا آتش نہ درو بام کریں

عید نوروز ہے عشرت کا سر انجام کریں
شیشے لبریز مئے ہوش ربا جام کریں

باغبان خیر چمن کا بھی کوئی کام کریں
سرو قمری کو عنادل کو گل انعام کریں

مہر کن دیکھ کے کہتے ہیں تجھے ای محبوب
وہ نگینے ہیں کہ پیدا جو ترا نام کریں

ہم فقیروں کو ہے دیوار کا سایہ کافی
خوش رہیں وہ جو کہ خسخانہ میں آرام کریں

گاہ بیگاہ تو دیدار سے بھوکے بھی ہیں سیر
کوئی تو راہ خدا کا بھی یہ بت کام کریں

بیوفا ہوتی ہے معشوق کی ذات ای محبوب
چاہ کر تجھسے وفا کیا طمع خام کریں

شربت وصل میسر ہو شفا حاصل ہو
تپ ہجران سے جو صحت ہو تو حمام کریں

دوپہر گرمی نکی لطف سے گذری کیا خوب
ساتھ لیکر ہمیں خسخانہ میں آرام کریں

نرگس یار وہ آشوب زمانہ تو ہو
آنکھ پھوٹے جو تیرا سامنا بادام کریں

دلکو پھندے میں نہ ان گیسوؤں کی پھنسا تھا
جسقدر چاہیں وہ اب کشمکش دام کریں

کیونکہ ان گیسوؤں سے جان بچے جو اے دل
چھٹکے زنجیر کے دیں کشمکش دام کریں

یہی ای کعبۂ مقصود تمنا ہے ہمیں
سجدۂ شکر تری راہ میں ہر گام کریں

حسن ناز چودھویں کی چاندسی صورت وہی ہے
کیا تماشا ہو جو وہ سیر لب بام کریں

غیرت آتی ہے ہمیں بوسہ کا سائل ہوتے
حرکت یار سے کیا قابل دشنام کریں

دعائین مانگ کر اللہ سے تجھکو جگایا ہے
قبا ہی یار کو دستے کی گھنگنے نے ہی چمکایا
ہوا مین شاخ گل پر چہچہون کو نیری ای بلبل
ہی شکل انھون کی آئینہ مین جیسے دیکھی ہو
اڑا دیتا ہے بیتابی دل سے تکیہ پہلو

سوا لاکھی یار کو اسی طرح بیدار پہلو مین
جگہ طرہ کو بھی دے کیٹی دستار پہلو مین
ہماری بھی جگہ ہو وہ غیرت گلزار پہلو مین
لگائے رکھتے ہین دیوانی بھی دو چار پہلو مین
فراق یار مین بیٹھا ہے کیا مختار پہلو مین

ولہ

باری عشق بجز اندوہ و غم و رنج نہین
پھیر کر منھ کو دکھاتے ہین وہ زلفین یعنی
ہاتھ ملتا ہون جو مین دیکھ کر سینہ کا ابھار
تم خفا ہم سے ہو ہم تم سے نہین آزردہ
دل سے آتی ہی محبت کی جو سے نہین یہ صدا
غزل ہجواجہ ہی مطلب کو دیکھ ای آتش

کھیل ہے ہر کوئی جسکو یہ وہ شطرنج نہین
سانپ پالو تو ہین موجود مگر گنج نہین
کٹتے مین تو ڑ لیے جنکو یہ وہ نارنج نہین
ہمسے ہی رنج تمھین تمسے ہمین رنج نہین
جان پر کھیلنے والون کو تشویش و رنج نہین
نالہ بی اثر مرغ لواسنج نہین

پایپ ڈھون آس گلبدن کو پالون
آتی ہی جا ون بی مصر پا جانب عدم
یک سالہ راہ سی ہی چلی آئی باغ مین
بے اختیار ضعف تپا ہی سے ان مین
کوشش سی راہ عشق کی باز آئینگی نہ ہم

پھر مین چھری نہ ہچہ قصاب تیکے پالون
اندر کفن کی سر ہو نہ اندر کفن کی پالون
شبنم دھولا رہی ہی بہار چمن کی پالون
کہنے مین ہاتھ ہین نہ تو مجھ خستہ تن کی پالون
ہر چند سوچ سوچ کی ہون لاکھ من کی پالون

مضمون بستہ آئین سراپاے یار کے
ہو جاے اس علاقہ مین اپنا عمل تمام

داغون سے بھر چکا نہین سینہ مرا ہنوز
روشن نہین ہوئے ہین ابھی یہ کنول تمام

ایذاے ہجر یار سے اتنی ہے آرزو
آنے نہ پاے تو کہ ہو مین اے اجل تمام

آتش قدم وہ ہون مری ٹھوکر جو کھاے کوہ
پتھر ہون نرم ہو کے روئی کی پہل تمام

شیرین شکر سی جان گئی سوداے خال مین
مکھی کے چاٹنے نے کیا یہ عسل تمام

شانہ کا کام کیجیے گستاخ ہاتھ سے
ناخن سے زلف یار کے عقدے ہون حل تمام

کیونکر کرین نہ ناز وہ حسن و جمال پر
کبر و غرور رکھتے ہین اہل دول تمام

عالم کے دل لبھاتی ہین خال رخ حبیب
سمجھے ہین اپنے حصہ مین بھونرے کنول تمام

آنکھون مین جان حسرت دیدار لائی ہے
آئی نہ اب اجل تو ہوئے بے اجل تمام

کہتا ہے تنگ حالت دل روز وصل یار
فرقت کی شب مین ہوگی تمہاری رٹل تمام

دوڑا کے راہ سخت محبت مین پانونکو
ایسا تھکائیے کہ بدن ہو وے شل تمام

ہر عضو ہے مناسب اندام نازنین
سر سے ہے تا قدم وہ صنم بے بدل تمام

دل کو لگا ہے روگ محبت کا بے طرح
جان آج ہی تو یقین ہے کہ کل تمام

حیلے سے کام لیتا ہے وہ ترک تیغ کا
کرتی ہے عشقباز کو لیت و لعل تمام

سیب ذقن سونگھا ہے جسے وہ مسیح وقت
صورت سے اسکی بھاگین دماغی خلل تمام

آتش کی فکر کھودتی ہے اے زمین شعر
گنج نہان ہین جتنے کہ تجھ مین اگل تمام

۲۳۹

جو دیکھے بہار چمنستان کو وہ رو دی — ٹھیک آئین تو ہین تری کشتون کا کفن پھول

آنکھون کو نہ دکھلائین تری غصہ کی صورت — صاف اپنی جبین پر کی گرہ چین و شکن پھول

ہو وجہ یہ انکار رسم آغوشی کا کیسا — کانٹا نہ تن اپنا ہو نہ اُنکا ہی بدن پھول

قرآن کے عوض چلئے پڑھو مطلع رنگین
آتش سے سخن گو کے ہین ای اہل سخن پھول

محبت کوڑیون کے ہو اگر مول — بنی آدم نہ لے یہ درد سر مول

پسند دل ہوا ہے حسن صورت — فلک بیچے تو لین شمس و قمر مول

تری زلفون سا کالا ہو تو کم ہے — اگر ہو اژدہے کا گنج زر مول

ہوا صف بندی مژگان سے ظاہر — لڑائی ہین وہ آنکھین ڈھونڈھکر مول

لب دندان تمھارے بے بہا ہین — نہین رکھتے ہین یہ لعل و گہر مول

وہ سودا ہے تری زلفون کا جسکو — سپاہی لیتے ہین سر بیچ کر مول

بہادر تیغ جوہر پر ہین کھاتے — کرے کالا جو منھ وہ بے سپر مول

اٹھائی آنکھ تمنے مر گئے ہم — ہماری جان کی تھی اک نظر مول

ملین گی گالیان قیمت کے بدلے — نہ دیگا لیکے دل وہ مفت بر مول

لب شیرین سا اک میٹھا نہ نکلا — لیے ہین ہمنے ہزارون نیشکر مول

عجب دولت ہے یہ احسان اس سے — بشر کو بھی ہے لیتا البشر مول

سونگھا زلفون کو پیچھے پہلے لیلے — جو کچھ ہو مشک کا ای سیمبر مول

جا نکلتا ہی جو بازار میں وہ شوخ مزاج
پھبتیاں ہوتی ہیں یوسف کی خریداروں پر

خاک چھنوائی ہی سودا ی گلستان نے بہت
اٹیریاں برسوں ہی رگڑا کیے ہیں خاروں پر

دل احباب کا دم بند ہی اُن زلفوں میں
کیا تعدّی ہے شکنجے کے گرفتاروں پر

شور نالی کا مری جب سی سُنا ہی آتش
قفل مرغان چمن رکھتی ہیں منقاروں پر

ردیف زاے معجمہ

دکھلائینگے کیا یار کا شمس و قمر انداز
ایجاد نئے ہوتے ہیں شام و سحر انداز

موسی کو غش آجائیگا جلوے سے تمھارے
دم دوگے مسیحا کو یہی ہی اگر انداز

دیوانہ ہوا جسنے رُخ یار کو دیکھا
رکھتا ہے پری کا بھی جمال بشر انداز

دل صید گہ عشق میں کب سی ہے نشانہ
تمہارا اُڑا دے اسے کوئی قدر انداز

پابوس کو ہر روز گیا یار کے گھر میں
ٹیکا کیے سر کو بس دیوار در انداز

مُنہ پھیر نہ بوسے کے طلبگار سے ظالم
دل توڑ کے کعبہ کو ڈھاتا خانہ بر انداز

دکھلائی ہی دانتوں کی صفا یار نے جب سے
موتی مری آنکھوں کو لیے ہیں نظر انداز

جانبر کوئی ہو ویگا نہ دل تمسے لگا کر
جو ناز ہے آفت ہی قیامت ہی سرانداز

واپس دل احباب کو لیلے کی ہو کرتے
یہ غمزہ نیا ہے یہ نہ تھا پیشتر انداز

گل سُننے کو نالے ہمہ تن گوش ہیں آتش
بلبل نے اُڑایا ہی تمھارا مگر انداز

ردیف کاف فارسی

ایک سے ایک ہی تماشا رنگ
دیدنی ہے جہان زنگار رنگ

نظارہ دیدہ کو ہے پردہ روئے نقاب دار بہار

ابرو یار کا سم مین ہے جنھون کے سودا

شہر خوبان مین ہین دو میرے خطاب
عاشق دل دادہ و شیدائے یار

عشق شور انگیز پیدا کیجیے
جلوہ گر ہے حسن شوق افزائے یار

ساقی و مے شیشہ و ساغر ہین سب
خالی ہے یا وش بخیر اک جائے یار

میرے گھر مین جو قدم رنجہ کرے
اپنی آنکھون سے لگاؤن پائے یار

آئنہ سے یہ ہمین روشن ہوا
محو حیرت رہتے ہین شیدائے یار

وصف چشم سرمگین کیا کیجیے
دیکھتی ہے نرگس شہلائے یار

حسن مین کچھ ماہ کو نسبت نہین
بے کلف بیداغ ہے سیمائے یار

باندھیے مضمون تو مضمون دہن
کیجیے پیدا تو ناپیدائے یار

خودگمی ہو وجہ آتش کی نہین
یہ بھی ہے میری طرح جویائے یار

دکھائے حسن کی اپنے جسے کہ یار بہار
یہ عشق ہو کہ پکار اٹھے بہار بہار

ظہور داغ محبت ہے یون مری دل سے
چمن کی جیسے ہو پروردہ کنار بہار

فراق یار مبدل وصال سے ہووے
نکالے دل سے خزان کا یہ خار خار بہار

چمن کی سیر مین مجھ مست کو دلاتی ہے یاد
دکھا کے آتش گل آب خوشگوار بہار

شباب کا ترے ای یار رنگ لا کے ہوئی
بلائے عالم و آشوب روزگار بہار

شگفتہ غنچہ سے اس گل کو آتی ہے یہ صدا
ترے فدا ترے صدقے ترے نثار بہار

پیادہ پا ہون پری کی تلاش مین پھرتا
جنون کو رکھتی ہے سر پر مری سوار بہار

مول اک نگاہ ہے جو ہو دل یار کی پسند	بڑھ کر جو لے تو آگے خریدار کی پسند
اے قصر یار خوب ہی پشتے کیو اسٹے	مٹی مری جو ہو تری دیوار کی پسند
عالم فریب حسن دلاویز یار ہے	سکہ کھرا ہے کیون نہو بازار کی پسند
ہوتا ہے صبر فرقت جانان میں ناگوار	کڑوی دوا نہین دل بیمار کی پسند
حسن و جمال کو بھی طمع سیم و زر کی ہی	افشان ہوا ہے یار کے رخسار کی پسند
قاضی نے حکم قتل دیا تو کہونگا مین	جلاد خوب رو ہے گنہگار کی پسند
سودے مین ایک شیخ و برہمن ہین ایک سے	وہ دلربا ہے کافر و دیندار کی پسند
مردہ و نیک و بد چمن دہر مین رہے	مقبول گل ہوئے نہ تو ہم خار کی پسند
جن جن کے عاشقونکو ملاقی ہی خاک مین	چل یار دیکھ لی تری رفتار کی پسند
دل خانۂ خدا جو سنا تو یقین ہوا	وہ گھر بنا کہ ہو گیا معمار کی پسند
محو تصور رخ رنگین یار ہین	آنکھوں کو اپنی سیر ہے گلزار کی پسند
اے جامہ زیب سیر چمن کو گیا جو تو	گل نے قبا تو لالے نے دستار کی پسند
کسکو یہ عشق حسن خداداد سے ہوا	یوسف ہوا ہر ایک خریدار کی پسند
ذرے ہماری خاک کی برباد تو رہین	ہونگے کسی تو روزن دیوار کی پسند
یوسف کا مول دیکے ابھی لیجو ہاتھ آئے	بنت العنب ہی آتش میخوار کی پسند

ردیف دال ہندی

نہ دیگی زمستان میں مجکو اندا ٹھنڈ	لپٹ کے سوئیگا وہ گل رہیگا پتا ٹھنڈ

ردیف ذال معجمہ

کیا کیا طعام رکھتا ہے خوان فلک لذیذ

[illegible]

ولہ

[illegible]

ہر ایک شہر خریدار ہے دل و جان کا
وہ جنس حسن ہے تو جو ہے دور دور پسند

اُتارے پر زرے آگر اگر بہار میں انکی
برہنگی کی قبا ہے جنون غیور پسند

نگاہ اپنی ہے دلبستگی کے سود ہی مین
بصرون کی کچھ اسمین نہین ضرور پسند

نگہ مین اپنے سماتا نہین ہر ایک حسین
پری سے چہرے او پسر ہے چشم حور پسند

ہوا ہے جب سے کہ ساقین یار کا سودا
زیادہ شوق مجھے ہر سیپے ہی بلور پسند

ہوئی ہے خانہ دلمین جو روشنی منظور
کیا ہے آنکھون نے اپنی چراغ طور پسند

گناہ عشق کا جب سے کہ مرتکب دل ہے
زبان کو ہے مری ذکر یا غفور پسند

نہ دور کھینچ کے ملا ہمکو خاک مین اے بت
سنا نہین ہے خدا کو نہین غرور پسند

خیال یار کا رہنے لگا ہے اسمین بھی
ہوا ہے دلکو بھی آنکھون کی طرح نور پسند

نہ طفل بن نہ دلا محو حسن صورت ہو
کھلونے ٹی کے کرتے مین بے شعور پسند

دل اک نگاہ کے ادپر ہے بیچتا آتش
کرین جو آپ اسے بے حرف و بقصور پسند

رتبہ رکھتے ہین تری ابروی خمدار بلند
طاق کعبہ سے ہین یہ طاق خوش آثار بلند

کیا کہون کہتے ہین مضمون قد یار بلند
سرو و شمشاد سے ہین مصرعہ اشعار بلند

دیکھیے کسکو شرف ہو تری پابوسی کا
رکھتے ہین دست دعا کا فرد دیندار بلند

گوش گل تک ہو قفس مین ہے رسائی ایسی
تری آواز ہوای مرغ گرفتار بلند

ایک سر جنگ مین مین رند اسی ڈھاد ڈنگا
محتسب لاکھ کرے گنبد دستار بلند

[illegible]

٢٣٣

شیرین لبونکی کیوں نہ گوارا ہوں گالیاں
مٹھے سے قند کے نہیں رہتا گلاب تلخ

بھنتا ہے جبکہ عشق کی آتش سے دل مرا
ٹپکے ہیں اشک صورت اشک کباب تلخ

شیرین ادائیوں سے جو محفوظ ہو گئے
ساغر کو سور شہد کو سمجھے ذباب تلخ

وصلت کی شب میں ہوتا ہے بات بات پر شکر
عیش و نشاط کرتا ہے انکا عتاب تلخ

غافل نہو فریب محبت سے آشنا
یہ چاشنی ہے آتش خانہ خراب تلخ

ردیف دال مہملہ

فروغ مہر کا پیدا کرے ہمارا چاند
ہلال سامنے ہمارے کے ہو وے سارا چاند

تمام رات ہی دیکھ گیا کنارا چاند
لو اور رو باہم سے تم جیتے اور ہارا چاند

نقاب اٹھا کے رخ رشک ماہ دکھلا دو
اندھیری رات میں ہے ایک ایک تارا چاند

نہ ماہ آج جو آیا تو کل کیا غرہ
نشاط و عیش میں گذرا کبھی نہ سارا چاند

وہی ہے خوب جسے جو پسند خاطر ہے
نگاہ کبک میں سورج سے ہے پیارا چاند

ہلال بدر سے ہر چاند میں ہوا ہر چند
نہ کرسکا ترے ابرو کا یار اشارا چاند

شراب پیکے کروگے رخ صبیح کو سرخ
حرارہ لائیگا خورشید کا تمہارا چاند

فراق یار میں کوئی حسین نہیں بھاتا
گراں ہے مہر جہانتاب و ناگوارا چاند

مقابلہ جو رخ آتشین یار سے ہو
یہ بیقرار ہو اڑ جائے بنکے تارا چاند

تری غلامی کا دعوی ہے یار اسکو بھی
جبین کے داغ کو رکھتا ہے آشکارا چاند

زمانہ یار کا آیا گذر گیا یوسف
طلوع نیر اعظم ہوا سدھارا چاند

فراق یار مین دوران سر ہے دور شراب
اُڑا کے شیشہ سے توڑون یہ ہے نسری قدح

یہ جلوۂ مہ خورشید سے کھلا آتش
ہنوز باقی ہے دور فلک مین جام قدح

ردیف خاے معجمہ

لگا دے پھر وہی اے گنج زر شاخ
ہوا ہے دست خالی بے ثمر شاخ

چمن کی سیر کو مے پی کے چلیے
بہار آئی لدی پھولون سے ہر شاخ

یہ خوش چشمون کی سودے مین ہون سوکھا
ہرن کی بھی نہ سوکھے اسقدر شاخ

قدم سے تیرے اے ابر کرامت
پھلے پھولے برابر خشک و تر شاخ

قریبون کی جدائی کم الم سے
ہوا ہون سوکھکر بے برگ و بر شاخ

کھڑے سایہ تلے جسکے ہوئے تم
نکالی اُس شجر نے شاخ در شاخ

تماشا نخل ہے نخل توکل
ہر اک میوہ ہے رکھتی اُسکی ہر شاخ

جوانی کو غنیمت جان غافل
ہری ہوتی نہین پھر سوکھکر شاخ

نہال حسن جو ہمنے کہا ہے
لگائی جاتی ہے وان شاخ پر شاخ

سرای یار کی منقل مین جلتی
درخت عود کی ہوتی اگر شاخ

وہ نخل خشک ہون سر ایک جسکے
ہرے بن سے ہے مشتاق تبر شاخ

مقدر مین اگر ہے میوہ چکھنا
ملیگی جھک کے آتش بارور شاخ

ہوا نہ حسن سے خال سیاہ جانا سُرخ
نگر سکا رُخ کافر کو نور ایمان سُرخ

اُٹھائے عشق پیچان کی طرح سے
گلستان جہان مین پیچ پر پیچ

ہوا اُس زلف پیچان کا جو سودا
سمجھ لے اپنی قسمت کا لبشر پیچ

جوابِ خط خبرداری سے لانا
نہ پڑنے پائے کچھ ای نامہ بر پیچ

تری زلفون کا دھوکا ہمکو دیگا
سراسر خم ہے سنبل سر بسر پیچ

نہین دم باز ہم ہمکو نہ دم دے
کرے جو پیچ ای یار اُس سے کر پیچ

فراق یار سے کشتی پڑی ہے
پچھاڑا اچل گیا آتش اگر پیچ

رہِ الفت مین نقدِ عمر کر خرچ
نہین ہر چند ممسک مجکو زر خرچ

کہان اب طاقت صبر و تحمل
یہ دولت ہو چکی ہے بیشتر خرچ

وہ کالے سانپ و گیسو ہین جنکے
تماشے مین ہوئے ہین گنج زر خرچ

نہین یہ یار گیسو سی لچکتی
نزاکت کرتی ہے اُنکی کمر خرچ

خدا دے دولت قارون تو کیجے
نہ حاتم نے کیا ہوا اس قدر خرچ

وہی دیگا لب شیرین کا بوسہ
منون کرتا ہے جو رازق شکر خرچ

ہم اپنے نقدِ جان پر کھیلتے ہین
ترا ہوتا ہے کیا اے سیمبر خرچ

جنون عشق ہے غارت گر ہوش
کرے کیا عقلمندی یا البشر خرچ

رہا کرتی ہے فکر شعر گوئی
کیا کرتے ہین ہم خون جگر خرچ

چلے دنیا سے داغ عشق لیکر
یہ توشہ ہے یہ ہے بہر سفر خرچ

گو ہر آبلہ ہوئے تو پ چلے	لینگے دیوانو خار صحرا لوٹ
کیا عجب جو وہ گیسو سر سنگ	یین متاع دل احبا لوٹ
جانتے ہین کہ فوج جنگی سے	نہین سر دار پھیر لیتا لوٹ

کام مردون کا ہے یہ اے آتش
رکھتی ہے جان کا بھی کھٹکا لوٹ

وصل کی شب ہنین عاشق سی سزاوار لپیٹ	نیند کا حیلہ نکر منہ کو نہ ای یار لپیٹ
شل گل تو نے جو پہنی ہی قبا ای محبوب	لالہ کیطرح سے بھی پٹی دستار لپیٹ
جان پر بنتی ہی ہو جاتا ہی اک سودا سا	دل کو لیتے ہین تری گیسو خمدار لپیٹ
قتل پر میری اٹھایا ہی جو بیڑا تو نے	خوب کس کر کمر اے ترک جفا کار لپیٹ
داغ عشق آپ ہی کھا اسکو نکھلوا اللہ	ساتھ اپنے ہی جگر کو بھی دل زار لپیٹ
چاند سی منہ کو وہ کھا ابر سیہ سی زلفین	کبک و طاؤس کو بھی اپنی طرف یار لپیٹ
بھیڑ سی بھیڑ رہا کرتی ہی دروازے پر	رکھے کس کس کو تری قصر کی دیوار لپیٹ
خط مشکین سے رخ یار کے اوپر یہ کھلا	روز روشن کو بھی لیتی ہی شب تار لپیٹ
شان پر تیغ بھی دکھلا کے چلے قاتل مجھکو	اس خوش اندام کو ای جامہ گلنار لپیٹ
آمد آمد کی اطبا کی جو سنتے ہین خبر	منہ کو لیتے ہین کفن سی تری بیمار لپیٹ
کالی ابرو کا اشارہ ہی مجھے ای قاتل	خون ناحق مین مری اپنی نہ تلوار لپیٹ
یہی بازار جہان مین ہی تمنا آتش	جنس دل کی کوئی خوش ہو سا خریدار لپیٹ

ردیف جیم تازی

[illegible]

۲۲۹

زندہ رہے تو مردہ ہو جاے دم فنا
مردے کو زندہ کرتی ہے آواز پاے دوست

ردیف تا ... مہندی

دولت حسن کی بھی ہے کیا لوٹ

وہ عاشق ہون مرے آگے ہے آتا
مبدل صبر بیتابی سے ہو جاے
اوڑے گا شوق سے پیدا کرے گا
سر بازار تمسے جبکہ چاہے

بنا کر حسن خوش اسلوب صورت
اگر دیکھین تری ایوب صورت
کبوتر کی مرا مکتوب صورت
ملا لے یوسف یعقوب صورت

ہلادین دل نہ کیونکر شعر آتش
صفا بندش ہے معنی خوبصورت

لب شیرین تک اونکے آئی بات
دہن یار مین نہ آئی بات
دامن اُس گل کا کیا چھوئیگی صبا
قصہ کوتہ وہان یار کا تھا
کھیل زلفون کو ہے اُلجھ پڑنا
نہ کسیکو ڑی کبھی ہم نے
دہن تنگ یار مین کیا کیا
درد دل کہنے مین ہر کیا پس و پیش
تازگی فکر کی کبھی نہ گئی
دم ہے چین جبین یار سے بند
چشم پوشی ہے تہر اون آنکھون کو

بنگئی قند کی مٹھائی بات
شاعرون نے بہت بنائی بات
یہ کسی نے ہے جھوٹ اوڑائی بات
حجتون نے مری بڑھائی بات
اونکی آنکھون کو ہے لڑائی بات
نہ کسیکی کڑی اُٹھائی بات
تنگ ہو ہو کے ہے سمائی بات
کہی جاتی ہے منھ تک آئی بات
جب سُنائی نئی سُنائی بات
کرنے دیتی نہین رکھائی بات
سرمہ نے بھی نہ یہ سمجھائی بات

چلتے ہو جو تم ناز سے اٹکھیلی کی چالین	ہر گام دکھا دیتی ہے رفتار عجب روپ
کھل جائین سمجھے معنی توحید اگر آتش	پھر دیکھین تو دکھلائین گل و خار عجب روپ

بل کھائینگے نہ صورت گیسوی یار سانپ	توڑینگے مڑ مڑ کے اپنی بدن کو ہزار سانپ
احول کی آنکھ سے ہو نہین سودائی دیکھتا	دو زلفین یار کی نظر آتے ہین چار سانپ
کیونکر نہ پھاڑ پھاڑ کے پھینکین پری ہین	سودای زلف یار مین ہین تار تار سانپ
افشان چھڑک کے یار نے زلف سیاہ پر	دکھلا دیا وہ سنتے تھے جو مالدار سانپ
موذی بھی شغل اثر حسن سے ہوئے	کرتے ہین گنج یار کے اوپر نثار سانپ
ہر عقدہ گانٹھ زہر کی موذی ہر بال بال	کاکل ہے ایک یار کی کالے ہزار سانپ
دھوؤن کے زلف یار کی پائے نہ سمت	کف لا کے زہر او گل کی ہوئی شرمسار سانپ
اس زلف مین ہر جیسے مرا داغدار دل	طاؤس کو سمجھتے ہین اپنا شکار سانپ
سودای زلف مین ہی جو کچھ حال کیا کہون	رہتا ہی رات دن مری سر پر سوار سانپ
روی صبیح پر نہین لہرا رہی وہ زلف	بو پا کے یاسمین کی ہے بے اختیار سانپ
موذی کو چاہتا ہی قوی آسمان دون	ہو جا بنا یا کرتا ہے یہ بد شعار سانپ
آتش یہ شاعرون کا فقط اختراع ہی	رخسار گنج مین نہ تو گیسوی یار سانپ

ردیف تاے قرشت

قامت سے دکھا یار تماشای قیامت	ہو آج ہی ہونا ہی جو فردای قیامت

اس قد کشیدہ کا مشتاق ہوا دل
اللہ ترے دکھلائے تماشای قیامت

فریاد بتون کی نہین اللہ سے کرتے
ہو جانا ہمکو نہین پروای قیامت

[illegible]

اللہ نے دیا ہی رخ آتشین تمھین
وہ گرمیان ہون ہون جو سزاوار آفتاب

جلد کہ چمن مین پختہ کرو میوہ ہاے خام
ظاہر ہین رخ سے آپ کے آثار آفتاب

پیدا ہوا ہون عشق رخ یار کے لیے
دیکھا ہی آنکھ کھول کے دیدار آفتاب

کھلتا ہی حال رخ لب جان بخش یار سے
سن لیتے ہین مسیح سے اخبار آفتاب

سیر جہان کیا کرے دن کو غرض نہین
شب کو ہمارے گھر مین ہوا قرار آفتاب

گرمی حسن کا ہے اشارہ یہی ہمین
وہ کام کیجیے کہ جو ہو کار آفتاب

بندھتی ہین یار ٹکٹکیان اب تری طرف
آتے ہین دیکھنے تجھے نظار آفتاب

چوتھے فلک سے کم نہین مستون کو میکدہ
ہے آفتاب ساغر سرشار آفتاب

ایسا کھرا ہے سکہ ترے داغ عشق کا
کھوٹا ہے جسکے سامنے دینار آفتاب

ہنگام صبح تم بھی جو بالاے بام ہو
آنکھون مین رہروون کے ہو تکرار آفتاب

رخسار دلفریب ہو نظارہ کے لیے
خواہان ماہ ہون نہ طلبگار آفتاب

اندھیر اپنی آنکھون مین آتش ہی روشنی
بے روح یار داغ ہی رخسار آفتاب

روشنی اس رخ کی کر جاتی ہی کار آفتاب
حسن سے پیدا کیا ہی اعتبار آفتاب

سامنا اس آتشین رخسار کا اندھیر ہے
ہم کسے رکھتے ہین آگے اختیار آفتاب

ہجر کی شب مین زبس ہی اشتیاق روز وصل
رات بھر رہتی ہین آنکھین انتظار آفتاب

نقش کس دل مین نہین رخسار روشن کا ترے
کون ایسا گھر ہی نہین جسمین گذار آفتاب

منھ ملاتا ہے تمھارے چہرۂ پرنور سے
کیجیے اپنی کف پا کو دوچار آفتاب

ردیف بای فارسی

مشک بو زلف کا ہے لطف رخ رنگین پر	سنبل الطیب چمن میں ہو بلا سے پیدا
شاہد گل کو ہے مقصود شکار بلبل	مٹیاں باغ میں ہوتی ہیں حنا سے پیدا
پا برہنہ سر عریان و تن گرد آلود	ہے کرامات گدا حال گدا سے پیدا
حسن بت سے جو بنی جان پہ اپنی تو کھلا	حال ہوتا ہے یہی عشق خدا سے پیدا
فی الحقیقت ہے اگر چشمۂ حیوان وہ دہن	سیکڑوں خضر سے ہو جاینگے پیا سے پیدا
بوسہ بازی سے مرے ہوتی ہے ایذا انکو	منھ چھپاتے ہیں جو ہوتے ہیں حیا سے پیدا
عہد پیری میں جوانی ہے بہت یاد آتی	کیجیے زور کمان پشت دوتا سے پیدا
اب نقاب اُلٹے ہوا بھی تو نہیں کچھ ہوتا	تمنے کر لی ہے بڑی آڑ صبا سے پیدا
مجکو ڈر ہے کہیں طوق کمر یار نہون	حلقے ہوتے ہیں بہت زلف رسا سے پیدا
بند کر دیگی تری برق جمال آنکھوں کو	ہونے دے شربت دیدار کے پیاسے پیدا
دیکھکر آئینہ بیزار نہو صورت سے	ہوتے ہیں جوش جوانی میں مہاسے پیدا
بندہ عالم نہیں ہو سکنے کا بیدل ہو کے	بت گمراہ کریں راہ خدا سے پیدا
لب شیریں کی تری چاشنی ممکن نہوگی	رس سے شکر ہوئی شکر سے بتاسے پیدا
ای شہ حسن تری عشق میں مرنے کے لیے	لڑکے ہوتے ہیں فقیروں کی دعا سے پیدا
عمر ہو موسم سرما ہے قریب ای آتش	کیجیے ربط کسی مہر لقا سے پیدا

ردیف باے موحدہ

ہر حال میں ہے اپنے مرا یار دلفریب	گفتار دلفریب ہے رفتار دلفریب

بس اپنی مستی کو گردش ہی چشم ساقی کی
ہمارا پیٹ نہیں ہی شراب کا مٹکا

خدا کو حشر کے دن منھ دکھائیگا تو کیا
ہی جو شرم سے پرا ہی بت ہر طرہ گھونگھٹ کا

سرای یار میں پہونچینگے ہم لگا کے کمند
بلند بام سے رتبہ ہے اُسکی چوکھٹ کا

کلاہ کج کا ہے طرہ قبای چسپان پر
جوان آج نہیں ہی تری سجاوٹ کا

نہ تیغ عشق کی منھ چڑھ دلا خدا سے ڈر
اُسی گڑھے میں تو بھی چھوٹتا ہے جھوٹکا

اُڑائی ہی ترے رنگین ادائیون نے نیند
ہوس کے دل کو ہی منہدی کے چور کا کھٹکا

نہ پھول بیٹھ کے بالای سرو ای قمری
چڑھے جو بانس کے اوپر یہ کام ہی نٹ کا

پری سے چہرے اور نہیں ہیں لہراتے
یہ منھ چڑھاتی ہیں گیسوی یار گھونگھٹ کا

یہ جانتے تو تمھیں ہم نہ باندھنے دیتے
کمر کے ساتھ لپٹیے گا ناف کو ٹیکا

عجیب بھول بھلیان ہی غفلت ہستی
جسے کہ راہ ہوئی اُس سے خوب ہی بھٹکا

عجب نہیں ہے جو سودا ہو شعر گوئی سے
خراب کرتا ہی آتش زبان کا چٹکا

غریز روح کے دم تک ہی کالبد گل کا
خراب حال ہی بے مغز جب ہوا چھلکا

لہو سے سُرخ رہی رنگ تیغ قاتل کا
وہ ترک اور تماشا ہو رقص بسمل کا

بہار آئی ہی دیوانے وجد کرتے ہین
سرود کی ہی صدا غلغلہ سلاسل کا

رُخ ملیح کے خالون سے یہ ہوا ظاہر
نمک کے ساتھ مزا ہی سیاہ فلفل کا

عجب نہیں شرف خواجگی مری خاطر
ذلیل بندہ ہون کیسے عزیز ہر دل کا

(۲۲۵)

خدا سے مانگ جو کچھ مانگنا ہی ای آتش
کریم رد نہیں کرتا سوال سائل کا

رعد کا شور ہو ہو رو نکی صدا سے پیدا
جھوم اٹھا ابر بہاری ہو ہوا سے پیدا

[illegible]

عذر سے اے سرو گل اندام کیے جا
جو کام اثر شوق کا وہ کام کیے جا

اے نرگس خود کام مٹے خاک مین کوئی
تو پیروی گردش ایام کیے جا

کامل کا اشارہ یہی اُس پرخ سے ہے رہتا
مشتاق سے اپنے سحر و شام کیے جا

مرغ دل احباب جو اڑ رکے پھنسے ہین
اے زلف سے کشمکش دام کیے جا

مژگان یہی اُس چشم سیہ کی ہین سوجھاتین
چشمک طرف نرگس و بادام کیے جا

رکھتا ہے اثر شوق کا اظہار بھی غافل
یار آئے ہی گا نامہ و پیغام کیے جا

عاشق کا ضرر نہ ہو ملا رلہ مین بیار ہو
آدھی تو نشیت کوئی دو گام کیے جا

شفتالو ہی لب کو بھی تا کا تو وہ بولے
ملنے کا نہین کچھ طمع خام کیے جا

آتش ہے مست آنکھ کی بھے بوسہ ہی ملیگا
آتش حرکت تجاہل دشنام کیے جا

صحرا ہے نیلان کا مگر مرحلہ آیا
پھوٹی ہوئی قسمت کو لیے آبلہ آیا

استاد کمر باندھی ہوئے راہ مین ہین ہم
لوٹا اُسے یوسف کا اگر قافلہ آیا

سودا ہی رہا گیسوے پیچان کا تمھارے
شانہ کی طرح ہاتھ نہ یہ سلسلہ آیا

یاقوتی لب کی ترے اللہ رے تفریح
پیری مین جوانی کا مجھے ولولہ آیا

ہرچند کرے ظلم و ستم جور و جفا یار
دانتون سے ہی کاٹا جو زبان پر گلہ آیا

اک دم نہ جدا ہوتے تھے یا پھر دن ہو غائب
کیا اسکا سبب ہے کہ جو یہ فاصلہ آیا

فریاد کو میری نہ سمجھ بے اثر اے بت
کہسار کو ان نالون سے ہے زلزلہ آیا

[illegible]

[illegible]

قطع ہو جاوے گی گام چند میں سختی راہ
خضر ہی جب آگے آگے شوق منزل ہو گیا

تہمت زلف اس پری کی جو کبھی لائی صبا
حاصل تار تار دیوانوں کو حاصل ہو گیا

کر دیا تیری توجہ نے کرم نے بے نیاز
دولت حاتم سے مالا مال سائل ہو گیا

شب کو ہمدید کے لیجاتا ہے کوے یار میں
میں تو بھٹکا ہی مجھے آخر بھی مرشد مرادل ہو گیا

جنبش ابروے رکھلی آبروے تیغ یار
نیم بسمل رہ گیا تھا جو وہ بسمل ہو گیا

شاعروں میں کوئی آتش سا نہو گا حسن دوست
خوبصورت پہ پڑی جب آنکھ مائل ہو گیا

[illegible] دماغ ہے بلبل خوش الحان کا
قفس میں بھی ہے وہی چرچا گلستان کا

پھرا ہے ہمسے رخ اس بادشاہ خوبان کا
کچھ اعتقاد نہیں ہے مزاج سلطان کا

ان ابروؤں سے اشارہ یہی ہے مژگان کا
کمان ہو تو کرے قصد تیر باران کا

ہنسا وہ گل تو یقین ہے چمک گئی بجلی
لبوں کے کھلتے ہی پردہ کھلیگا دندان کا

دکھایئے گا اگر چہرہ کتابی آپ
ثواب بخشے گا ہمکو ختم قرآن کا

جگہ ہے دلمیں ترے داغ عشق کی خالی
جو سرفراز کرے تو یہ گھر ہے مہمان کا

قفس میں نالۂ بلبل سے یہ صدا ہے بلند
بہشت ہے جو تصور ہے گلستان کا

دکھائی دی مری یوسف کی شکل آنکھوں کو
حجاب ٹوٹے تو دروازہ ٹوٹے زندان کا

نقاب اٹھا کے دکھا یار چہرۂ رنگین
کبھی تو کھولدے دروازہ اس گلستان کا

وہ اپنی زلفوں میں گتھریوں ہی کرتے ہیں کنگھی
خیال جو کبھی آتا ہے مجھ پریشان کا

کج رکھ نہ پا کو جا دل سے غافل / پھیر اسنے کھایا جو راہ بھولا

زنار ڈالا تسبیح پھینکی / عشق صنم مین اللہ بھولا

خور نے گرایا اسکو نظر سے / جو ذرہ تیری درگاہ بھولا

زلف رسا کو سمجھا جو افعی / جو کاوہ قصہ کوتاہ بھولا

دیکھے سے تیرا روے منور / ہم مہر بھولا ہم ماہ بھولا

محروم رکھا ساقی نے ہمکو / اپنے گدا کو جم جاہ بھولا

تبخانہ چھوڑا باز آئے بت سے / وہ شہر بھولا وہ شاہ بھولا

شرط وفا کی کس بیوفا سے / آتش سا عارف آگاہ بھولا

مشتاق اسقدر ہون خدا کے حضور کا / سجدہ کرون جو بت بھی ہو سنگ طور کا

دکھلا کے جلوہ آنکھون نے اک شمع نور کا / گل کر دیا چراغ ہمارے شعور کا

موسم ہوا بہار چمن سے سرور کا / آیا زمانہ داغ جنون کے ظہور کا

سب کو خیال رہتا ہے اک رشک طور کا / ظلمت مین دل ہمارا تمنائی ہے نور کا

منہ کو چھپائیے نہ مرے قتل کے لیے / شمشیر بے نیام ہے یہ دو حضور کا

کرتا ہے نغمہ صورت داؤد عندلیب / عالم ہوا ہے دفتر گل پر زبور کا

گردن ہی اپنی پھانسی کے قابل نہین ہنوز / کیا شکوہ انکی زلف رسا کی قصور کا

کس کس کو خاک مین نہین ملوایا آپنے / نشتہ ہے کون کون تمھارے غرور کا

ولہ

اک سال میں دس دن بھی جسے غم نہیں ہوتا	وہ شہر ہے جسمین کہ محرم نہیں ہوتا
سنبل میں تری زلف کا عالم نہیں ہوتا	یہ پیچ نہیں ہوتے ہیں یہ خم نہیں ہوتا
کعبہ میں رخ یار کا عالم نہیں ہوتا	محراب میں اُن ابروؤں کا خم نہیں ہوتا
اک جام میں کھلتا ہے طلسمات جہان کا	ہستی میں کسے مرتبۂ جم نہیں ہوتا
نشتر کی طرح چبھتی رہتی ہیں وہ مژگان	کس چاہنے والے کا لہو کم نہیں ہوتا
تلوار کی موت اُسکے نصیبوں میں نہیں ہے	ابرو کے اشارے سے جو بیدم نہیں ہوتا
بے عشق سے زنہار نکر تذکرۂ حسن	کہتے نہیں راز اُس سے جو محرم نہیں ہوتا
اک رشک مسیحا کے تصور میں ہے یہ حال	آنکھوں میں ہے جان اور فنا دم نہیں ہوتا
فرقت میں تری کونسی شب کو نہیں روتا	کب سینہ زنی سے مری ماتم نہیں ہوتا
پیدا کرے گو موم کی وہ جسم گدازی	زخم دل احباب کا مرہم نہیں ہوتا
آتی ہے یہی معرکۂ عشق سے آواز	یان کشتہ نہو جو وہ مسلم نہیں ہوتا
کم موت کے آنے سے نہیں یار کا جانا	قالب میں جو ڈھونڈو تو کہیں دم نہیں ہوتا
اُس زلف کی بو سونگھی ہو جسنے وہی جانے	افعی سیہ رنگ میں یہ سم نہیں ہوتا
مقبول ہے جو ذرہ کہ درگاہ کو تیرے	وہ ملتفت نیر اعظم نہیں ہوتا
شیشے میں جو ہے روشنی بادۂ گلگون	فانوس میں یہ شمع کا عالم نہیں ہوتا
بھر فرقئے دولت دیدار شب و روز	معشوقوں میں ایسا کوئی عالم نہیں ہوتا
زنجیر کا اُس زلف کے سودا نہو کیونکر	یہ سلسلۂ درہم و برہم نہیں ہوتا

کھینچ لاتا تھا ہمارا جذبۂ دل یار کو
نالہ و افغان سے جو تھا بے اثر کوئی نہ تھا

کو سے حلقہ مین ان زلفونکے تھے اک دو نہ دل
خانۂ زنجیر سا آباد گھر کوئی نہ تھا

تیغ کے جوہر دکھاتی تھی وہ ابروجن دنون
آشنا گردن سے اپنی اپنی سر کوئی نہ تھا

دیدہ و دل تھے منور تیری نور حسن سے
جلوہ فرما ہو نہ تو جسمین وہ گھر کوئی نہ تھا

رکھتی تھی زلف رسا ہی یار سر اک مو دراز
کون سے قصہ کو کہتا مختصر کوئی نہ تھا

عہد پیری مین جوانی تھی نہ اُسکے ولولے
محفل شب مین سے ہنگام سحر کوئی نہ تھا

بلبل تصویر تھا باغ جہا مین تیری طرح
با وجود بال و پر بے بال و پر کوئی نہ تھا

معرکہ مین عشق کے سر ہاتھ پر رکھے ہوئے
واپسین دم تک تو مجھ سے بیشتر کوئی نہ تھا

یار سے آنکلا تو تھا صورت دکھاتا مین کسے
چھوٹتے کا وقت تھا شمس و قمر کوئی نہ تھا

عشق کسکو حسن دلکش سے نہ تھا ایجان جان
فکر سے غافل تری جن و بشر کوئی نہ تھا

چاشنی دونو کی چکھی ہے جو حق حق یو چھئے
اُن لب شیرین سے شیرین نیشکر کوئی نہ تھا

لیچلے ہستی سے داغ عشق آتش شکر ہے
منزل ملک عدم کا ہمسفر کوئی نہ تھا

دیوانہ ہے دل یار تری جلوہ گری کا
مشتاق نہایت ہی یہ شیشہ ہی پری کا

انداز کہان یہ روش حور و پری کا
دم بند ہے ٹھوکر سے تری کبک دری کا

ہنگامہ گل و لالہ کی ہے جیب دری کا
دیوانہ ہوا چاہیے شیشے کی پری کا

ساقی کی نگاہون نے مرے ہوش اڑائے
آنکھون سے دیا جام مے بے خبری کا

بے تری شب کو پھیری جلتی تھی ای خورشید حسن
لعل لب کی جس سے مضمون ڈھل گئی فکر اسکی ہی
جامہ زیبی مین نہ سی تشبیہ مین نی یار سے
اینڈتا تھا تیرے مستون کیطرح سے باغ مین
بوی گل کی طرح گرد راہ دکھلائی نہ دی
مردم دیدہ تسار ورو کی جب کرتے تھے ذکر
یار اترا اصاف بحر بیکنار عشق سے
دیدہ عارف سے جب دیکھا تو یہ روشن ہوا
چشم نامحرم کو برق حسن کردیتی تھی بند
ساتھ دے سکتے نہ تھے صحرانوردی مین مرا
تیرے کوچہ کا چمن سے دل کو آجاتا تھا شک
صید بندی کا تجھے جب شوق تھا ای شہسوار
جسم گل کھائی ہوئے ساعد تری چھلو نکی تھے
جای آب اس مست کو ملتی ہے انگوری شراب
جب رولاتا تھا تصور لالہ رو لونکا ہمین
عالم تشبیہ مین کہتا صنوبر کسکو مین
رات بھر تھا چشم غول انکھو نمین اپنی سر چراغ

جو ستارہ تھا سو مریخ سے سفاک تھا
ان نگینون کو ترا شا جسنے وہ حکاک تھا
وہ خوش اندامی نہ تھی گل لاکھ خوش پوشاک تھا
صاحب کیفیت اپنے سلسلہ مین تاک تھا
یار کا گلگون نسیم صبح سے چالاک تھا
اشک جو تھا دانہ تسبیح خاک پاک تھا
روتے روتے مر گیا جو ہجر مین تیراک تھا
مظہر نور الٰہی حسن مشت خاک تھا
دامن عصمت ترا آلودگی سے پاک تھا
جوش وحشت مین غزالونسے بھی مین چالاک تھا
سنبل و گل اپنی انکھونمین خس و خاشاک تھا
حلقہ دام محبت رشتہ فتراک تھا
غیرت صبح بہار اس آستین کا چاک تھا
اعتقاد پاک سے جو خوشہ چین تاک تھا
طفل اشک ایک ایک مست نشہ تریاک تھا
یار کا بوٹا سا قد موزون تھا وہ کاواک تھا
شہر بھی بے یار اک صحرای وحشت ناک تھا

جا کر قفس میں عاشقِ صیاد ہو گیا
بلبل کا حال قابلِ فریاد ہو گیا

تو روشنیٔ عالمِ ایجاد ہو گیا
ویرانہ تیرے جلوے سے آباد ہو گیا

سختیٔ ہجرِ یار سے دل میں ہوا جو درد
مومی ہماری آہ سے فولاد ہو گیا

حافظ رخِ کتابیٔ محبوب کے ہیں ہم
یہ احسن القصص ہی ہمیں یاد ہو گیا

اللہ کے سوا نہ کسی نے کبھی سنا
نالہ مرا غریب کی فریاد ہو گیا

پھر آئی رنگِ رفتہ جو رخ پر عجب نہیں
اکثر ہے چہرۂ نظری صاد ہو گیا

وہ شب ہی گو تھی کہ نہیں لطف نوشہی
فکرِ سخن عروس میں داماد ہو گیا

زلفوں کو رکھ کے مایۂ سودا ہوا دو رخ
دو پر لگا کے یار پری زاد ہو گیا

ساقی ماہرو نے پلائی شرابِ عشق
تفریحِ روح کو ہوئی دل شاد ہو گیا

دکھلایا اس نے جو چمن میں جو آئینہ
گلچینِ باغِ حسن وہ صیاد ہو گیا

سایہ کی طرح سے مری پھرتا ہے ساتھ ساتھ
عشق اس پری جمال کا ہمزاد ہو گیا

کم حکمِ شرع سے نہیں ایمائے حسن بھی
بے جرم بے قصور وہ جلاد ہو گیا

کپڑے رنگے جو خونِ احبا سے یار نے
مریخِ چرخ کشتۂ بیداد ہو گیا

سرمے سے چشمِ یار نے مفسدوں کی جڑ
لب رنگِ پان سے ظلم کی بنیاد ہو گیا

رنگوایا بلبلوں کے جو خون سے بہار میں
گلزار رشکِ خانۂ صیاد ہو گیا

خورشید سے زیادہ ہوئی آنکھیں روشنی
جو ذرہ تیری راہ میں برباد ہو گیا

اے سوزِ عشق نرم دلِ سخت یار کر
اکسیر ہے جو کشتہ یہ فولاد ہو گیا

نکلتا ہے جو وہ خونخوار اوچی بنکر
ہر اک طرف سے ہون آواز الامان بنتا

کچھ احتیاج نہین مجکو جز بازو کی
اجل کو اپنے ہون اپنا نگاہ بان بنتا

مری فغان سے ہی گیسوی یار بل کھاتا
ملال ہوتا ہی کافر سے جب اذان بنتا

بہار آئینہ دکھلا رہی ہی حیران ہے
ہزار کیسے نہین ایک باغبان بنتا

کیا ہی زرد یہ سودای خال مشکین نے
وہ رنگ ہی کہ جو تھا رنگ زعفران بنتا

چمن کو کوچۂ قاتل اگر ہے سمجھا تو
شہید تجکو ہون ای نخل ارغوان بنتا

یہ شوق بوسہ ہی منہ اسکا چوم لیتا ہون
زبان ہی جسکے تری رخ مین ہون دہان بنتا

مجھے وہ روشنی خانہ یاد آتا ہے
کسی کے گھر مین جو ہون دوست میہمان بنتا

جواب اسکے نہ کیونکر مین اسکی بدلے دون
کڑی مری لیے ہی گوش بے زبان بنتا

رسائی دیر مین ہوتی جو برہمن کیطرح
بتون کو چھیڑ کے دو چار گالیان بنتا

ان ابروؤنکو مین شاعر بھی کہہ رہی کچھ
کسی ہی تیغ کسی سے ہون مین کمان بنتا

کہون مین بال جو اسکو تو بال شیشہ کا
کمر کو ہون تن نازک کے درمیان بنتا

فراق یار کو ای صبر زور تو نہ جتا
پچھاڑتا ہے یہ جسکو ہی پہلوان بنتا

قضا کے تیر کو دیکر نشانہ بنتا مین
کوئی جو ابروِ خمدار سی کمان بنتا

قصور مجھ سے ہوا ہو جو کچھ معاف کرو
خفا مزاج تمھارا ہون مہربان بنتا

جفا و جور و ستم مین مقابلہ کرتا
وہ ترک اگر فلک پیر کو جوان بنتا

یہ چل رہی ہے ہوا باغ دہر مین کیسی
نہ گل سا رخ نہ تو غنچہ سا ہون دہان بنتا

چلا تو ٹھکے دکی سیر کو مئوذن ہے
ہلا دیا جو ستون کو پہاڑ ڈال دیا

یقین ہے صورت عاشق ہی انکو وحشت ہو
فسون سرمہ نے ہے دیدۂ غزال دیا

لبون تک آئی ہوئی بات پی گئے سو بار
زبان کو دل نے نہ اذن بیان حال دیا

دکھا کے حسن زنخدان یار کا عالم
ہماری آنکھون نے دل کو کنوین مین ڈال دیا

شراب ابر مین کیونکر پئین نہ اے ساقی
ترے کرم سا ہی ہمکو شفیق خصال دیا

گلے مین ڈالتے ہی پوست کیطرح ٹپکی
قبا نے سانچے مین اندام یار ڈھال دیا

بنایا جب ترے پتلے کو دست قدرت نے
ہر ایک عضو بدن اُسکو بے مثال دیا

مرید کر کے مجھے پیر عشق نے اپنا
مشاہدے کو ہر اک آئینہ جمال دیا

ہوا ہون ابل جو دل سکے ہی داغ سے جن
جنون نے صدقۂ حسن پری ہر مال دیا

چلینگے باغ اگر ہمکو بھی مقدر نے
رفیق سیر چمن کوئی نونہال دیا

جھلکا کے خوان کا اپنے نمک تو کل نے
زبان کو مزۂ لقمۂ حلال دیا

نظر چڑھا کئی دفعہ نہین وہ ابرو کج
چھپا رہی جب ہی دکھائی نہین ہلال دیا

ہوا ہے سامنے جب تیری روی رنگین کے
صبا نے گل کو ہے آزار گوشمال دیا

جو دیکھتا ہے وہ کہتا ہے چودھوین کا چاند
شباب حسن نے ہے یار کو کمال دیا

بہت ہی مضطرب ہوا دل صد جاکی ہی اُلجھی تھی
تمھاری زلف کا شانہ نے بل نکال دیا

تپ فراق سے جان اپنی جانے کی ہوتی
صنم نے راہ خدا شربت وصال دیا

صفا مین تیرے سی [illegible] ہوئی بنا کے دانت
لبونکو رنگ ترے لعل نے بھی لال دیا

فی الحقیقت تری زلفون کی جو بو ہی خوشبو | مشک ملتا نہ کسی کو نہ تو عنبر ملتا
واہ ری پست و بلندیِ رہِ الفت ہمین | کوئی تختہ جو زمین کا ہو برابر ملتا
خلعتِ بال ہما دیکے روانہ کرتے | نامۂ شوق کا حامل جو کبوتر ملتا
نقش بد نقشِ محبت سا نہو گا کوئی | سیکڑون مہرۂ گل ہین مجھے ششدر ملتا
سامنا آنکھ اٹھا کر نہین نرگس کرتی | جھک کے اُس سرو خرامان سے صنوبر ملتا
دل بہت سینہ مین بیتاب ہی اسپر رکھتے | صبر ہے بھی کوئی بھاری سا جو پتھر ملتا
عید کا روز ہے مسکین ہین فطرہ لیتے | خیر خم ہمکو بھی ساقی کوئی ساغر ملتا
لب شیرین سے وہ دشنام دیا کرتے ہین | زہر ہو کر ہے مجھے قند مکرر ملتا
بادشہ حسن نے ای یار بنایا ہی تجھے | خطبہ پڑھتا ہون ترا مین جو ہی منبر ملتا
ہم بھی اللہ سے دولت کی تمنا کرتے | سیمبر یار جو کوئی عوضِ زر ملتا
نہ کیا تو نے تعین ہی مکان کا ورنہ | دلِ مومن مین سمجھتا جو ترا گھر ملتا
ابرِ نیسان کا کرم رہتا ہی ہر سال اگر | تیری دندان سا صدف کو نہین گوہر ملتا
کیا سمجھکر اسے اخوان ذی لنو نے کنوین مین پھینکا | خوبصورت نہین یوسف سا برادر ملتا
نالۂ بلبل کا نہ سنتا یہ غرور آجاتا | گوشِ گل کو جو تری کان کا زیور ملتا
وحشتِ دل کا تقاضا ہی نکل چلنے کا | تنگ ہون گنبدِ گردون کا نہین در ملتا
ای پری شیفتہ ہوتے ترے جن و انسان | عشقبازون ہی سلیمان کا لشکر ملتا
تیری تمثال سے روشن یہ ہوا آتش حسن | آئنہ کو بھی ہے اقبال سکندر ملتا

اندوہ طفل جمعہ کو ہوتا ہے عید کا

قاتل رہا کریگی شب جمعہ روشنی

کوچہ مین تیرے ٹھیر ہو تیرے شہید کا

موسیٰ کی طرح ہمکو بھی دیدار کا ہے شوق

آنکھون کو حوصلہ ہے تجلی کے دید کا

صورت کو تیری دیکھ کے آئینہ مین فرید بین

رخ پر یقین ہے اُٹھین شکل سعید کا

پیسان بدن سے یار کے ہو کر قبا ہی تار

حیران کار رکھتی ہے قطع و برید کا

۲۱۴

شراب خلد کی خاطر دہن ہی رکھتا صاف	وضو مین ورنہ یہ زاہد غرارہ کیا کرتا
شکستہ دل نہوا اُس بت کی نارسی کیونکر	سلوک شیشہ سے ہی سنگ خارہ کیا کرتا
بہار گل مین پیالہ لگا لیا مُنہ سے	شراب پینے کو مین استخارہ کیا کرتا
فقیر کو نہین درکار شان امیرونکی	سر برہنہ سر گوشوارہ کیا کرتا

بہار گل مین تھا جامہ سے باہر اے آتش

نکرتا مین جو گریبان کو پارہ کیا کرتا

ساقی ہون تیس روز سے مشتاق دید کا	دکھلا دی جام مے مین مجھے چاند عید کا
موقع ہوا نہ اُس رخ روشن کی دید کا	افسانہ ہی سنا کیے ہم صبح عید کا
افسانہ نیے یار کا ذکر اُسکا کیجیے	مقصود ہے یہی مری گفت و شنید کا
شیدا ہی حسن یار کس اقلیم مین نہین	محبوب ہر وہ ماہ قریب و بعید کا
حاضر ہے جاہے جو کوئی نعمت فقیر کی	شیرین کلام اپنا ہے توشہ فرید کا
برنج کا ہے ظلم و ستم کس شمار مین	پیر فلک کو رتبہ ہے تیرے مرید کا
جھت دہان یار تہن کیونکر نہ کیجیے	منظور ہے ثبوت ہمین ناپدید کا
لیتا ہی بوسہ دیکے وہ سیمین عذار دل	یہ حال عاشقون کا ہی جو زر خرید کا
آرایش اُنکی قتل کری ہمکو بے گناہ	درکار مہندی گندھے کو ہی خون شہید کا
بندی قبا ہی یار کے عقدی ہون لاکھ قفل	گستاخ ہاتھ کام کرینگے کلید کا
دل تجھے ہین عاشق بیتاب کیجیے	قیمت وہ ہی جو معل ہو مال مزید کا

مجھ رند کو حلال ہے کوئی حرام ہو	پیر مغان کا حکم ہے آمین جواز کا

آتش جگہ نہ دل مین ہوا و ہوس کو ہو
کم زہر سے اثر نہین اس شہد آز کا

حسن سے دنیا مین دل کو عشق پیدا ہو گیا	آگے اس بازار مین یوسف کا سودا ہو گیا
بوسہ لینے نے کیا ثابت دہان یار کو	جسکو ناپیدا سمجھتے تھے وہ پیدا ہو گیا
موسم گل کی ہوا کرنے لگی ناز پری	سکہ بازار جنون کا داغ سودا ہو گیا
ہوش اڑائے صورت آباد جہان کی دید نے	تیلیون کو دیکھ کر محو تماشا ہو گیا
دل تصور کا ترے مسکن ہوا اے بحر حسن	بند جذبہ عشق سے کوزے مین دریا ہو گیا
جلوہ فرمائی نئی صورت سے کی ہر رنگ مین	تو نے جس جامے کو پہنا تجکو زیبا ہو گیا
تیغ ہے جو جیسا کرے ویسا ہی آجاتا ہے پیش	عشق کو بدنام کر کے حسن رسوا ہو گیا
اشک افشانی سے مجھ مجنون کے ہین اطفال محو	کھیلنا لڑکون کا لڑکون کو تماشا ہو گیا
فی الحقیقت ہے دشمن آئینہ کو گرد و غبار	خاکساری سے ہمارا دل مصفا ہو گیا
تو جو آنکلا چمن کی سیر کو اے رشک حور	گل ہوئے گلہائے جنت سرو طوبیٰ ہو گیا
آنکھین دکھلانے غزال آئے جو مجنون کو ترے	ایک تختہ نرگس شہلا کا صحرا ہو گیا
آگ پر رکھوا کے جلوانا نہ تھا فرعون کو	ہیشبانے ہی بھی روشن دست موسی ہو گیا
خمکدے مین عالم طفلی کی کیفیت ملی	شیر دایہ میکشون کو خون مینا ہو گیا
تیغ سے وہ ابروے خمدار ہے خونریز تر	جوہر ادراک سے حل یہ معما ہو گیا

ہوتا ہے شہید دل سے تری آسمان بقید
از بسکہ رنگ چہرہ فلک تنگ ساز کا
کیونکر وہ ناز مین ہے کہ جسکے نیاز بان
انداز سے بھی عوض عالی ہے ناز کا
ظاہر ہے سنگ سے بھی تری پروانہ کا اثر
روشن ہے حال شمع سے سوز و گداز کا
ساقی زلال وزد جو توفیق ہو سود کی
ستون کو تری ہوس کہان امتیاز کا
ہوجائے حسن معنی بے صورت آشکار
روے حقیقت آشکارا جو پردہ مجاز کا
آنکھین ہین بحر یار مین لبریز اشک غم
سوز جگر کو شغل ہے دل کے گداز کا
ہر صبح کو ظہور کا رہتا ہون منتظر
مشتاق ہون امام کے پیچھے نماز کا
ہجران یار مین تن خاکی سے تنگ ہون
ایذا ہے مرغ روح کو چنگل ہے باز کا
سوداے عشق مین تری شان خواجگی
محمود بندہ ہوگیا حسن ایاز کا

۲۱۲

دیکھیے کستے ہین کبتک وہ ہمین | امتحان ہوتا ہے تا چند اپنا
اے پری رو ہون ترے دیوانے | دیکھین سودا جو خرد مند اپنا
کیا ملائے گا ذقن سے تیرے | زرد رو سیب ثمر قند اپنا
کیون نہ یعقوبؑ کو یوسفؑ ہو عزیز | کسکو پیارا نہین فرزند اپنا
سیر رکھتا ہے وہ گل ہنس ہنس کر | رزق ہے شہد شکر خند اپنا
سر کو سودا ہے کسی کاکل کا | دل ہے زنجیر کا پابند اپنا
شجر قدس ہین ہم عالم مین | اس چمن مین نہین پیوند اپنا
تیغ قاتل سے اوڑینگے ٹکڑے | بند سے ہوگا جدا بند اپنا
ناصحا چپ نہ لبس اب بکبک کر | سر پھراتی ہے تری پند اپنا
دور بھاگین گے نہ ہم آپ کی طرح | پاس تمکو نہو ہر چند اپنا
سر ترا ہمکو ہے مصحف کی جگہ | ہے یہ ایمان تری سوگند اپنا

دولت فقر سے رکھتا ہے غنی
ہمکو آتش دل خرسند اپنا

پامال کیجیے انھین رفتار ناز کا | طاؤس و کبک رکھتے ہین دعوی نیاز کا
لکھتا ہون وصف اُن شعر ہای دراز کا | لیتا قلم سے کام ہون نیزہ باز کا
ساقی سمائے اسمین ہزارون خم شراب | کشتی مے کو ظرف خدا دے جہاز کا
اللہ رے صفای بیان حدیث دوست | دم بند ہے فصاحت اہل حجاز کا

یہی رہا ذقن یار دیکھکر افسوس
اُچک کے گرتے ہم آہ مین اگر کنوان ہوتا

جواب رکھتا نہ گیسوی یار کشتی مین
بلا کے پیچ یہ کرتا جو پہلوان ہوتا

یقین ہے مرد مسلمان بھی سجدہ کرتی ہین
ترش کے بت جو ترا سنگ آستان ہوتا

مہ صیام مین نعمت جو کچھ ملے کم ہے
خدا کا بندۂ مؤمن ہے میہمان ہوتا

نہ پوچھ علم محبت سے کیا کھلا تجھکو
یقین ہوا وہ کہ جسکا نہ تھا گمان ہوتا

وہی ہے صدر نشین بزم خاکسار ان مین
صف نعال مین جسکا کہ ہے مکان ہوتا

اودا اس قالب خاکی مین روح رہتی ہے
مکان سے تنگ ہے مشتاق لامکان ہوتا

فراغ حال ہے دشوار خوش نوائون کو
قفس ہے تنگ ہے بلبل کا آشیان ہوتا

ترے شہید کا دھوکا تھا دیکھا اے ترک
جو کربلا ہے معلے مین ارغوان ہوتا

ہنسا سامنے یار کو ہم حال زار دکھلا کر
یہ رنگ زرد تماشای زعفران ہوتا

زیادہ چشم سے لازم ہے روشنی دل مین
خیال یار ہے اس گھر مین میہمان ہوتا

گلون سے نالۂ بلبل کی وجہ کیا پوچھون
زبان کا ورد نہین گوش سے بیان ہوتا

جو کرتی آتش سودای زلف یار اُسے زرد
یقین ہے مشک سیہ فام زعفران ہوتا

یہ جوے آب بھی نیرنگ اپنا دکھلاتی
محیط خون تری شمشیر سے روان ہوتا

لباس سرخ سے کرتا ہے یار خونریزی
حسینون مین بھی ہے مریخ سا جوان ہوتا

گرا یہ رشتے کو سودای زلف مین لیتے
کوئی جو خانۂ زنجیر سا مکان ہوتا

خدا کے خوان کرم سے جو سیر جو جاہے
نہ مہر ہوتی ہے اُسپر نہ ہی نشان ہوتا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عاشقِ شیدا علی مرتضےٰ کا ہوگیا
دل مرا بندہ نصیری کے خدا کا ہوگیا

قربِ حق حاصل ہی اسکو مرد عارف ہی وہی
یا علی پیرو جو تجھسے پیشوا کا ہوگیا

ساختہ پرداختہ تیری ہی ساری کائنات
حکم حضرت ہی وجود ارض و سما کا ہوگیا

وقت مشکل مین کہا جسوقت یا مشکلکشا
سہل مجھ سے کار گرفتار بلا کا ہوگیا

کون تجھسا ہی ولی اللہ ای مولا مرے
کعبہ پیدائش سی تیرے گھر خدا کا ہوگیا

ولہ

وہ رنگ سرخ ہی کیفِ شراب سی ہوتا
ظہور لعل کا ہی آفتاب سے ہوتا

غرورِ حسن نے نازاں کیا انھین ورنہ
نیاز نامہ مشرف جواب سے ہوتا

نزاکت بدن نازنین یار نہ پوچھ
کمر مین درد ہا پیچ و تاب سے ہوتا

شراب تھوڑی سی پینا مناسب آپکو ہی
ستم بہت ہی تمھارے حجاب سے ہوتا

بتوفیق خدای جهان آفرین رونق بخش آسمان و زمین نسخه

دیوان آتش

در مطبع نامی منشی نولکشور به طبع مزین و مطبوع جهان شد

خرم تجکو بہت ای آئنہ رو آتی ہے — میری صورت سے مگر عشق کی بو آتی ہی
صبح تک دیدۂ ترسے نہین آنسو تھمتی — پانی کرنیکو شب ہجر لہو آتی ہے
موسم گل کی ہوا نے کیئے ساقی بیکل — لبِ بام اوڑکے لب بست کو چھوآتی ہے
فصل گل باقی ہے کرونگا گریبان پھر چاک — آئنے دو سوزن اگر پھر رفو آتی ہے
پاک ہانی معشوق کا سودا ہی جنھین — نیند اونکو نہین بے قید وضو آتی ہے
کونسا نقش قدم چاند سی تصویر نہین — اوس صنم کو روشِ خامۂ مو آتی ہے
سازکیطرح رہا کرتے ہین عاشق نالان — چھیڑ طرفہ تجھے اے عربدہ جو آتی ہے
خون دل آنکھو نمین اسطرح سے بھر جاتا ہے — جام مین جیسے کہ صہبائے سبو آتی ہے
قد مین اوس حور کے طوبیٰ کا ہی سارا انداز — زلف سے سنبل فردوس کی بو آتی ہے
گر یار کی قمری سے مگر دیوانی + — غیب سے پہنچے ہوئے طبق گلو آتی ہے
دور پہونچا ہے کمال اوسکی صفا کا شہرہ — دیکھنے حور وہ آئینہ رو آتی ہے
کرم حق سے ہے گلزار توکل سرسبز — کٹکے دریا سے مرے باغ مین جو آتی ہے
خوش قماشی وہ نہین جامۂ عریانی کی — اسمین کب نوبت پیوند و رفو آتی ہے
یار جانی کا ذرا بھیس بدل لے یہ موت — قبض کرنیکو مری روح جو تو آتی ہے
مے سے کرتا نہین لبریز اسے تو ساقی — قالب جام مین یہ روح سبو آتی ہے
سرو قد کا ترے سودا جو سنا قمری — میرے سر مارنیکو طوق گلو آتی ہے
حلقۂ ناف سے یہ عقدہ کھلا ای آتش — گر یار کو بھی پیچش مو آتی ہے

تمام شد دیوان اول

خواجہ حیدر علی

متخلص بہ آتش

آباد ہووین گنج شہیدان نئے نئے	ویرانہ شہر ہون تری شمشیر ناز سے
شہرے سے لگے ہین جسکے نمکدان نئے نئے	وہ زخم تیغ عشق ہون نہین روزگار مین
گیسو ترے ہوئے تھے پریشان نئے نئے	اے ترک جیسے منزل سودا ہی سر مرا
لاتی ہے سانگ یار کی مژگان نئے نئے	گہ تیر بنتی ہے کبھی خنجر کبھی سنان
سویم مین سیر سے حافظ قرآن نئے نئے	ہون گنہ عاشق رخ محبوب آئینگے
اس گھر مین آنکلتے ہین مہمان نئے نئے	رہتی ہے فکر تازہ مضامین کی منتظر
پیدا کرے گا مور سلیمان نئے نئے	رخسار خط نکالے گا اوس شاہ حسن کا
یوسف ہمارا رکھتا ہے زندان نئے نئے	قید نقاب و قید حیا و حجاب و شرم

کیا باغ کوے یار ہے سیر اسکی کیجیے
آتش شگوفے پھولتے ہین یان نئے نئے

لیکر قفس کو اوڑ گئے رکھا جو پر کھلے	جوہر نہین ہمارے ہین صیاد پر کھلے
ایسا گھرے کہ پھر نہ کبھی ابر تر کھلے	شیشے شراب کے رہین آٹھون پہر کھلے
کس کجکلہ کے عشق مین پھرتے ہین سر کھلے	کچھ تو ہین حقیقت شمس و قمر کھلے
پردہ اوٹھا کہ پردۂ شمس و قمر کھلے	انصاف کو ہین دیدۂ اہل نظر کھلے
طرۂ وہ ہے جو یار کی دستار پر کھلے	رنگریز کی دکان مین بھری ہون ہزار رنگ
خط کی طرح طبیعت بستہ اگر کھلے	کیا خیر ہے عبارت رنگین مین شرح شوق
خواجہ کو ہین غلام کے عیب و ہنر کھلے	جو چاہین یار سے کہین اغیار غم نہین

سونیکے پتے ہووین ہر اک گل کے کان مین
مقدور ہو جو بلبل گلزار کے لیے

گلہاے زخم سے ہون شہادت طلب نہال
توفیق خیر ہو تری تلوار کے لیے

اندھیرے ہے جو دم کی نہ او سکے ہو روشنی
یوسف مرا چراغ ہے بازار کے لیے

احسان جو ابتدا سے ہے آتش وہی ہو آج
کچھ انتہا نہین کرم یار کے لیے

ٹھہرے نہ پھر جو راہ مین تیرے نکل چلے
شل ہو گئے جو پانون تو ہم سر کے بل چلے

جوبن سے اپنے زیب دماغ ڈھل چلے
رنگ ان گلون کے چار ہی دن مین بدل چلے

لیجائینگے بہا کے خط شوق یار تک
قاصد سے کم نہین ہین جو آنسو نکل چلے

خط یادگار چھوڑ چلے گیسوان یار
یہ سانپ چلتے چلتے بلا زہر اگل چلے

اڑہ کی بھبتی کہکے انھین کاٹے ذرا
شمشاد و سرو قد سے تمہارے نکل چلے

ساقی معاف رکھ مجھے ساغر کشی سے تو
مے کیا ہے وہ دودھ جو پیکر اوبل چلے

درگاہ یار سے یہ کرامت نہین بعید
کھلجائین پانون راہ مین او سکے جو شل چلے

سر ہاتھ پر لیے ہوئے ہین کشتنی کھڑے
وہ تیغ ناز آج چلے خواہ کل چلے

جو کچھ عذاب زیر زمین ہو عجب نہین
ساتھ اپنے گور مین بھی ہمارے عمل چلے

کی ولولون نے شوق کی تکلیف کو ی بار
لیکر مجھے بہشت مین حسن عمل چلے

اتنی تشکار گاہ جہان مین ہے آرزو
ہم سامنے ہون اور تمہاری رقل چلے

اوٹھتے ہی تیرے ہونے لگے منتشر حواس
دو کوہ تھے جو صبر و تحمل وہ ٹل چلے

باغ مین پی ہے شراب اوس گلبدن نے بارہا	چھینٹے پڑے اکثر کیے ہین لالہ کی دستار کے

کعبۂ مقصود کا کسدن نہین کرتا طواف
گرد پھرتا ہون مین آتش روز کوے یار کی

نافہمی اپنی پردہ ہے دیدار کے لیے	ورنہ کوئی نقاب نہین یار کے لیے
نور تجلی ہے ترے رخسار کے لیے	آنکھین مری کلیم ہین دیدار کے لیے
فدیے ہے بت اوس ابرو خمدار کے لیے	جوہر رنگ کی کمی نہین تلوار کے لیے
قول اپنا ہے یہ سبحہ و زنار کے لیے	دو پھندے ہین یہ کافر و دیندار کے لیے
لطف چمن ہے بلبل گلزار کے لیے	کیفیت شراب ہے میخوار کے لیے
سیری نہوگی تشنۂ دیدار کے لیے	پانی نہین چہ ذقن یار کے لیے
اوتنی ہی ہے نمود مرے یار کے لیے	شہرہ ہے جسقدر مرے اشعار کے لیے
وحشت عدم سے آتی ہین باغ جہا مین ہم	بیداغ لالہ رو گل بیخار کے لیے
شمشاد اپنے طرئے کو بیچے تو لیجیے	اوس لالہ رو کی لٹپٹی دستار کے لیے
دو آنکھین چہرہ پر نہین تیرے فقیر کے	دو ٹھیکرے ہین بھیک کے دیدار کے لیے
سرمہ لگایا کیجیے آنکھون مین مہربان	اکسیر یہ سفوف ہے بیمار کے لیے
حلقہ مین زلف یار کے موتی پروئیے	دندان فرور ہین دہن یار کے لیے
گفت و شنید مین ہون بسرون بہار کے	گل کے لیے ہے گوش زبان خار کے لیے
بے یار سر ٹپکنے سے ہلتا ہے گھر مرا	رہتا ہے زلزلہ در و دیوار کے لیے

خوشخطون پر جو طبیعت مری آئی ہوتی / مجھسے وصلی کی طرح پھر نہ جدائی ہوتی

آنکھ آئینہ سے تجھسے جو لڑائی ہوتی / رات بھر میری طرح نیند نہ آئی ہوتی

تار سنبل کوئی کہتا ہے رگ گل کوئی / کمر یار جو ہوتی تو دکھائی ہوتی

عہد کرتے تو تری طرح نہ پھرتے ای یار / اپنے دل سے نہ نکلتی جو سمائی ہوتی

خواب مین وہ قد دلکش جو نظر آجاتا / جاگتا پھر نہ قیامت بھی جو آئی ہوتی

کمر یار بھی آنکھون کو دکھائی دیگی / ناف تک تو ہے نگاہون کی رسائی ہوتی

صاحب ظرف جو ہوتا نہ ہمارے دل سا / دو جہان مین نہ محبت کی سمائی ہوتی

چشم بلبل سے جو احباب نظارہ کرتے / بوے گل پیرہن یار سے آئی ہوتی

میرے گریہ کا فسانہ وہ پری رو سنتا / گوش گل تک جو شبنم کی رسائی ہوتی

ہمنے چوما دہن یار کو گستاخی سے / مانگتا بوسہ وہ جبین سے کہ گدائی ہوتی

کلیان آب گہر کی بھی جو خوش رو کرتے / تیرے دانتون کی نہ دانتون مین صفائی ہوتی

سہل چھٹنا نہین اوس راحت جان کا آتش / روح قالب مین ہے مشکل سے جدائی ہوتی

تیغ مین جوہر کہان وہ ابروے خمدار کے / زخم دکھلائی نہین دیتے ہین کس تلوار کے

ڈال دیتا ہون جو مین اوسکو گلے مین یار کے / بوے یوسف آنے لگتی ہے گلون سے ہار کے

رہ گئے مشتاق طالب جلوۂ دیدار کے / مار ڈالا اوس پری پیکر نے جھپٹ مار کے

حلقۂ چشم پری روزن ہین قصر یار کے / جن چڑھے اوس پر جو ٹھہری سایہ مین دیوار کے

جان بخش لب کا یار کے رتبا بلند ہے — فی الواقعی مقام مسیحا بلند ہے

مدہوش کیف مے سے وہ بالا بلند ہے — اقبال ساغر و خم و مینا بلند ہے

بالائے بام خانہ وہ بالا بلند ہے — گردون وہ ہے جو بہر تماشا بلند ہے

پروانے جلتے ہین تری برق جمال سے — شمعون کے سر سے آتش سودا بلند ہے

بیداغ ہونے سے رخ رنگین یار کے — داغ جگر سے لالہ کے شعلا بلند ہے

وہ ساغر شراب ہین وہ چشم مست یار — گردن ستال گردن مینا بلند ہے

خال سیہ بناتا ہے رخسار پر وہ ماہ — کیا اندنون زحل کا ستارا بلند ہے

طوفان نوح ہو مرے اشکون کے جوش سے — موج ہوا سے ماہی دریا بلند ہے

افضل نہوگا بڑھ کے ترے قد سے نخل باغ — کعبے سے کیا شرف جو کلیسا بلند ہے

باغ جہان مین فتنۂ محشر سے کم نہین — بالشت بھر زمین سے جو بوٹا بلند ہے

دل کا مرے بخار نکالا ہے آہ نے — شعلہ شرر سے تا بہ ثریا بلند ہے

سبزہ سے روئے یار کے ہے ابرؤون کو فوق — فرمان کے خط سے مثل طغرا بلند ہے

بحر جہان مین حالت مجنون بنا لیے — ہر اک حباب محمل لیلے بلند ہے

پوشاک سرخ پہنے ہین وہ بام پر کھڑی — اپنی نظر مین طور سے شعلا بلند ہے

آتش یہ جان لے جو سر مو سفید ہو
شب ہے اخیر صبح کا تارا بلند ہے

مجھ سے مستی مین جو ہون شیشہ و ساغر ٹکڑے — ساقیا کیجیو میرے بھی برابر ٹکڑے

٢٠٢

حسن سے قدرت خدا کی رو نظر آیا مجھے
ریش سنبل تیرا گیسو نظر آیا مجھے

روے گل بے چشم و بے ابرو نظر آیا مجھے
سرو باغی قد بے بازو نظر آیا مجھے

راز دل افشا نہوا دل کے لکھتا ہوں
پھوڑ ڈالی آنکھ اگر آنسو نظر آیا مجھے

تیری تلوار اوسکو سمجھا میں او سے مشتاق زخم
جب کوئی تشنہ کنار جو نظر آیا مجھے

دیدۂ یعقوب سے دیکھا جو عالم کی طرف
یوسف اس بازار میں ہر سو نظر آیا مجھے

دل شب فرقت رہا سینہ میں مردے کی طرح
گور کا پہلو مرا پہلو نظر آیا مجھے

کہکشان نے ساق پا یار کا دہوکا دیا
ماہ تاباں کاسۂ زانو نظر آیا مجھے

سامنا رخ کا ترے گل نے کیا تھا ایک روز
رنگ اوڑ ایسا گل شب بو نظر آیا مجھے

خال مشکیں کا ترے جس رات افسانہ سنا
سو گیا تو خواب میں ہندو نظر آیا مجھے

اے فراق اب عہد وصل و الٰہی ہو یار سے
بیطرح سمجھا اگر پھر تو نظر آیا مجھے

جب ترے روے عتاب آلودہ سے تشبیہ دی
لالہ آتش رنگ و آتش خو نظر آیا مجھے

تو وہ گل ہے باغ عالم میں کہ جسکے واسطے
گل بھی آوارہ ہر رنگ بو نظر آیا مجھے

حاجیوں کیطرح سے پلٹے کیا اوسکا طواف
کعبہ سنتا تھا جسے وہ کو نظر آیا مجھے

تو نے دکھلائی صنم برقع کی جالی سے جو آنکھ
دام میں صیاد کے آہو نظر آیا مجھے

وصل کی شب کر دیا بیکار رعب حسن نے
دست و پا ہر ایک بے قابو نظر آیا مجھے

مہرہ کی وصلی سے تھا وہ صفحۂ رو سبکہ صاف
قطعۂ دستار چار ابرو نظر آیا مجھے

چشم بے سرمہ جو دکھلائی کسی محبوب نے
سامری نا واقف جادو نظر آیا مجھے

گرد پھرنے کا ترے سودا ہوا ہی ہمکو یار
ہر گھڑی ہر وقت ہر دم ہر زبان گردش میں ہے

دائرہ مین عشق کے جسنے کہ مارا ہی قدم
صفحۂ ہستی مین وہ پرکار سان گردش مین ہے

خال و چشم یار کی تعریف ہو سکتی نہین
تمکنت مین یہ زمین وہ آسمان گردش مین ہے

جستجو مین سیر انجم کیطرح اے ماہ حسن
ذرہ ذرہ ہو کے خاک عاشقان گردش مین ہے

گنبد گردون سے نکلے جس طرح سے ہو سکے
ڈر رہے گر پڑنے کا آتش یہ مکان گردش مین ہی

ماسوا تیرے نہین رہنے کا کچھ یا باقی
جو ہے فانی ہے تری ذات ہی الا باقی

نوجوانی کی ہے پیری مین تمنا باقی
موسم گل کے گئے پر بھی ہی سودا باقی

دل کو اک سرو سے قد کی ہی تمنا باقی
روح کو ہے ہوس عالم بالا باقی

دیکھ لین ہے جو قیامت کا تماشا باقی
ہو چکے وہ بھی جو ہے صحبت فردا باقی

تنگ غنچہ سے دہن گو کہ ہی اوس گلرو کا
پھر بھی ہے بوسۂ عاشق کے لیے جا باقی

رقص کرتے ہین جو بسمل تو یہ کہتا ہی وہ ترک
مجلس آخر ہوئی لیکن ہے تماشا باقی

جان پر بنگئی دم گننے لگا مین شب ہجر
گنتے گنتے نہ رہا جب کوئی تارا باقی

ساقیا گردش ساغر مین تامل کیا ہی
خم و خمخانہ ہے باقی مے و مینا باقی

میری تعظیم نے مجلس سے نکالا مجکو
اوٹھتے اوٹھتے نہ رہی بیٹھنے کی جا باقی

عشق کی شرط ادا کرتے ہین انشاء اللہ
کوئی دن ہی یہ محبت کا تقاضا باقی

آخر کار ہے میلے سے جہان کی چلنا
سیر کرتا نہ رہے کوئی تماشا باقی

۲۰۱

[illegible]

مدت العمر ہے اک چشم زدن کا وقفہ		گر زمین ہو تو یہ خرابات نشین تھوڑی سی

فکر رنگین سے لگا مین بھی اک باغ آتش
ربع مسکون سے الگ ہو یہ زمین تھوڑی سی

سوت کو سمجھے رہین گبر و مسلمان آئی		روح قالب مین ہر دو روز کو مہمان آئی
بوے یوسف سی ہوا تازہ دماغ یعقوب		للہ الحمد صبا مصر سے کنعان آئی
ہمسے دیوانے بھی ہووینگے پری کے سامنے		اس طرف سے جو سواری سلیمان آئی
آئینہ نے رخ انور پر اجارا باندھا		شانہ کے حصہ مین وہ زلف پریشان آئی
یہ صفائی مین کہان گئتم عدم سے باہر		جسم کیطرح تری روح سے عریان آئی
ڈھونڈین اپنے لیے معشوق کوئی گرما گرم		فکر پہلو کی کرین فصل زمستان آئی
گلشن دہر بھی ہے کوئی سرائے ماتم		شبنم اس باغ مین جب آئی تو گریان آئی
جو گنہ وصل مین سرزد ہوئی تھے عفو ہوئے		فارغ البال ہوا مین تب ہجران آئی
خط کا آغاز ہوا اوس رخ نورانی پر		چل بسی صبح وطن شام غریبان آئی
سر شوریدہ کو اوس زلف کا سودا نہین خوب		اس بلا مین جو پھنسا شامت انسان آئی

عشق بلبل مین اثر ہے تو قفس مین آتش
بوے گل پھاند کے دیوار گلستان آئی

بادبان کا کام کرتی ہے گھٹا برسات کی		کشتی مے سے ہوا فق ہی ہوا برسات کی
جھومتی آتی ہے مستانہ گھٹا برسات کی		ساتھ کیفیت کے چلتی ہے ہوا برسات کی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کس کس ستارے نے شب ہجران دکھائی آنکھ
پیر فلک کا لاکھون ہی فتنہ مرید ہے

گل چاک کر رہے ہین اپنے پیرہن
شاید قباے یار کی قطع و برید ہے

عالم نعم ہے وہ یہ صورتین ہین اوسکی صنعتین
اللہ ہے قدیم یہ عالم جدید ہے

ہمکو بھی قید غم سے چھڑاؤ گلے لگو
زندانی چھوٹتے ہین تصدق ہین عید ہے

لگ چل نہ گلرخون سے نسیم چمن کیطرح
بوے حسین آئین تو خوے یزید ہے

اے بت اسیر عشق نہ کر زاہدون کو تو
قید نماز سے نہین قید شدید ہے

تحسین سمجھ اوسے جو یہ نفرین کرے تجھے
انصاف ان قریبون سے آتش بعید ہے

ہر چشم کو دیدار ترا مد نظر ہے
جو گوش ہے مقصود اوسے تیری خبر ہے

اوس خال اوس ابرو کی ہین خوب خبر ہے
یہ گوے سعادت ہو وہ چوگان ظفر ہے

موہی رگ گل ہے کہ وہ باریک کمر ہے
مین ہیچمدان ہون مجھے کیا اسکی خبر ہے

بیکار بنائے نہین آنکھون کے پیالے
دیدار کا سائل ہو جو یارا نظر ہے

قالب کی طرح روح دکھائی نہین دیتی
پنہان یہ مسافر ہے عیان گرد سفر ہے

گردش ہے اشارے سے ترے ہفت فلک کو
چشمک زنی انجم کی تجھے مد نظر ہے

سونگھے جو وے سانپ کی سونگھی کا ہو عالم
اوس زلف کی بو مین سم افعی کا اثر ہے

دید کمر یار کی مشتاق ہین آنکھین
ہستی مین تماشاے عدم مد نظر ہے

یہ صدمے اوٹھائے ہین جدائی مین کسیکے
وہ قطرہ خون ہین نہ تو دل ہے نہ جگر ہے

199

ابتدا سے تجھے موجود سمجھتا تھا مین
میرے تیرے کبھی پردے کی ملاقات تھی

اے نسیم سحری بہر اسیران قفس
تحفۂ تر نکہت گل سے کوئی سوغات تھی

جن دنوں عشق رلاتا تھا مین صورت ابر
کونسی فصل تھی وہ جسمین کہ برسات تھی

کیا کہوں اوسکے جو مجھ پر کرم پنہان تھے
ظاہری یار سے ہر چند ملاقات تھی

جسنے باندھے ہوئے گاتی تجھے دیکھا پٹکا
ولہ باشتے تھی مری جان تری گات تھی

خاک مین ملگئے اے شاہ سوار اہل نیاز
ناز معشوق تھا توسن کی تری لات تھی

لب کے بوسے کا ہے انکار تعجب اے یار
پھیرے سائل سے جو منہ کو وہ تری ذات تھی

کمر یار تھی از بسکہ نہایت نازک
سوجھتی بندش مضمون کی کوئی گھات تھی

جن دنوں ہوتا تھا تو گھر مین ہمارے شب باش
روز روشن سے کم اے بہر لقا رات تھی

بے شعوروں نے نسمجھا تو نسمجھا آتش
نکتہ سنجوں کے لطیفے تھے تری بات تھی

نازو ادا ہے تجھسے دلارام کے لیے
یہ جامہ قطع ہے ترے اندام کے لیے

وحشت مین کعبہ کو جو گیا کوے یار سے
لے جنون نے جامۂ احرام کے لیے

عاشق ہون ہر طرح سے گنہگار ہون ترا
حاجت قصور کی نہین الزام کے لیے

کیا کیا جپے گی کیسا رٹے گی زبان اوسے
تسبیح ہنے لی ہے ترے نام کے لیے

طفلی سے گریہ کا یہ کھلا حال وقت گر
آغاز ہی مین روتے تھے انجام کے لیے

اچھا نہین مقابلہ اوس چشم شوخ سے
اکدن شکست فاش ہے بادام کے لیے

رہیجا آپ چھپے جسم کا جان سے عجب نہین
نافہمی کی دلیل ہے یہ سجدہ سے ابا
عاشق کے سر کے ساتھ ہی سودا کو دیار
بانگِ جرس سے آگے ہر اک کا قدم رہا
افسوس کیا جوانی رفتہ کا کیجیے

کس کاروان کی گرد بس کاروان تھی
ابلیس کو حقیقتِ آدم عیان تھی
مومن نتھا وہ جسکو مواے جنان تھی
گرد اپنے کاروان کی بس کاروان تھی
وہ کون سی بہار تھی جسکو خزان تھی

ناتوان سے ایک دن نہ کیے گرم گوش یار
آتش مگر تمھارے دہن مین زبان تھی

لختِ جگر کو کیونکر مژگانِ تر سنبھالے
دیوانہ ہو سکے کوئی پھاڑا کرے گریبان
تلوار کھینچکر وہ خونخوار ہے یہ کہتا
اللہ ناتوان کو دے طاقتِ توانا
تکیہ مین آدمی کو لازم کفن ہے رکھنا
اکدم نہ بیٹھنے دیتی اونکی تنک مزاجی
نخلِ خشک ہو نہین اس گلشن جہان نہین
اوڑتے ہین ہوش تیرے دیکھے سے ای پری رو
حرفِ درشت سنکر ہین کان دل کی کھاتی
ہر گام پر خوشی سے وارفتگی سی ہوگی

یہ شاخ وہ نہین جو بارِ ثمر سنبھالے
ممکن نہین کہ دامن وہ بیخبر سنبھالے
منہ پر جو کھاتے ڈرتا ہو وہ سپر سنبھالے
ہیکل کا بوجھ اونکی نازک کمر سنبھالے
بیٹھا رہے مسافر رختِ سفر سنبھالے
رکھتے نہ ہم طبیعت اپنی اگر سنبھالے
پھرتا ہے باغبان بھی مجھپر تبر سنبھالے
ممکن نہین حواس خمیہ لشر سنبھالے
اپنی زبان ذرا وہ رشکِ قمر سنبھالے
لانا جوابِ خط کو اے نامہ بر سنبھالے

تیرے کشتون کو نہین پروای رخت آخرت
مین گدائے حسن ہون صورت ہی میری ہر سال
دل جلا لینا کہین تیری طرح سے اے چراغ
جامۂ عریانی ہی سے تنگ ہین دیوانہ ہون
تو تو سودائی نہین میری طرح سے زلف کی
جان کھونے کے لیے لازم نہین ہر عشق حسن
تیوری رہتی ہے چڑھی کچھ تمکو سودا تو نہین
یہ اشارہ کرتی ہے غربت مین شمشیر قضا
فکر رنگین ہمکو دکھلاتی ہے گھر بیٹھے بہار

ہو نہ ممکن تو شہیدون کو کفن کیا چاہیے
پھر عرض مدعا مجھکو دہن کیا چاہیے
ہمکو بالین مزار و انجمن کیا چاہیے
پھاڑ رکھا نیکو بدن کے پیرہن کیا چاہیے
دخل روغن مین تجھے اے یاسمن کیا چاہیے
ڈوب مرنے کے لیے چاہ ذقن کیا چاہیے
اس جبین پر گیسو ونگی سی شکن کیا چاہیے
کیسے کسنا ہو جو کچھ اے بیوطن کیا چاہیے
شل بلبل نالہ کرنے کو چمن کیا چاہیے

چومتا ہون پانون اے آتش تو کہتا ہے وہ بت
مرد مومن کو طریق برہمن کیا چاہیے

صورت سے اوسکی بہتر صورت نہین ہے کوئی
آنکھو نکو کھول اگر تو دیدار کا ہے بھوکا
ثابت ترے دہن کو کیا منطقی کرینگے
یہ کیا سمجھکے کڑوے ہوتے ہین آپ ہمسے
مین نے کہا کبھی تو تشریف لاؤ بولے
ہم کیا کہین کسی سے کیا ہے طریق اپنا

دیدار یار سے بھی دولت نہین ہے کوئی
چودہ طبق سے باہر نعمت نہین ہے کوئی
ایسی دلیل ایسی حجت نہین ہے کوئی
پی جائیگا کسیکو شربت نہین ہے کوئی
معذور رکھیے وقت فرصت نہین ہے کوئی
مذہب نہین ہے کوئی ملت نہین ہے کوئی

بے اعتبار ایسی دولت نہین ہے کوئی
نازان حسن پر ہو نہ مان ہی چار دن کا
مجکو تباہ ہے ایسی علت نہین ہے کوئی
آزردہ ہم ازار عالم و ہم ... ہے ہم ا
فانی و باقی سے نسبت نہین ہے کوئی
دیوانون سے سمجھے پتھر قول اون پریون کا
نا آشنا ہے معنی صورت نہین ہے کوئی
ہم شاعرون کا ملقہ حلقہ ہو عارفون کا
حاضر جو کچھ ہے اوس مین حجت نہین ہے کوئی
دل بیچ کر جان سے کبھی ... [illegible]
جان سے عزیز دل کو رکھتا ہون آدمی ہون
کیونکر کہون مین مجکو حسرت نہین ہے کوئی
یون بدگمان کرو تم یون مال کچھ نہ سمجھو
ہمسا بھی نیر خواہ دولت نہین ہے کوئی
مین پانچ وقت سجدہ کرتا ہون اوس صنم کو
مجکو بھی ایسی ویسی خدمت نہین ہے کوئی
ماہ وشان کو دیکھ کرتا ہے ذکر بسم
اس داستان سے خالی صحبت نہین ہے کوئی
آتش ... نہین ہے کوئی

ردیف ی
۱۹۶

شہرت ہان کی آتش ... نہین ہے کوئی
کسکو پکارتے ہو حضرت ... کہان تھی
[illegible]
[illegible]

اے ابر کرم تو ہی سفید اسکو کرے گا	برسون مین سیہ نامۂ اعمال ہوا ہے

جو ناز کرے یار سزاوار ہے آتش
خوشترو و خوش اسلوب و خوش اقبال ہوا ہی

یہ کمانداری ہے دم تک عاشق دلگیر کے	اس نشانہ کو اوڑا کر پر کٹینگے تیر کے
وا ہووے ہرگز نہ وہ عقدے جو تھے تقدیر کے	سعی کرتے کرتے ناخن گھس گئے تدبیر کے
بسکہ قامت سے ہی آثار قیامت آشکار	فتنے ہوتے ہین مرید اون کافرِ بے پیر کے
آشنا معنی سے بھی ہو جائینگے صورت پرست	دیکھ لینگے تجکو بھی عاشق تری تصویر کے
ایک میرے قتل سے دو لطف اوس قاتل کو ہوئے	رنگ دل تیرا اٹھا جوہر کھلے شمشیر کے
کھائے ہین وہ چار گل خوبان گل رخسار کے	داغ چند اس عشق مین کھائی بھی تقدیر کے
بوسہ لیتا ہون تو کہتا ہے طمانچہ مار کر	دیجیے تعزیر اوسے قابل جو ہو تعزیر کے
گفتگو تونے غرور حسن سے اے بت نکی	رہ گئے مشتاق گوش اپنے تری تقریر کے
شہرہ ہے گیسوے پیچان کا تمہاری ہر طرف	غلغلے ہین چار سو اس بے صدا زنجیر کے
جنبشِ مژگان سے وہ خونخوار کھیلیگا شکار	صید کے تودے لگا دینگے یہ دستی تیر کے
اپنے دیوانون کو صحرا سے عدم پہونچا دیا	چیر ڈالا اوسنے مانگ اون کی جو زنجیر کے
آجکل ہے حسن پر وہ نازنین نازان نہین	عاشقون پر پیکر توڑے ہین مندان غیر کے
قہقہے کرتے ہین مثل کبک نالون کے عوض	عاشق شیدا تمہاری چاند سی تصویر کے
دولت دنیا سے آتش ہمنے جب پھیری نگاہ	صبرِ قناعت کلم اوٹھا تو دے گئے اکسیر کے

[illegible]

رقیب کو تری تلوار نیمجان رکھے
ہماری خاک سمجھنا اوسے ہمارے بعد
ترے دہان وکمر کا ہے ذکر و روزبان
چمک رہی ہے بہت برق سے ملاؤن گا
ثنائے حسن مین اسکو خدا رہ دان رکھے
سوال بوسہ پر انکار جب کرتا ہے
ہرا بھرا رہے اے باغبان ترا گلزار
اکیلا پاسکے نہین چھوڑ نیکا مین تمکو
حقیقت چمن دہر سے جو ہو آگاہ

جو سرفراز نہ ہو عاشق تو زخم کاری سے
رہے جو گرد نہ پیچھے تری سواری سے
ہمیشہ بحث ہے فرضی و اعتباری سے
ترے دوپٹے کی او تری ہوئی کناری سے
قلم نے پانون نکالے ہین سرگزاری سے
کنارہ کرتے ہو کیا امر اختیاری سے
دماغ تازہ و رہین نکہت بہاری سے
خیال خام ہے یہ میری پختہ کاری سے
گل مراد سے چنے تو ہر لگ گیاری سے

وصال یار نہین تو وصال گور ہی ہو
جو کچھ کہ ہونا ہو آتش ہو آہ و زاری سے

عاشق جانباز کی گردن پہ احسان کیجیے
وصل کی شب عیش و عشرت کا یہ سامان کیجیے
اپنی صورت دیکھنے سے ایکدن فرصت نہین
کم نہین خورشید سے داغ جنون مین روشنی
راہ مین اکثر کنوئین بنواتے ہین لوگ آپ بھی
منہ تو دکھلا دے خدا تیر اگلون سے بہتر

ملتفت و سرو جو دہی شمشیر عریان کیجیے
خود بھی عریان ہو جیے اوسکو بھی عریان کیجیے
تو بگڑ کر آئینہ اوس خود بین کو حیران کیجیے
صبح ہو جانے ہو چاک اپنا گریبان کیجیے
فی سبیل اللہ یہ چاہ زنخدان کیجیے
چاک اے صبح بہار اپنا گریبان کیجیے

اے ابر کرم تو ہی سفید اسکو کرے گا | برسون مین سیہ نامۂ اعمال ہوا ہے

جو ناز کرے یار سزاوار ہے آتش
خوش رو و خوش اسلوب و خوش اقبال ہوا ہی

یہ کمانداری ہے دم تک عاشق دلگیر کے | اس نشانہ کو اوڑا کر پر لگینگے تیر کے
وا ہوئے ہرگز نہ وہ عقدے جو تھے تقدیر کے | سعی کرتے کرتے ناخن گھس گئے تدبیر کے
بسکہ قامت سے ہے آثار قیامت آشکار | فتنے ہوتے ہین مرید اوس کافر بے پیر کے
آشنا معنی سے بھی ہوجائینگے صورت پرست | دیکھ لینگے تجکو بھی عاشق تری تصویر کے
ایک میرے قتل سے دو لطف اسی قاتل ہوئے | رنگ دل تیرا اڑا جوہر کھلے شمشیر کے
کھائے ہین وہ چار گل خوبان گلرخسار کے | داغ چند اس عشق مین ٹھہرانی بھی تقدیر کے
بوسہ لیتا ہون تو کہتا ہے طمانچہ مار کر | دیجیے تعزیر اوسے قابل جو ہو تعزیر کے
گفتگو تو نے غرور حسن سے اے بت نکی | رہ گئے مشتاق گوش اپنے تری تقریر کے
شہرہ ہے گیسوے پیچان کا تمھاری ہر طرف | غلغلے ہین چار سو اس بے صدا زنجیر کے
جنبش مژگان سے وہ خونخوار کھیلے گا شکار | صید سے کے تو وے لگا وینگے یہ دستی تیر کے
اپنے دیوانون کو صحرا سے عدم پہونچا دیا | چھیڑ ڈالا اس نے مانگ اون کی زنجیر کے
آجکل ہے حسن پر وہ نازنین نازان نہین | عاشقون پر پیکر توڑے ہین زندان غیر کے
قہقہے کرتے ہین مثل کبک نالون کے عوض | عاشق شیدا تمھاری چاندسی تصویر کے
دولت دنیا سے آتش ہم نے پھیری نگاہ | [illegible]

۱۹۵

رقیب کو تری تلوار نیمجان رکھے
ہماری خاک سمجھنا اوسے ہمارے بعد
ترے دہان و کمر کا ہے ذکر و رد زبان
چمک رہی ہے بہت برق سے ملاؤن گا
ثنائے حسن مین اسکو خدا رواں رکھے
سوال بوسہ پر انکار جبر کرنا ہے
ہرا بھرا رہے اے باغبان ترا گلزار
اکیلا پاکے نہین چھوڑیگا مین تمکو
حقیقت چمن دہر سے جو ہو آگاہ

جو سر فراز نہ ہو عاشق تو زخم کاری سے
رہے جو گرد نہ پیچھے تری سواری سے
ہمیشہ بحث ہے فرضی و اعتباری سے
ترے دوپٹے کی او تری ہوئی کناری سے
قلم نے پاؤن نکالے ہین سرگزاری سے
کنارہ کرتے ہو کیا امر اختیاری سے
دماغ تازہ ہو رہین نکہت بہاری سے
خیال خام ہے یہ میری پختہ کاری سے
گل مراد سپنے تو ہر الک گیاری سے

وصال یار نہین تو وصال کو رہی ہو
جو کچھ کہ ہونا ہو آتش ہو آہ و زاری سے

عاشق جانباز کی گردن پہ احسان کیجیے
وصل کی شب عیش و عشرت کا یہ سامان کیجیے
یہی صورت دیکھنے سے ایکدن فرصت نہین
کم نہین خورشید سے داغ جنون مین
راہ مین اکثر کنوان بنواتے ہین لوگ آپ بھی
منہ تو دکھلا دے خدا تیر اگلون سے جیتر

دشت و سر جو دہی شمشیر عریان کیجیے
خود بھی عریان ہو جیے اوسکو بھی عریان کیجیے
آئینہ اوس خود بین کو حیران کیجیے
صبح ہو جانے جو چاک اپنا گریبان کیجیے
فی سبیل اللہ یہ چاہ زنخدان سے کیجیے
چاک اے صبح بہار اپنا گریبان کیجیے

۱۹۴

دل او لجھتا ہے نہایت دیکھیے ہوتا ہے کیا | زلف پیچاں کچھ اشارہ کر رہی ہے خال سے

حشر تک ہووے نہ وہ زلف سیہ آتش سفید
دو دن جیسے تشبیہ اپنے نامۂ اعمال سے

خرام ناز میں شمشیر براں کی روانی ہے | تری پاپوش اے ترک ستمگر سیف خانی ہے

ہر اک شعر اپنا معشوقوں کو پیغام زبانی ہے | دلیل اس پر ہمارے نظم کا کاف بیانی ہے

وہ ایسا کونسا معشوق ہے جسکو نہیں چاہا | یہ فردیں جتنی ہیں نا بہر ہماری بھی نشانی ہے

ترقی حسن کی کھینچنے نہیں دیتی شبیہ اوسکی | ادھر مہر او عاجز ہے ادھر مجبور مانی ہے

خوش الحان نالہ کش مجھسا نہو گا باغ عالم میں | غذا میری دو نان گندم داؤدخانی ہے

ہوا ہے اوڑ کے پہونچا اوس پری پیکر کے کوچے میں | وہ مجنوں ہوں جسے تخت سلیماں ناتوانی ہے

شالے چار دن مجھکو گیا جس روز جنت میں | کہاں پیری وہی میں ہوں وہی میری جوانی ہے

تری فرقت میں اے یوسف خلیل وقت میں یا تیق | غم و اندوہ حرماں کی ہمیشہ میہمانی ہے

خیال آیا ہے مجھکو اندنوں مضمون گیسو کا | زمیں شعر پہ نازل بلائے آسمانی ہے

جسے دیکھا وہ ماہ چاردہ مطلوب ہے اوسکو | عزیز دل نہو کیونکر عجب یوسف جوانی ہے

فقیر مست ہوں نعمت مری حاضر جو چاہے | کباب نرگسی ہے یا شراب ارغوانی ہے

نہیں بننے کا سودا ہمسے اس بازار عالم میں | عداوت کی ہے ارزانی محبت کی گرانی ہے

نگہ بھرتی ہے اوسکی یک بیک دیوانہ ہوونگا | پری سمجھا ہے دل جسکو بلائے ناگہانی ہے

استاد رواج گل چمکا ہوا ہے نام آتش | موافق ہے فلک اوس ماہ رو کی مہربانی ہے

١٩٣

حاضر ہے مرغ دل جو درِ گوش یار نے	اک مشت پر غریب نہین اس یتیم سے
نوشاہ حسن عشق ہے تیرا فقیر یار	خط سیہ اشارہ سمجھ لے گلیم سے
دل دادہ جب سے ہون کہ مری جان آپکی	آواز آشنا تھی گوش کلیم سے
بیدار بخت ہون مین وہ موسن مرے لیے	آتی ہے حور خواب مین باغ نعیم سے
یاد آئی بوے پیرہن یار باغ مین	پھرون ہی بد دماغ رہے ہم شمیم سے
اللہ سے بھی انکو زیادہ غرور ہے	دو باتین کین نہ ایک صنم نے کلیم سے
کشمیر و طوس لیگئے اگر دو شالہ باف	کچھ پشم جھڑ گئے تھے ہمارے گلیم سے
کھلوایا بیڑا عیسےٰ سے کھائے جو اونسے پان	بندھوائی مہندی پاؤن مین دست کلیم سے
خوش ہو نہ دیکھکر قد و زلف و دہان یار	حرف الم عیان ہے الف لام میم سے
پھندے مین عشق کے نہین خبکا کہ دل پھنسا	نکلے گی جان اونکی عذاب الیم سے
صیاد نے بہار سے پہلے کیا حلال	شرمندہ بوے گل کے نہین ہم نسیم سے
مرجاؤن پر نہ راز محبت ہو آشکار	واقف نہو کوئی مرے حال سقیم سے
ایکی بہار مین تو مجھے یار او تار دے	کشتی نے وہ آبرو امید و بیم سے
سائل ہین آسمان سے لب نان کو گون کو	گل کھانیکو تو لین نہ ابھی ہم لئیم سے
دنیا کو تھوکتے نہین دیوانگان عشق	یا طوق ہے طلا سے نہ زنجیر سیم سے
اک مشت استخوان پر نہ اتنا غرور کر	قبرین بھری ہوئی ہین عظام رمیم سے
بیقدر ہے سخن جو سخندان کوئی نہین	قدر اس گہر کی ہوتی ہے گوش فہیم سے

ردیف الیا

[illegible]

ٹلتے نہیں ہیں سامنے سے اشک ایکدم
آتش ہمارا تشنۂ دیدار آب ہے

تنگ دنیا کی خرابی میں ہوں نازک خوی
درد سر ہونے لگا فاختہ کی کوکو سے

ماہ نو دیکھ کے دیکھا کیے ہم صورت یار
ہر مہینے میں ہوا عید کا چاند ابرو سے

سیر گلشن میں ہوا یار برابر جو کھڑا
مصرع سرو کیا بیت قد دلجو سے

شمع بید و دیہ آئینہ بے زنگ ہو وہ
کم نہیں خوبی میں کچھ ساق صنم زانو سے

حسن کافر کو کیا ہے نے مطیع الاسلام
بوسۂ خال لیا جزیہ لیا ہندو سے

غسل کر لے نہیں دریا میں نہانیکو نجا
مچھلیاں لپٹیں گی اے یار ترے بازو سے

لب جان بخش سے ہی چشم فسونگر کا سوال
زندہ اعجاز سے ہو وے جو مرے جادو سے

جسقدر رہو وے دراز اسکو صنم ہونے دے
سنبل باغ کو بڑھ چلنے نہ دے گیسو سے

نہیں معلوم ان آنکھوں کا ارادہ کیا ہے
کچھ اشارے ہیں تو مژگان نے کیا ابرو سے

زخم خندان ہے بعینہ گل خندان ہر ایک
بوے خون آتی ہے اس باغ میں آب جو سے

صورت جام سبو ہجر کی شب گھبرا کر
زخم گردون کو میں توڑ دونگا میں یاہو سے

سونگھکر منہ کو ترے سونگھا تو بدتر نکلی
دہن غنچہ کی بو گندہ بغل کی بو سے

دیکھکر چشم سیہ کو ترے کہتے ہیں عرب
شیر مست کو اندیشہ ہے اس آہو سے

حور بنکر مرے پاس آئیو اے عزرائیل
مرد ہوں عشق میں رکھتا ہوں زن خوشرو سے

رحم کر واسطے اللہ کے خاموش آتش
پردۂ گوش جلے نالۂ آتش خو سے

191

[illegible]

[illegible]

دیوانگان عشق گرفتار حال ہین [illegible]

تصویر یار دیکھی [illegible]

دیوانہ روزگار کا تو انتخاب ہے

چشم تر عالم نیرنگ دکھائی ہے مجھے | برج آبی مرے رہنے کا مکان ہوتا ہے
زیر دیوار جو ٹھہروں تو حسد سے ہے ترے | سایہ سر پر سے دبے پاؤں رواں ہوتا ہے

جائے نامرد نہیں بزم میں اپنے آتش
مصرع تیغ کے مطلب کا بیان ہوتا ہے

خدا محفوظ رکھے دل کو اوس افعی کاکل سے | نہیں ممکن سلامت چھوٹنا موذی کی چنگل سے
شراب سرخ کا ساغر چلے ساقی لب جو پر | چمن سرسبز ہے باران رحمت کی تفضل سے
اگر نام آوری مقصود ہے نیکوں سے صحبت رکھ | ہوا ہے شہرۂ آفاق لفظ طیب سنبل سے
پری لاتی ہے صندل گھسکے مجھ دیوانے کی خاطر | جو سر میں درد ہوتا ہے کبھی زنجیر کے غل سے
اٹھائی آستین جو چشم دریا بار سے اپنی | بنے گرداب دور دامن اشکوں کی تسلسل سے
چمن کی سیر سے نفرت ہماری دل کو ہوتی ہے | طبیعت کو خفا کرتی ہے صحبت خار کی گل سے
خدا پر رکھ نظر طالب اگر ہے دین و دنیا کا | یقین ہے دولت کونین حاصل ہو توکل سے
خبر پہونچاتی ہے معشوق کو بیتابی عاشق | پھٹے ہین پردہ ہائے گوش گل فریاد بلبل سے
اثر پیدا کیا گردش نے اسکے دور ساغر کا | تری آنکھوں کی کیفیت اوٹھائی ساغر مل سے
منغص کی طبیعت یار بن سامان عشرت نے | دماغ اپنا پریشان ہو گیا مینا کی قلقل سے
شب مہ مین جو دریا کے کنارے جاکے روتا ہون | الٹ جاتی ہے کشتی مار کر ٹھوکر سر پل سے
قیامت مین بھی کوئی حال کو اونکے نہ پوچھیگا | کیا ہے کشتہ تونے جنکو شمشیر تغافل سے
نہایت مشت خاک آتش کسی کو حسرت ہے | کبھی دامن تلک پہونچے صبا تیرے توسل سے

[illegible]

بید رو و دردمند کا احوال کھل گیا	بیمار تندرست سے ناشاد و شاد سے
ہنگامہ حسن و عشق کا یون ہی رہیگا گرم	فتنے نہ باز آئین گے شر و فساد سے
مالوف یار مجھسے مین شیدای یار ہون	مشتاق ہمدگر ہین دو دل اتحاد سے
خون جگر سے پرورش شیر ہنے کی	فرزند کا سلوک کیا خانہ زاد سے

دشمن جو ہو حسین علیہ السلام کا
آتش نہ کم سمجھ اوسے ابن زیاد سے

یہ کس رشک مسیحا کا مکان ہے	زمین یان کی چہارم آسمان ہے
خدا پنہان ہے عالم آشکارا	نہان سے گنج ویرانہ عیان ہے
دل روشن ہے روشنگر کی منزل	یہ آئینہ سکندر کا مکان ہے
تکلف سے بری ہے حسن ذاتی	قبای گل مین گل بوٹا کہان ہے
پسیجے گا کبھی تو دل کسیکا	ہمیشہ اپنی آہون کا دھوان ہے
بزنگ بو ہون گلشن مین مین بلبل	بغل غنچہ کی میر آشیان ہے
شگفتہ رہتی ہے خاطر ہمیشہ	قناعت بھی بہار بے خزان ہے
چمن کی سیر پر ہوتا ہے جھگڑا	کمر سیری ہے دست باغبان ہے
بہت آتا ہے یاد اے صبر مسکین	خدا خوش رکھے تجھکو تو جہان ہے
الٰہی ایک دل کس کس کو دون مین	ہزارون بت ہین یان ہندوستان ہے
یقین ہوتا ہے خوشبوی سے اسکے	کسی گلرو کا غنچہ عطر دان ہے

[illegible]

سر کاٹ کے کر دیجیے قاتل کے حوالے
ہمت مری کہتی ہے کہ احسان بلا لے

ہر قطرۂ خون سوز دروں سے ہے اک اخگر
جلاد کی تلوار میں پڑ جائیں گے چھالے

یوں دیتے ہیں وہ عاشق بے صبر کو بوسہ
جیسے کوئی صدقہ کرے بھوکے کے حوالے

شمشیر پھرا اے ترک نہیں تیغ یہ تیری
سیفی ہے مرے سر کی بلا کو جو ہٹا لے

نادان نہ ہو عقل عطا کی ہے خدا نے
یوسف کی طرح تمکو کوئی بیچ نہ ڈالے

نقاش ازل نے تری تصویر میں رکھے
انداز رخ و زلف زمانے سے نرالے

ہستی کی اسیری سے شرر سے ہیں تو تنگ
چھوٹے تو ادھر پھر کے نہیں دیکھنے والے

سالک کو یہی جادہ سے آواز ہے آتی
پامال جو ہو راہ وہ منزل کی نکالے

کچھ اور لب یار کی تعریف کروں کیا
وہ لعل کہ دیکھے سے پڑیں جان کے لالے

گرد رخ زیبا ہیں کیونکر نہ وہ زلفیں
دو سانپ حفاظت کو ہیں اک گنج کے پالے

صیاد چمن ہی میں کرے ذبح چمن میں
لبریز لہو سے بھی درختوں کے ہوں تھالے

پیغام اجل ہوتے ہیں اس عشق کے صدمے
پالا نفس سرد سے اللہ نہ ڈالے

دشمن سے سمجھتے ہیں ہم اوس دوست کو بد
مشتاق کو منھ اپنا دکھا کر جو چھپا لے

مضمون ہے توضیح رخ یار کا آتش
شاعر ہے اسے فکر کے سانچے میں جو ڈھالے

آبلے پاؤں کے کیا تو نے ہماری توڑے
خار صحرا اسے جنون عرش کے تارے توڑے

ذقن و رخ میں نہ جا بوسوں سے باقی رکھی
ثمر و گل چمن حسن کے سارے توڑے

[illegible]

یہ وہ بلا نہیں ہے جان کے یہی جو ٹلے
یقین صبح کا کسکو شب فراق سی ہے

جمال چہرہ خورشید بھی ہے کیا نعمت
گرو روان ذرہ ہوا سیر اک طباق سی ہے

نظارہ کے لیے ہے فقط حسن نوخیزان
کمال تنگ دل اب اس کہن رواق سی ہے

نہ بیٹھ پھول کے تو شاخ گل پر اے بلبل
خرابی ہی خس و آتش کے اتفاق سی ہے

خدا کیواسطے کشتی مے کو لا ساقی
تباہ حال بہت آتش اشتیاق سی ہے

۱۸۷

خواہان ترے ہر رنگ مین ای یار ہمین تھے
یوسف تھا اگر تو تو خریدار ہمین تھے

بیداد کی محفل مین سزاوار ہمین تھے
تقصیر کسیکی ہو گنہگار ہمین تھے

وعدہ تھا ہمین سے لب بام آنے کا ہوتا
سایہ کی طرح سے پس دیوار ہمین تھے

کنگھی تری زلفون کی ہمین پر تھی مقرر
آئینہ دکھاتے تجھے ہر بار ہمین تھے

نعمت تھی ترے حسن کی حصہ مین ہمارے
نوکان ملاحت تھا خریدار ہمین تھے

سودا زدہ زلفون کا تھا اپنے سوا ایک
آزاد دو عالم تھا گرفتار ہمین تھے

تو اور ہم اے دوست تھے یکجان دو قالب
تھا غیر سوا اپنے جو تھا یار ہمین تھے

بیمار محبت تھا سوا اپنے نہ کوئی +
اک مستحق شربت دیدار ہمین تھے

سب سے اپنے بہلتی تھی طبیعت نہ کسی سے
دلسوز ہمین تھے ترے غمخوار ہمین تھے

اک خلش نشتر مژگان سے غش آتا تھا ہمین کو
دو نرگس بیمار کے بیمار ہمین تھے

جب چاہتے تھے لیتے تھے آغوش مین تمسکو
مجبور سے رہ جاتے تھے ناچار ہمین تھے

ظاہر ہوا ہمین یہ تمھارے حجاب سے
یوسف چھپائے رکھتا تھا منہ کو نقاب سے

اپنا وماغ خشک بھی تر ہو شراب سے
طاؤس وجد کرتے ہین ساقی سحاب سے

یوسف مین اور یار مین اتنا ہی فرق ہے
اوسکو چھپایا اسکو نکالا نقاب سے

حیرت کی جا ہے خطِ رخِ آتشین یار
نکلا ہے شپرہ بغل آفتاب سے

اے شہسوار پاؤن کا تیرے خیال ہے
آنکھون نے حلقہ دام لیے ہین رکاب سے

اوس بحر مین کھلاتی ہے غوطے مجھے قضا
ٹکرا کے پارہ پارہ ہو کشتی حباب سے

بیخود ہو سوئے نہ زمین چڑھا کر خم و سبو
جگر مین چرخ سے ہے قدح آفتاب سے

یاد آگیا ہے بوسہ چشم سیاہ یار
وحشت ہوئی ہے مجکو ہرن کے کباب سے

گلہاے زخم کے لیے خوشبو ضرور ہے
اے ترک اپنی تیغ کو بجھوا گلاب سے

دیوانے روز حشر کو پوچھے نہ جائین گے
خارج ہے سرنوشت ہماری حساب سے

گریہ سے اپنے اوس گل خندان کو آیا رحم
تسخیر قلب کرتے ہین ہم نقش آب سے

ہووے اگر حقیقت آدم سے مطلع
شیطان ہو منفعل عمل ناصواب سے

کہتے ہین ہاتھ دیکھ کے اوس بت کا برہمن
تم عاشقون کو قتل کروگے حجاب سے

عمر دو روزہ ہوئی اک حال پر بسر
خالی رہا زمانہ مرا انقلاب سے

باتون مین بند ہو گیا غماز پیچ گو
ٹیڑھے سوال رو ہوئے سیدھے جواب سے

روتا ہو وہ تو ہنستی ہے یہ اوسکے حال پر
نفرت ہے مجکو صحبت برق و سحاب سے

آتش کو چن کے قتل کیا اوسنے اسلیے
ہوتی ہے قدر شعر بلند انتخاب سے

۱۸۶

دھوکا ندیکھے گی سب مجھے رنگ یار کا	سرخی نہین سفیدی اگر یاسمین مین ہے
حسن وجمال کا ترے شہرہ ہی دور دور	آب حیات حسرت چاہ ذقن مین ہے
ابرو ہر اک صنم کا ہے رشک ہلال عید	خوش قسمتی سے ہے تو بتکدہ برہمن مین ہے

فرقت مین دل جلاتا ہی شوق وصال یار
اک آگ سی لگی ہوئی آتش بدن مین ہی

تازہ ہو دماغ اپنا تمنا ہے تو یہ ہے	اوس زلف کی بو سونگھے سودا ہی تو یہ ہی
تیغ نہین چلوائی مرے نامہ سے لیکن پر	پرواز کبوتر ہو جو عنقا ہے تو یہ ہے
کچھ سرو کا رتبہ ہی نہین قد سے ترے پست	شمشاد و صنوبر سے بھی بالا ہے تو یہ ہی
ملتا جو نہین یار تو ہم بھی نہین ملتے	غیرت کا سبب اپنے بھی تقاضا ہی تو یہ ہی
اے نور نظر معجزہ حسن سے تیرے	اندھے بھی کہین گے کہ مسیحا ہی تو یہ ہی
محشر کو بھی دیدار کا پردہ نکرے یار	عاشق کو جو اندیشۂ فردا ہے تو یہ ہے
بینا ہون جو آنکھین تو رخ یار کو دیکھین	نظارہ کے قابل جو تماشا ہی تو یہ ہی
مضمون دہن یار کا کیا فکر سے نکلے	لا حل جو مضمون مین معما ہے تو یہ ہے
گہ یاد صنم دل مین ہے گہ یاد الٰہی	کعبہ ہے تو یہ ہے جو کلیسا ہی تو یہ ہی
معشوق و مے و خانہ خالی و شب ماہ	عاشق کے لیے حاصل دنیا ہی تو یہ ہے
دیوانے نہ کیونکر غل و زنجیر سے ہنستے	سرکار جنون کا جو سراپا ہے تو یہ ہی
دل کے لیے ہے عشق تو دل عشق کی خاطر	مے ہی تو یہ ہی اور جو مینا ہے تو یہ ہے

١٨٥

موذیوں کا بھی ہے یہ خاک کا پتلا موذی
زیر پاپوش سر مار دم عقرب سے ہے

شہسواروں کو گراتا ہے یہ پشت زین ہے
کس قدر ابلق ایام برام کب ہے

حیف ہے سوزش دل کا نہو اشکون سے علاج
بیشتر ورنہ پسینے سے اوترتی تب ہے

دوست ہو جاے جو دشمن مرے اشعار سنے
مدعا مہر و محبت سے وفا مطلب ہے

مرض عشق سے اک خلق خدا ہے رنجور
جلوۂ حسن جہانسوز بھی فصلی تب ہے

کونسی سے ہے زمانہ مین نہین جو ہمین
سیر کر دل ہی مین دنیا کا تماشا سب ہے

حشر پر وعدۂ دیدار ہے کہ عاشق سے
کسکو معلوم ہے فردا ہے قیامت کب ہے

جسم کو جانتے ہین صنعت دست قدرت
روح کو ہم یہ سمجھتے ہین کہ امر رب ہے

روے انور سے مقدم ہے تری زلف سیاہ
عید کے روز سے اول رمضان کی شب ہے

مجھکو لغزش نہو ہرچند زمانہ ہل جاے
قطب تارہ ہے سے کہتے ہین مراکوکب ہے

روح کی طرح سے مہمان رہا کرتا ہون
گھر کو اپنے یہ سمجھتا ہون مراقالب ہے

زور و قوت سے ڈرتا ہے یہ کسکو آتش
مین بھی شمشیر علی ہون جو عدو مرحب ہے

اے صنم جسنے تجھے چاند سی صورت دی ہے
اوسی اللہ نے مجھکو بھی محبت دی ہے

تیغ بے آب ہے نے بازوے قاتل کمزور
کچھ گران جانی ہے کچھ موت نے فرصت دی ہے

اس قدر کس لیے یہ جنگ و جدال ہے [illegible]
نہ نشان ہے [illegible] نہ تو ذلت دی ہے

سانپ کے کاٹے کی لہرین ہین شب [illegible]
[illegible] یار کے [illegible] اذیت دی ہے

سجدہ آدم کو فرشتون نے کیا خوب کیا | قدرت اللہ کی ظاہر ہوئی انسان سے
شمع کافوری کی حاجت نہین کچھ مدفن پر | دل منور ہے اگر روشنی ایمان سے
نالہ کش جب سے ترے حسن کو مطلوب ہوئے | عشق گل ترک ہوا بلبل خوش الحان سے
بخت خفتہ کو جگا کر اوسے ٹوکر رکھون | خواب کا روکنا ممکن ہو اگر دربان سے
کون سا لطف ترے رخ کے کتابی مین نہین | رطب و یابس کوئی باہر نہین ہے قرآن سے

سیر ہم او رنیستان سے ہے حصیر اے آتش
سلسلہ فقر کا اپنے ہے شہ مردان سے

کام آخر ہوا اپنا صف مژگان سے | حسرت تیر لیے جاتے ہین ترکستان سے
وصل کے بعد کھلا ہمکو غم ہجران سے | نہین ہوتی ہے مکافات عمل انسان سے
حیف ہے خاک کا پتلا نگرے یاد اوسکو | الفت اللہ کو کس مرتبہ ہے انسان سے
زخم خندان سے تری تیغ کے کچھ فرق نہین | عشق بلبل کا سبب ہے یہ گل خندان سے
رگین زنجیرین ہین مین روح ہون یہ قالب ہے | ملک الموت چھڑا دیگا مجھے زندان سے
کعبہ و دیر مین نافہمی سے پھرتا ہے خراب | دو رہ سمجھا ہے جسے ہے وہ قریب انسان سے
قسمت مرغ گرفتار کی اللہ رے بدی | دام کو دانہ کا محتاج کیا دہقان سے
بسکہ رکھتا ہے اوسے دوش پہ اے قاتل تو | شل گر گردن ہے تری تیغ خم احسان سے
طرفہ گرمی مرے محبوب قبا پوش نے کی | شمع کشتہ کو فروزندہ کیا دامان سے
سائل صبر و سکونت ہون خدا سے شب و روز | منصب فقر ہے مطلوب مجھے سلطان سے

[illegible] (diagonal marginal verses, top margin)

حسن انسان سے [illegible]
[illegible]
[illegible] عشق [illegible]

[illegible] (diagonal marginal verses, left margin)

[illegible] (diagonal marginal verses, bottom margin)

اونگلیان کانو مین دیتے ہین وہ بیزاری
ذبح گلرنگ فصل گل مین کیفیت نہین
لپٹے جاتے ہین ہم اوسنے ہمسے ہین وہ بھاگتی
روے روشن کم ید بیضاے موسی سے نہین
باندھتے ہین شعر مین مضمون چشم ولب ریک
محو رہتا ہون مین یاد حسن عالمگیر مین
دل کو رکھ دیتے ہین یہ کہکر کماندار نہین ہم
رمز کی تقریر ہمسے پیش جانیکی نہین
ڈھونڈھتا ہون اک حسین قاتل نظر آتا نہین
مرغ دل عاشق کا چشم یار سے بچتا نہین
فصل گل ہے شیشہ و پیمانہ کا ہی دور دور

کانٹا اپنی زبان کو دانت او سے غماز ہے
سکے بچاوے جو تو اسکو نواے دل نواز ہے
اس طرف سے ہے نیاز اور اوسطرف سے ناز ہے
ساحری وقت وہ چشم فسون پرداز ہے
ایک مصرع ہے فسون اپنا تو ایک اعجاز ہے
ذکر سلطان مجھ فقیر مست کا دمساز ہے
اس نشانہ کو اوڑا دے جو وہ تیر انداز ہے
بات اپنی بھی کنایہ ہے جو اے طناز ہے
صید گاہ عشق مین قحط شکار انداز ہے
تیز پر شاہین سے بھی اوسکی نگہ کا باز ہے
خانقاہین بند ہین میخانہ کا در باز ہے

لعل سے لب ڈر سے دندان کرکے مضمون باندھنا
مرد شاعر تو نہین آتش مرصع ساز ہے

۱۸۲

خرمن عمر جلے تیرے لب خندان سے
زلف سے چھٹکے نگہ اور کبھی رخ جانان سے
الحذر گردش چشم سیہ جانان سے
روز مولود سے ہے اہل حقیقت کا خیال

برق کا کام تبسم نے لیا دندان سے
لیگئی کعبہ کو قسمت سبب مجھے ہندستان سے
درہم اک خلق ہے برہم زدن مژگان سے
بوے خون آتی تھی دایہ کی مجھے پستان سے

سرکش کی منزلت ہی سبک مثل خاکسار	وہ تمکنت زمین کی کہان آسمان مین ہی
سنبل سے حال گل ہون مین کیکی پوچھتا	کس سلسلہ مین تو ہی یہ کس خاندان مین ہی
دل مین خیال گیسوے مسکین ہی بدبلا	یہ مہر روح کے لیے سانپ آشیان مین ہی
حکمت سے ہے یہ خاک کا پتلا بنا ہوا	نور آنکھ مین ہی اسکے تو مغز استخوان مین ہی

آتش بلند پایہ ہے درگاہ یار کی
ہفتم فلک کی رفعت اسی آستان مین ہی

طفلی مین بھی شادی سے تو وحشت رہی ہمسے	چھٹی نہ ملی جمعہ کو بھی ہفتہ کے غم سے
ہاتھ آنا تعجب نہین اوس رشک پری کا	چل جائے تو کیا داغ جنون کم ہی درم سے
وہ گرم رو بادیہ عشق جنون ہون	جلتا ہی چراغ آج مرے نقش قدم سے
دکھلاتے نہین دانت وہ سنسکر ہین دکھاتے	چشمک زنی برق غضب ابر کرم سے
ہو حسن کا عاشق جو مری طرح برہمن	زنار کو وہ تار ملین زلف صنم سے
ہستی مین مری فکر رسا باندھ کے اکثر	مضمون کمر یار کے لاتی ہی عدم سے
آنکھون رہے مد نظر مشتری دل	دلال خریدار لگا لاتے ہین دم سے
کعبہ مین بھی بتخانہ کی شکلونکو نہ بھولا	یاد آگئی ابرو مجھے محراب حرم سے
وہ رشک پری ذکر جو کرتا ہی ہمارا	کہتی ہے صبا آکے سلیمانکی قسم سے
گالی نہین زیبا لب شیرین سے تمھارے	یہ شہد کرو تلخ نہ آمیزش سم سے
میراث سمجھتا ہی جو فردوس برین کو	فرزند وہ آدم کا ہی حوا کے شکم سے

مجھا بھی ہر دماغ مرا اس بوستان میں ہے
بہشت غنچہ دیکھ کے ہوتا ہوں فروزان
ہو تماشا گل کے سوتے سے دونا افزوں دل
بوسے بہار آتی ہماری خزان میں ہے
شمع کی میں شغل ہے جو آتا ہر روز و شب
تاکہ یقین ہے یوسف اسی کا روا نہیں ہے
عارف ہے وہ جو حسن کا جویا نہیں ہے
وہ یوسف کی خریداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
وہی بازار گرمی ہے محبت کی ہنوز آتش
وہی دیوانوں کی کاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
جنون کی گرم جوشی ہے وہی دیوانوں سے اب تک

خیال سینہ کب آتا ہے دل کو کعبۂ رو میں
عداوت بے شعوروں کی خبر پہنچا نہیں سکتی
خدائے حسن کا رتبہ کیا ہے عشق پر غالب
پریزادوں کے کوچہ میں ہوئے ہیں گرد آلودہ
ہوس بوسے کی خط پشت لب سے کوئی جاتی ہے
قیامت کی دل مشتاق پر سیر گلستان نے

پھرا ہے کون جا کر آجتک اللہ کے گھر سے
ہوا کس روز دیوانہ کوئی لڑکوں کے پتھر سے
جو اوسکو ناز سے ہے شوق تو مجکو کبوتر سے
ہمارے پانوں کو دھو دینگے آب حوض کوثر سے
کسی نے غنچہ کو چھوڑا نہیں زنبور کے ڈر سے
کوئی بوٹا سا قد یاد آگیا مجکو صنوبر سے

وہ ماتم دوست ہوں رو یا کیا ہوں رات بھر آتش
چراغ گور اگر گل ہو گیا ہے باد صرصر سے

وہی چتون کی خونخواری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
وہی نشو و نمائے سبزہ ہے گور غریبان پہ
تعلق ہے وہی تا حال اون زلفوں کی سودے سے
وہی سر کا پٹکنا ہے وہی رونا ہے دن بھر کا
رواج عشق کے آئین وہی ہیں کشور دل میں
وہی جی کا جلانا ہے پکانا ہے وہی دل کا
نیاز خادمانہ ہے وہی فضل الٰہی سے
فراق یار میں جسطرح سے مرتا تھا مرتا ہوں
وہی سودائے کاکل کا ہے عالم جو کہ سابق تھا

تری آنکھوں کی بیماری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
ہوائے چرخ زنگاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
سلاسل کی گرفتاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
وہی راتوں کی بیداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
رہ و رسم وفا جاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
وہ اوسکی گرم بازاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
بتوں کی ناز برداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
وہ روح و تن کی بیزاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
یہ شب بیمار بیماری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

کرتا ہوں مرقت نیر جو زور اس کمان میں ہے
دکھلا رہا ہے دل کی صفا دو جہان کی بیم
کیا آئینہ لگا ہوا اس مکان میں ہے
دیوانہ جو ہے عشق سے ہو آدمی نہیں
حسن پری کا جلوہ طلسم جہان میں ہے
مردوں کی طرح ہے تجھ کو فتح کشتن x
روشن چراغ بادہ جو مغ کی دکان میں ہے

ردیف ۱۸۰

بدبوی ہے آگے ہوائے عشق
کوچہ میں آگے ہوا نہیں ہے
اوس ولبر یا کے کوچہ میں آگے ہوا نہیں ہے
اب بھی تن نا تو ان نہیں ہے
آتی تو جان اب اس ادا ہر روز اوسکو
کرم کرتا ہے اس کاروان میں ہے
دنیا سے کچھ تو ہی کا مطلب کوئی نہیں
رنگ جرس ہے پشت کا سر بان میں ہے
سرکتا سر پیچ پس سر بان نہیں
پابند مت نہیں کہ پیچ سی ہے جھو کر سے میں
معلوم ہے اوس کی چلتی ہیں سر گرانی نہیں
آئینہ کہ دو زندوں کی خواب ہے تیغ تاریک
جادو جو بنا تھا اوس کی بہت نہیں ہے
اے نیک بیان باغ میں بھی پری کی زمان میں ہے
ماتم کے رنگ زرد کا وہ زعفران میں ہے
بادام بھی آنکھ کا ہے ہر گلستان میں ہے
صد و مرادم نے کیا کہ ملتا ہے بلبل
ہم نے کہ شمع میں کیا وہ ذاتی بیان میں ہے
منہ سے کہا عشق شمع ہے ایمان میں ہے

۱۷۹ ردیف شین

بے روئے یار گل نظر آتے ہین خار سے
صوت ہزار کم نہین صوت حمار سے

توڑون وہ گل جو سرخ ہو روئے نگار سے
کانٹون مین سرو کو جو بڑھے قد یار سے

سر سے کا چشم یار کی دل کشتہ ہوگیا
مارا پڑا مین زنگی ابلق سوار سے

چاہے وہ جس طرح سے کرے مرغ دل اسیر
صیاد مطلع ہی کمین شکار سے

افسردہ دل وہ ہون جو مری قبر پر نصب
مانند خشت سنگ تہی ہو شرار سے

اوس بیوفا کے چہرہ سے تشبیہ ہی نہین
بھاگین گے دور شمع و گل اپنے مزار سے

جولان مین ہی سمند یہ کس رشک ماہ کا
ہر ذرہ اک ستارہ ہی گرد و غبار سے

خاموش دیکھتا ہون گل و سرو کی بہار
حیرت مین ہون زمانہ کے نقش و نگار سے

عشرت کدہ ہی تیغ سے قاتل کی قتل گاہ
زخمون کی بدھی ملتی ہی پھولون کے ہار سے

کوچہ مین تیرے کشتون کا رہے ہجوم
خالی یہ صید گاہ ہووے شکار سے

اورون سے کیجے وعدۂ دیدار حشر پر
مرنا نہین قبول ہمین انتظار سے

بعد فنا قبول نہین ذکر نیک و بد
مٹ جائے سب پہلے نام و نشان مزار سے

سمجھے تو رنج و راحت بلبل ہی مدعا
اس مطلع دو لخت خزان و بہار سے

خط و عارضون سے ہون ناقص پسند خوش
رغبت نہین مجھے ثمر داغدار سے

بیہودہ خاک اوڑانے سے کیا حاصل اے صبا
ناوک فگن سوار ہو پیدا غبار سے

ممکن ہوا نہ خون شہید انکو دست رس
نکلا نہ پائے یار حنا کے حصار سے

کشتے ہین میری اوسکی محبت سے مدعی
دو دم ہوئے جو ایک ہوئے ذوالفقار سے

گذرا مجاز سے تو حقیقت کھلی مجھے
قرآن کا سامنا تھا جو ابجد تمام کی

سرخی پان ہو لعل سی زیب یار پر
پھولی شفق دیار بدخشان کی شام کی

گھر سے خدا کے ملتے ہین مضمون مجھے بلند
فکر رسا کمند ہے کعبہ کے بام کی

اچھا نہین ہے صورت عاشق سے بھاگنا
صاحب سمجھ لین خود ہی یہ حرکت غلام کی

بلبل ہوا پھڑک کے تو کیا دیکھا خون بہا
خالی ہر اک گرہ نظر آئی ہے دام کی

پہونچا وہ عرش پر جو در دل تلک گیا
رفعت ہے آستانہ مین اس گھر کے بام کی

پیش از سوال دو نمین نکیرین کا جواب
ہے التجا زبان سے سب مجھے لتنے کام کی

باغ جہان مین گل کی قناعت ہے جامۂ رنگ
عمر دو روز ایک قبا مین تمام کی

غلمان و حور ہین مری خدمت کو خلد مین
پروا نہین جہان مین کنیز و غلام کی

پہچانا حق کو چاردہ معصوم کے طفیل
زینہ سے رہنمائی ہوئی مجکو بام کی

بیمار عشق ہون مجھے عیسیٰ جواب دے
کانون کو آرزو ہے اجل کے پیام کی

موے سیاہ ہو گئے دو روز مین سفید
ثابت تھی پختگی ہین اس رنگ خام کی

صرف نگین ہے لعل و زمرد بھی روز و شب
حسرت نہین عقیق ہی کو تیرے نام کی

پیدا نہوگا دوسرا مجسا شراب خوار
مٹی خراب ہوگی مرے بعد جام کی

بیماری فراق سے ہے تلخ ہو گئی
شیرینی آب کی نمکینی طعام کی

اندیشۂ بہار سے رنگ خزان ہے زرد
دہشت لگی ہوئی ہے اسے انتقام کی

آتش خدا کیواسطے موقوف فکر شعر
طاقت نہین دماغ کو نظم کلام کی

قدرِ نعمت بعدِ نعمت کے ہی کرتا آدمی
عہدِ پیری مین جوانی کا مجھے افسوس ہی

زلف کے سودے کو اپنے سر مین جسنے دی جگہ
یہ سمجھ لے خانۂ زنجیر مین محبوس ہی

یہ صدا دیتی ہی خلخال اونکی ہنگامِ خرام
خاک مین ملجاے جسکو حسرتِ پابوس ہی

حسنِ بے پردہ سے کیا کیا نوجوان ہوگی ہین قتل
شمع بھی شمشیرِ عریان ہی جو بے فانوس ہی

خوشنما ہی یار کے اندام پر یون پیرہن
روح کو جیسے فریبِ جسم کا ملبوس ہی

آہِ سرد و اشکِ گرم و رنگِ زرد و دردِ عشق
دے جو اس معجون کو ترکیبِ جالینوس ہی

بخشے جاوینگے گنہگارِ محبت اے صنم
رحمتِ اللہ سے کافر ہی جو مایوس ہی

دیکھیے آغازِ الفت کا ہو کیا انجامِ کار
بیوفا محبوب ہے خاطر مری مانوس ہی

باغ مین دکھلا رہی ہی اپنی نیرنگی بہار
کثرتِ گل سے جو بوٹا ہی دمِ طاؤس ہی

بادشاہِ وقت ہی لیلی کا دیوانہ نہین
غلغلہ زنجیرِ مجنون کا صدائے کوس ہی

محوِ حیرت کر دیا ہی اوس صنم کے حسن نے
دل خموشی سے ہمارا بے صدا ناقوس ہی

عاشقِ بیخود کو اندیشہ ملامت کا نہین
مردِ دیوانہ جو ہی بے ننگ و بے ناموس ہی

ہجر کی شب صبح ہوگی وصل کا دن آئیگا
خواب بد بھی نیک ہی تعبیر اگر معکوس ہی

عاشقون سے اوس پری رخسار کا پیغام ہی
پھاڑ کر کپڑے جو دیوانہ بنے سالوس ہی

خطِ گلنار دے رنگین پر ہی پیغامِ خزان
اس گلستان پر قدم اس سبزہ کا منحوس ہی

سر کو تیرے جیسے ہی سودائے پابوسیِ یار
ہاتھ ملتا ہون مین اے آتش کمال افسوس ہی

۱۷۷

[illegible]

کرے میں عیش یا ملامت تجھے آتش
مجبور ہے یہ خاک کا پتلا شدنی ہے

دم شمشیر کی موج نفس میں یاں روانی ہے
مجھے تلکے سے ہے جلاد میں لوہے کا پانی ہے

چمن میں جاکے کن آنکھوں سے دیکھوں داغ لالہ کا
یہ میرے داغ دل پر داغ لالہ کی نشانی ہے

دل نازک نہیں تاب جمال یار لائیگا
مجھے پردے میں عزرائیل کو صورت دکھانی ہے

نسیم صبح سے مرجھا یا جاتا ہوں وہ غنچہ ہوں
وہ گل ہوں میں جسے شبنم بلائے آسمانی ہے

عبث کرتا ہے واعظ میرے آگے ذکر رضواں کا
سنی ہے بیشتر یار پری کی کہانی ہے

خرابی سے ارادہ ہے مکاں تعمیر کرنیکا
اگر اک قصر ہے تو گور کی منزل اٹھانی ہے

شب فرقت نہیں یہ واسطے شبنم بہا [illegible]
سیہ بختی نے کی میت سر پر اٹھائی ہے

الٰہی طول عمر خضر دے بادہ بہاری کو
مزار بیکساں پر پھولوں کی چادر چڑھانی ہے

نہیں یہ بے جہت موباف چوٹی میں تمامی کو
تجھے ابر سیہ کے بھی گرانی ہے

ارادہ عرش اعظم کا ہے آہ صبحگاہی کو
وہ فریاد رس پر جلکے اب ہونی لگانی ہے

کوئی ویرانہ آتش کوئی آبادی نہیں باقی
تلاش گوہر مقصود میں کیا خاک چھانی ہے

سینہ پر سنگ ملامت جو گراں جاں رہ گئے
گزر رستم کو یقیں ہے کہ وہ انساں رہ گئے

عرصہ [illegible] میں صحن گلستاں رہ گئے
چار دیوار چمن سارا یہ میداں رہ گئے

نکہت گل [illegible] کیا مجھکو گلستاں رہ گئے
بوئے پیراہن یوسف تہ زنداں رہ گئے

[illegible]

پابگل جب فرقۂ آزاد پایا مثل سرو
ہو گئی بدتر گرفتاری سے آزادی مجھے

روز و شب رہتی ہے مرغان مضامین کی تلاش
فکر سے کرنا پڑا ہے کار صیادی مجھے

کس قدر آدم کو تھی وابستگی حوا کے ساتھ
حسن عالمگیر سے ہے عشق بنیادی مجھے

یہ عروس فاحشہ آتی نہیں دل کو پسند
ترک دنیا کی نہیں منظور دامادی مجھے

اے بتو تیغ تغافل سے نہ چھوڑو نیمجان
سامنے اللہ کے کیجیو نہ فریادی مجھے

حسن قاتل سے ازل سے دلکو عشق پاک ہے
خوبصورت کی پسند آتی ہے جلادی مجھے

دل گزرگاہ حسینان تھا تصور سے کبھی
یاد اس ویرانہ کی آتی ہے آبادی مجھے

مینے فن شعر اے آتش پڑھایا ہے جسے
تجکو شاگردی ہے زیبا اور استادی مجھے

مرغ دل کو ہدف ناوک مژگان کرتے
کسی ابرو کی کمان پر اسے قربان کرتے

دل پر داغ کو مدفون بیابان کرتے
کسی ویرانہ میں اس گنج کو پنہان کرتے

کنج تنہائی میں رہتا ہے نہایت دل تنگ
چار دیوار گرا کر اسے میدان کرتے

اور کوئی طلب ابنای زمانہ سے نہیں
مجھپر احسان جو نکرتے تو یہ احسان کرتے

بیوفائی کا اگر عیب نہوتا تم میں
اے بتو سجدہ خدا کو نہ مسلمان کرتے

قامت یار کا عالم اگر دکھلاتے ہم
منکر روز قیامت کو پشیمان کرتے

یار سے وعدہ فردا ہے جو ممکن ہوتا
شام سے صبح کا ہم چاک گریبان کرتے

سبحہ زنار سے رشتہ نہ در پا ہوتے شگون کے
سفر آتش نہ ہندو نہ مسلمان کرتے

۱۷۵

کافر کو نہ ہو میل کبھی جانب مصحف
زلف سیہ یار پھیری رہتی ہے روسے

ہون نزع کی حالت مین جو مین منتظر یار
رک رک کے مری جان نکلتی ہے گلو سے

عاشق ہون برابر مجھے اندیشہ جان ہے
بل کھائے ہوئے سانپ سے بکھری ہوئی موسے

ازبسکہ سمجھتا ہون اوسے دشمن جان مین
ہوتا ہے مجھے مرتبہ عشق عدو سے

کشتہ ہون مین بیزاری جلاد کا آتش
تلوار نہین زنگ پکڑتی ہے لہو سے

یہ وصیت مری ساقی نہ فراموش کرے
کاسہ سر کو خم بادہ کا سرپوش کرے

کشتۂ عالم عریانی خوبان ہون فلک
ہے سزاوار جو مجکو نہ کفن پوش کرے

گردش چشم بتان سے نہ کیونکر دل غش
ٹھگ مسافر کو یقین ہے یہ کہ بیہوش کرے

صورت قطرۂ شبنم ہون عزیز ہر دل
کھینچے خورشید تو گل مجکو در گوش کرے

عاشقون سے ہے اشارہ بھی ان مژگان کا
نشتر دون سے ہین جگر رگ لہو جوش کرے

ہو کبھی تو سبب سیر عدو اپنا بھی
نشۂ حسن الٰہی اوسے مدہوش کرے

اوس گذرگاہ مین لازم ہے گنہ سے پرہیز
راہ رو چاہیے اپنا نہ گران دوش کرے

داغ دل ہو دین چراغون کی طرح سے معدوم
جلوہ فرمائی جو دہ صبح بناگوش کرے

اِن تماشے کی ہین مشتاق ہماری آنکھین
کبک ٹیڑھا چلے سیدھا تری پاپوش کرے

دشمن جان بھی تغافل کا نہو دے کشتہ
خاطر دوست کسیکو نہ فراموش کرے

آرزو یہی ہے آتش کی خدا ای زاہد
مجکو غم نوش کرے مجکو قدح نوش کرے

اک نظر بھر ہمکو صورت اے یار دکھا تو | تشنۂ دیدار جاتے ہیں تمہارے شہر سے
وحشت گردی کی نہیں دیوانہ کو کچھ احتیاج | جانے سے باہر جو ہی باہر ہے پیارے شہر سے
چوٹ سی لگتی ہے دل تنگ سے ہوتا ہے وحشت | سنگ طفلان کرتے ہیں ہمکو اشارے شہر سے
جوشِ وحشت سے نہیں پہونچا ہیں صحرا تک ہنوز | جانے والے گور کے پہونچے کنارے شہر سے
موسم گل آئی نیت سیر دیوانوں کی ہو | میوۂ صحرائی برہمن منتہ پیارے شہر سے

اتنو آزردہ ہے تو لیکن ملیگا ہاتھ پھر
جسکو ہی آتش نکلجا دیگا پیارے شہر سے

دل کو گھر اوس گل کی الفت کا بنایا چاہیے | بوئے یوسف سے یہ پیراہن بسایا چاہیے
نرگس جادو کو اوس گل کی دکھایا چاہیے | سامری کافر کو گو نالہ بنایا چاہیے
روزن دیوار چشموں کو بنایا چاہیے | خانگی معشوق سے آنکھیں لڑایا چاہیے
اوسکے کوچہ کے تصور میں غش آیا ہے مجھے | آستان یار کی مٹی سنگھایا چاہیے
وعدۂ دیدار آتا ہے اوٹھاتے ہیں نقاب | ٹکٹکی باندھیں یہ آنکھوں کو بچھایا چاہیے
کوچۂ گیسو کے سودے میں فنا ہوتی ہے روح | خانۂ زنجیر میں لے دل در آیا ہے
بھولی ہے بلبل خزاں آئے جو رہے لطف بہار | پھر گلستان چند روز ہمکو پڑھایا چاہیے
برہمن کہتے ہیں تیرا مصحف رو دیکھکر | کفر سے باز آئیے ایمان لایا چاہیے
گفتگو اللہ نے موسیٰ سے کی ہے اے صنم | ہمکو بھی آواز پردے سے سنایا چاہیے
ساعد زیبا تو ہیں الماس کے ترشے ہوئے | اک نظر ساق بلوریں بھی دکھایا چاہیے

[illegible]

دشنۂ قصاب سے سے تیز ہر موے مژہ
روز مرہ تمکو شغلِ عید قربان چاہیے

اے جنون دیوانہ دستِ حنائی ہوں سے مجھے
پنجۂ مرجان سے چاک گریبان چاہیے

کچھ سوا اسکے علاجِ وحشتِ عاشق نہین
موت سی زنجیر یا مرقد سا دامان چاہیے

گل چراغِ زندگی کرنیکا ہے دل کو خیال
جامہ زیبون کی قبا سے باد دامان چاہیے

بادشاہِ حسن بھی کہتے ہین عاشق پیار سے
چین جبین پر آپکی مانندِ سلطان چاہیے

کہتے ہین بیمارِ عشق اوس نونہالِ حسن سے
سونگھ لینے کو لیے سیبِ زنخدان چاہیے

دل کو لازم ہے خیالِ چہرۂ پر نورِ یار
چودھوین کے چاند سا اس گھر مین مہمان چاہیے

زلف کا اوس غیرتِ لیلی کی سودا ہو جسے
بیدِ مجنون کی طرح سے مو پریشان چاہیے

موسمِ گل کی ہوا ہے یہ اشارہ کر رہی
اندنون جامہ سے باہر اپنے انسان چاہیے

اس خرابی کو کیا کرتے ہو تم زیر و زبر
آشکارا ہو وے آتش گنج پنہان چاہیے

تری ابروے پیوستہ کا عالم مین فسانہ ہے
کسی استاد شاعر کی یہ بیتِ عاشقانہ ہے

کہن وزدو نہین قبرِ اہلِ دولت کا فسانہ ہے
تامی کی ہے چادر بادلے کا شامیانہ ہے

جو دیوانہ ہے صحرا مین وہ بھاگے میر سایہ سے
سوار شیر مین مجنون ہون افعی تازیانہ ہے

گریبان پھاڑ کر دیوانے زنجیر کیون پہنی
کری کیا عقل و نقل اسمین جنون کا کارخانہ ہے

کبھی کچھ ہے تلون ہے کبھی کچھ ہے تلون سے
مزاجِ یار بھی نیرنگ سازی مین زمانہ ہے

اشتیاق وصلت میں جان لب تک آئی ہے | عشق نے سنایا ہے حسن کی دہائی ہے

دیر سے نہیں واقف بے خبر ہیں کعبے سے | قصر یار سے کے ور یہ شوق جبہ سائی ہے

عرش سے بھی عالی ہے بام یار کا پایہ | آہ کی کمندوں کو عذر نارسائی ہے

پھر بھی دیکھے شاید گور پر وہ شوخ آنکلے | یہ بھی آخری اپنی قسمت آزمائی ہے

عشق ہے مرے دل کو حسن کے نظارہ کا | آنکھ کے پیالے سے حسرت گدائی ہے

پھر رہا ہے آنکھوں میں حسن پردہ سوز اوسکا | بے نقاب یوسف سے ہمسے آشنائی ہے

جسقدر بڑھیں انکو چند روز بڑھنے دو | دیکھیے تو زلفوں کی کسقدر رسائی ہے

زندگی ہے وابستہ اوس مسیح کے دم سے | مژدہ فنا ہمکو یار سے جدائی ہے

سامنے سے تیرے رنگ مے کی اڑتا | ماہتاب کے منہ پر چھوٹتی ہوائی ہے

اور کچھ نہیں رکھتے اوس پری کے دیوانے | سر برہنگی ہے پانو برہنہ پائی ہے

مرغ روح قیدی ہے جسم کے تعلق سے | صورت قفس چھوڑا جب اسے رہائی ہے

جان زار باقی ہے لطف یار سے تسکین | دل شکستہ عاشق کے حق میں مومیائی ہے

دل فریب عالم ہے حسن اے صنم تیرا | دم تری محبت میں بھر رہی خدائی ہے

روسیاہ زاہد ہے سجدہ ریائی سے | اسکے ماتھے کا گھٹا داغ پارسائی ہے

بھاگتے ہیں وہ ہمسے ہم اونسے ہم لپٹتے ہیں آتش
واں بری کدورت ہے یاں وہی صفائی ہے

دیوانہ اک پری کی ہے رکھتی ہوا مجھے | زنداں سے تنگ تر ہے یہ وحشت سرا مجھے

[illegible]

تپ ہجر سے کنج قفس میں بھی وہی باغ کی تھی
سر بلبل میں ہوا تھی وہ جو گلزار میں تھی

تیغ ابرو سے مجھے قتل کیا قاتل نے
وہ سزا دی جو محبت سے گنہگار کی تھی

مصلحت تھی وہی جو کچھ کہ کیا جس سے سلوک
دل جو تھا یار کا تھا جان جو تھی یار کی تھی

راہ صحرا میں جنون کیوں نہ رکھے سرگشتہ
جستجو آبلہ پایوں کو ترے خار کی تھی

شب جو تھی پیش نظر صورت زیبائے حبیب
روشنی گھر میں مرے چاند سے رخسار کی تھی

طرہ سمجھائے مضمون کو دے سکے شاعر
چست اس طرح کی بندش ترے دستار کی تھی

جو محبت کی نظر سے تجھے خریدار لیے یار
پھونک دیتی اُنھیں گرمی بازار کی تھی

طور پر کچھ جو آتش کو عزیزو تم دفن
آرزو اوسکو بہت جلوۂ دیدار کی تھی

ہر دم تعلیف درد ان سے ہم آفت طلب ہے
ہے دشمن حیات جگر میں جو تب ہے

جا کی ہی تو نے منزل دل میں تو اے صنم
آنکھوں کا بھی حجاب یہ ہمنے اب ہے

دامان دولت کی ہے سکندر کو آرزو
باہر کفن سے ہاتھ نہیں بے سبب ہے

اللہ رے بے نیازی محبوب آفرین
دل سے قریب ہے کہ کوئی دور جب ہے

معدوم جوش گریہ سے کیا ہو بخار دل
کچھ گرد تو نہیں جو یہ باران سے دب رہے

مانع تھا عرض حال کا از بسکہ رعب حسن
منہ دیکھتے ہی یار کا محفل میں سب رہے

رو پوشی حبیب کا کشتہ ہوں چاہیے
مردہ بھی بے چراغ مزار شب رہے

عزلت گزین کو عیب لگاتی ہے سرکشی
دندان وہ بدنما ہے نہ جو زیر لب رہے

کافر عشق عجب کیا جو مسلمان ہو وے
[illegible]
دور میں دل ہو تو ... پریشان ہو وے
آشکارا ہو وہ آنکھوں سے جو پنہان ہو وے
حسن کی جوت سے ... تابان ہو وے
دل بیمار کی مشکل کہیں آسان ہو وے

[illegible]

ان شکوہ نے ہمین برباد کر دیا
بیچ خمار اوٹھانے کی طاقت نہین مجھے

بے عشق لوگ کہتے ہین اوسے بیمار دہ
اوس ترک کی نگہ ہو کرے ناوک آنگنی

سرمہ نہین ہوا ہے تجلی سے طور سے
شام شب فراق سے پہلے مرگئے جو لوگ

اوس شمر و کا وادہ رہے جسم گداز و صاف
انعی سے زلف خال ہے افعی کی مردمک

آنکھون مین اپنی رکھتے ہین اہل نظر اوسین
اخوان دہر سے عجب ایسکا نجا سے

معنی کے شوق مین جو ہوا دل کو میل فکر
سودائی جا نکر تری چشم سیاہ کا

تنگ ہوتا ہے ہاتھ کا ہوتے جو اے صنم

مثل حباب اوڑ گئے خیمہ نکال کے
پیتا ہون مین شراب مین بھی لون ڈالکے

سنگر مقر ہوئے ہین تمہارے کمال کے
تو نے لگائے خاک شہیدان کلال کے

ہم بھی ہین سوختہ تری برق جمال کے
آئی ہوئی بلا گئے سر پر سے ٹال کے

اللہ نے بنایا ہے سانچے مین ڈھال کے
عقدے کھلے یہ فکر سے اوس زلف و خال کے

سر سبز ہوئے ہین پسینے مرے تیری چال کے
یوسف کی فکر مین جو بھرین آگ پالکے

تصویر شعر کھینچئے پتلے خیال کے
ڈھیلے لگاتے ہین مجھ و دیدۂ غزال کے

نچہ مین آفتاب کے ناخن ہلال کے

آئینہ سے کلام کو کیونکر کیا ہے صاف
حیران کار ہم بھی ہین آتش کے حال کے

رخصت یار کا جو وقت خیال آتا ہے
آتش گل سے کیا ہے مری طینت کو خمیر

عمر رفتہ کو مجھے یاد دلا جاتا ہے
دامن باد بہاری مجھے بھڑکاتا ہے

۱۶۹

[illegible]

بر بلا لعل لب یار کے اوپر مستی
لاکھ نعمت کے برابر ہے کلام شیرین

سرمہ آسیب پری سایۂ مژگان کے تلے
ذائقہ بس ہے زبان کا مری دندان کے تلے

بخت بد نے مجھے ہر چند مٹایا آتش
رہ گیا نام مرا گنبد گردان کے تلے

ابھی زندہ ہم اگر یار کے در تک پہونچے
عمر وہ بھی ادھر کی یقین ہے کہ نہ گھر تک پہونچے

شعلۂ حسن سے کی ہے یہ حرارت پیدا
آگ لگ اوٹھے جو پردہ کبھی در تک پہونچے

حسرت بوسہ سے پانی مرے منھ میں بھر آئے
وہن ہو اگر تنگ شکر تک پہونچے

دم آخر ہی وہ کاش آئے مگر کچھ نہیں پھر
دوست رخصت کو جو ہنگام سفر تک پہونچے

منت سفلہ اوٹھائیں نہ کبھی عالیجاہ
اوڑکے کافر کمان اغ قمر تک پہونچے

گرم جوشی نہ کرے یار کسی سے یہ نہو
آگ لگ کر مرے گھر غیر کے گھر تک پہونچے

موت ہی آئے جو آنسو نہیں تھمتی یارب
دامن خاک ہی اب دیدۂ تر تک پہونچے

صورت آئینہ حیرت سے ہوئے ہیں مجبور
سامنے ہیں ترے پھر کہیں جو گھر تک پہونچے

دل خونخوار سے ہوتی ہی کدورت کوئی دور
زنگ شمشیر نہ نکلے جو جگر تک پہونچے

آئنہ آپ نے دیکھا ہے تو توڑیں اوسکو
تجسے منھ پھیر کے تا بت نہ یہ گھر تک پہونچے

جان بخشی کی خوشی ایسی ہو نوبت رکھون
نوبت شام جدائی جو سحر تک پہونچے

رگ گل کہتے ہیں شاعر کبھی تار سنبل
دست فکر اوسکے نہیں تیری کمر تک پہونچے

خدمت یار میں ہو اپنی رسائی یارب
مہر تک ذرہ چکور اوڑکے قمر تک پہونچے

[illegible]

[illegible]

گرد پھرتا تیرے اے بت عاشقونکو ہو طواف
عالم محراب کعبہ ابرو دونکے خم مین ہے

دشمنِ جان سمجھتے تھے مہر و محبت کا مزا
چکھہ کے دیکھا تو حلاوت شہد کی اس سم مین ہے

ایک بوسہ بھی غنیمت ہے لب جان بخش کا
وہ کہان تکرار رحمت جسکو بیش و کم مین ہے

غیر عاشق دیکھہ سکتا ہو تجھے کون اے حسین
ایسی پیارا آئی نظر کب چشم نامحرم مین ہے

قید عفت مین ہو وہ محبوب عاشق جان بلب
نزع مین بیمار عیسیٰ دامنِ مریم مین ہے

کھینچ لاتے یار کو بھرتے مرا زخم فراق
وہ اثر ہو جذب دل مین جو اثر مرہم مین ہے

قالب خاکی کو تو سنتے ہین آتش زیر خاک
کچھ نہین معلوم ہمکو روح کس عالم مین ہے

آئی انھی گیسوے دلستان کاٹے
اجل کہین مرے پانوکی بیڑیان کاٹے

برنگِ غنچہ تر مردہ دل گرفتہ ہے
شگفتہ ہوکے نہ دو دن بھی ہنسے یان کاٹے

لگا لے پہلے ہی تیشہ کو اپنے سر پہ کاش
بڑا پہاڑ یہ فرہاد خستہ جان کاٹے

کہیگا اوس سے پیام زبانی کیا قاصد
جو ذکر سے مرے غماز کی زبان کاٹے

منہ آئینہ مین جو دیکھے وہ غیرت یوسف
ادھر یہ اور ادھر عکس انگلیان کاٹے

ہزار بار اگر زندہ ہون نئے مرے
تو پھر بھی سر وہ مرا بہر امتحان کاٹے

عمل چلا ہے حسینون کا تیر موزون سے
درختِ سرو کو تھوڑا سا باغبان کاٹے

خدا کے واسطے اک وار اور بھی قاتل
تڑپ تڑپ کے کہان تک یہ نیم جان کاٹے

تبر لگا کے گیا تھا وہ ترک گلشن مین
شبستانہ جو یاد آئے ارغوان کاٹے

[illegible]

کعبے سے دیر دیر سے کعبہ کو جا چکے
کیا کیا نہ اس دو راہے میں ہم پھیر کھا چکے

گستاخ ہاتھ طوقِ کمر یار کے ہوئے
حد ادب سے پاؤں کو آگے بڑھا چکے

کنعان سے شہر مصر میں یوسف کو لے گئے
بازار میں بھی حسن کو آ خود دکھا چکے

پہونچے تڑپ تڑپ کے بھی جلاد تک نہ ہم
طاقت سے ساتھ پاؤں زیادہ ہلا چکے

ہوتی ہے تن میں روح پیام اجل سے شاد
دن وعدۂ وصال کے نزدیک آ چکے

پیمانہ میری عمر کا لبریز ہو نہیں
ساقی مجھے بھی اب تو پیالہ پلا چکے

دیوانہ جانتے ہیں ترا ہوشیار اونہیں
جامہ کو جسم کے بھی جو پرزے اوڑا چکے

بیوجہ ہر دم آئنہ پیش نظر نہیں
سب ہم آپ آنکھوں میں اپنی سما چکے

اوس دلربا سے وصل ہوا دیکھ جان کو
یوسف کو مول لیجئے قیمت چکا چکے

اوٹھا نقاب چہرۂ زیبائے یار سے
دیوار درمیان جو تھی ہم اوسکو ڈھا چکے

زیر زمین بھی ترا چمکے ای آسمان حسن
مہتاب تیرے گور میں بھی تاب لا چکے

آرایشِ جمال بلا کا نزول ہے
اندھیر کر دیا جو وہ مستی لگا چکے

دو ابرو و دو لب جان بخش یار کے
زندوں کو قتل کر چکے مردے جلا چکے

مجبور کر دیا ہے محبت نے یار کی
باہر ہم اختیار سے ہیں اپنے جا چکے

صد موج نے عشقِ حسن کے دم کر دیا فنا
آتش سزا گناہِ محبت کی پا چکے

زلزلہ گاہ گرے خشتِ خون جاری ہے
گور پر بھی گرے مردے کا قدم بھاری ہے

اے فلک رشتے دوز عریان ہی پس انداز کبھی تو
نہیں رکھتے ہیں امیری کی ہوس ہم فقیر
جوش سے اشکوں کے پھر جائیگا سر پر پانی
دیر و کعبہ میں اون آنکھوں سے نہیں حلقۂ در
فرقت یار میں کرنی ہے قیامت برپا
مرض عشق سے بچ جاؤں جو تم دو لو دوا
چین لینے نہ دیا درد جدائی نے کبھی
نہیں بھولا ہے جنون میں یہ حواس اوڑ جانا
نام کو میرے بھی احباب میں پڑ رکھتے

سونا کیا ہے کفن دزد کا اسباب مجھے
شیر کی کھال ہی ہے قاقم و سنجاب مجھے
کھینچ لیجائیگا دریا میں یہ سیلاب مجھے
کوئی ابرو سی دکھاتا نہیں محراب مجھے
روز محشر سے نہیں کم شب مہتاب مجھے
صدقہ اپنے لب جان بخش کا عناب مجھے
کب میں سویا کہ جگایا نہیں در خواب مجھے
یاد ہے بزم کی صحبت احباب سے مجھے
فتنہ بیدار ہے وہ مہر جہانتاب مجھے

دل غنی چاہیے گو ہوں بن فقیر اے آتش
شیر کی کھال ہی ہے قاقم و سنجاب مجھے

برق بے پردہ اگر چہرۂ نورانی ہے
ایک عالم ہے صنم بس کہ ترا فریادی
دل کے خون ہونے سے اے زبان اتا گھبرا
یار جلادی میں کیا ہے زمانہ میں اگر
حال پر اپنے کسی وقت تو کر چشم کرم
صورت غنچۂ گل ہے دل بستہ میرا

پردہ پوشی تری تلوار کی عریانی ہے
عرصۂ حشر جلو خانۂ سلطانی ہے
ایک دن تو بھی غم یار کی مہمانی ہے
واجب القتل نہیں کوئی مرا ثانی ہے
ہے پھر اندھا وہ کنواں جسمین نہیں پانی ہے
مجکو دامن کی طلب فکر پریشانی ہے

نالۂ بلبل کو سنکر اُف نہین کرتا کبھی
گوش گل کے واسطے آتش زبان درکار ہے

شب برات جو زلفِ سیاہ یار ہوئی
جبین سے صبح مہ عید آشکار ہوئی

یہ سُرخ نشہ مین چشمِ سیاہ یار ہوئی
زیادہ تر شفق شام سے بہار ہوئی

تپ دروں نے رکھا نشان تک باقی
ہمین حرارتِ قلب آتش چنار ہوئی

گذر ہوا جو کبھی مرقد غریبان پر
گھٹائین چھوٹ ہین برق بیقرار ہوئی

شبِ فراق کی ظلمت جو آئی گو مین یاد
سفیدہ صبح کا تار سیہ مزار ہوئی

سیاہ وبا جو چمن مین بہار کو دیکھا
ہوا کے گھوڑے کی اوپر خزان سوار ہوئی

بڑھی خرابی وجانکاہی سے ایسے کانٹا
شبِ فراق سے مجھے فیل کا شکار ہوئی

زمین کو زلزلہ آئیگا چرخ کو چکر
ہماری روح لحد مین جو بیقرار ہوئی

شبِ فراق کے صدمون سے جان بچ جاتی
عنانِ مرگ نہ انسان کے اختیار ہوئی

وہ کوہ ہون مین پر کاہ ہے گران جسکو
وہ کاہ ہون کہ کوہ پر جو بار ہوئی

بھری ہے دل مین زبس آرزو شہادت کی
تڑپ گیا مین جو تلوار آبدار ہوئی

یہ کیسا تیشہ سے فرہاد نے ایسے کاٹا
بلند و پست بہت راہ کوہسار ہوئی

وفا سرشت ہون شیوہ ہے دوستی میرا
نہ کی وہ بات جو دشمن ناگوار ہوئی

سُنا ہے قصۂ مجنون و وامق و فرہاد
کسیکو عاشقی آتش نہ سازوار ہوئی

منزلِ مقصود تک اللہ ہو پہنچائے ہمین
عشق کی نیرنگ سازی کا بیان کیا کیجے
ظلم کرتے ہین بتانِ سنگدل ہر نو بہ نو
فکر کی دقت سے یان طبعِ روان آگہ نہین
بلبلِ بستان کے نالہ سے یہ آتی ہے صدا
اشک کے شامل ہر خونابِ دل پر داغ بھی

وقت شب ہے ابر ہے صحراے آفت خیز ہے
کوہکن اور سر مرے جو گشتہ پرویز ہے
شہرۂ آفاق خونِ خلق سے چنگیز ہے
توسنِ چالاک کو کیا حاجتِ مہمیز ہے
گوشِ گل نا آشنا ہے حرفِ شوق آمیز ہے
الحذر اے ہمین یہ آب آتش خیز ہے

تختہ پارہ کی طرح ہے حالِ دلِ آتش تباہ
بیقراری لجۂ دریاے طوفان خیز ہے

کوچۂ یار کے نظارہ مین اغیار الجھے
اپنے قاتل پر اگر سرِ مغرور جھکے
چین جبین پر نہ ہو ہر چند وہ ابرو کج ہون
فرصتِ وقت ہی تدبیر کے خاطر لازم
باغبانو سے ترے شیفتۂ زلف ای گل
جوشِ اشکون کا یہی ہے تو یقین ہے دل کو
ناتوانی نے یہ دم بند کیا تارِ نفس
کفر و اسلام سے آزاد ہون بے قید ہون مین
روے رنگین سے ترے باغ مین وا ہو جو نقاب

سیر گلزار مین دامن سے مرے خار الجھے
رگِ گردن سے مری خنجرِ خونخوار الجھے
ہون نہ ٹیڑھی ہو جو زلفِ سیہ یار الجھے
پھر سلجھتے نہین جب آنسوؤن کے تار الجھے
سنبل الطیب سے ہو ہو کے خریدار الجھے
دامنِ سیل سے خار سرِ دیوار الجھے
سینہ مین صورتِ موے سرِ بیمار الجھے
مجھ سے کافر ہی نہ جھگڑے نہ تو دیندار الجھے
صحبتِ گل سے دلِ بلبلِ گلزار الجھے

چلی ہے ایسی زمانے مین کچھ ہوا اولٹی
کہ سیدہی بات سمجھتے ہین آشنا اولٹی

بیانِ حالتِ دل پیشِ یار ہو نہ سکا
زبان کبھی نہ دمِ عرضِ مدعا اولٹی

نہ روز تیرہ کچھ توبہ ہے نہ شامِ فراق
گلیم بخت سیہ سیدہی ہو دی یا اولٹی

نگاہِ ناز ہے ترچھی کچھ اوس صنم کی نہین
خلافِ عشوہ و انداز ہے ادا اولٹی

ہمارے خون سے ہو دست دیا قاتل سُرخ
نصیب اپنے پھرے قسمت حنا اولٹی

کسیطرح سے نہ ٹوٹا طلسم حسرت و یاس
درِ قبول سے ٹکرا کے سر دعا اولٹی

خلافِ وضع ہے انسان کے واسطے معیوب
بدن کی زینت ہو دے کبھی قبا اولٹی

شبِ فراق مین مینے جو منھ لپیٹا ہے
خیالِ وصل مین پہرو ن نہین ردا اولٹی

گلہ ہے حشر کے دن ہمکو سخت جانی سے
ہزار بار پھری آنکر قضا اولٹی

نگاہِ یار کی پھرتے ہی ہمسے اے آتش
زمانہ پھر گیا چلنے لگی ہوا اولٹی

سرِ شمع سان کٹائیے پر دم نہ ماریے
منزل ہزار سخت ہو ہمت نہ ہاریے

مقسوم کا جو ہے سو وہ پہونچیگا آپ سے
پھیلائیے نہ ہاتھ نہ دامن پساریے

طالب کو اپنے رکھتی ہے دنیا ذلیل و خوار
زر کی طمع سے چھانتے ہین خاک نیاریے

برہم نہو مزاج کسی وقت آپ کا
ابتر ہوئی ہین زلفین نہایت سنواریے

بیوجہ رنگِ زرد نے دی تہمتِ طلا
اک عمر میری خاک کو چھانا کیے نیاریے

نرگس کو صدقے کیجیے بیمارِ چشم کے
زلفِ سیاہ پر تری سنبل کو واریے

۱۶۱

خون تیغ زنو نکلے دمِ شمشیر سے ٹپکے
کیا کیا نہ کمان دار ترے تیر سے ٹپکے

وہ حسنِ جوانی ہے ترا طفل کے مانند
دیکھے سے جسے رال لبِ پیر سے ٹپکے

دیوان میں ہمارے ہے مرقع کا سا عالم
مضمون ہے از بس چاندسی تصویر سے ٹپکے

شب باش ہون سایہ تلے جسکی مین بلاکش
شبنم سی وہ چھت شامتِ تقدیر سے ٹپکے

بیرنگی رہی تر نظر گو سحر و شام
رنگِ شفق اس سقف زمین گیر سے ٹپکے

کٹوانی ہے سر شمع جو ثابت قدمی سے
آنسو بھی نہ اندیشۂ گلگیر سے ٹپکے

وصفِ لبِ شیرین جو کرے اپنی زبان سے
یون شیرۂ جان جسکی کہ تقریر سے ٹپکے

آہن کو کیا آب تپ مار جنون نے
قطرے ہوے دانی مری زنجیر سے ٹپکے

غصہ سے بھی کر لیجیے سرخ انکھوں کو صاحب
خون بھی مژۂ عاشقِ دلگیر سے ٹپکے

پوچھے نہ ہو دن پرسے جو رو مال سے پینا
آب ابروِ خمدار کی شمشیر سے ٹپکے

جسنے کہ لکھا اوسکو نہایت ہی وہ رویا
آنسو مرے حالات کی تحریر سے ٹپکے

کٹوا اسے بھو فناشی سے سر میری طرح شمع
تا دم ہو پسینا رخِ گلگیر سے ٹپکے

دیکھے نگہِ بد سے جو عیسے انفسون کو
کوڑھی کی طرح شومی تقدیر سے ٹپکے

ٹھہرے غریبون نے نہ پی سیکڑون مہر سے
اس تابشِ خورشید کی تاثیر سے ٹپکے

اوس مست کے ہو تیر نگہ کا جو نشانہ
مے چشم کباب دل نخچیر سے ٹپکے

مثل شفق چرخ وہ مہر آئے لب بام
رنگ اثر اس نالۂ شبگیر سے ٹپکے

گر ابر سیہ جھومتا آتا ہے تو برسے
یہ فصل سیہ مستی کی تاثیر سے ٹپکے

دور ہوں یکجائی پر بھی صورتِ فانوس و شمع
ہے بغل میں یار پر خالی مرا آغوش ہے

کشورِ خوبان میں مرگ و زیست دونوں ہیں خراب
بارِ خاطر زندہ ہے مردہ وبالِ دوش ہے

جان جاتی ہے ولیکن آہ دل کرتا نہیں
ناقۂ لیلی رواں ہے پر جرس خاموش ہے

کوچہ و بازار میں رسوا نہ کر عاشق کو تو
اے صنم اللہ کو سنتے ہیں پردہ پوش ہے

عاقل اپنے تو بکارِ خویش ہم دیوانے ہیں
موسمِ گل تک گریبان پھاڑنیکا ہوش ہے

حالِ دل انکر وہ چپکا ہو رہا میں خوش ہوا
نیم راضی کا نشان یعنی لبِ خاموش ہے

روتے روتے پانی ہو کر بہہ گیا آخر کو میں
قصرِ تن کے ڈھانے کو سیلابِ دل کا جوش ہے

ضعفِ پیری سے نہیں ہوتا ہے قدِ انسان کا خم
توڑتی آخر کمر کو حسرتِ آغوش ہے

دردِ دل کہنے کی جو مجکو نہ سننے کی اوسے
عہد میں میری زبان نایاب ہے عقل گوش ہے

ہوں وہ دیوانہ گرفتاری ہے جسکو زندگی
طوق کا حلقہ پری کا حلقۂ آغوش ہے

موت کا سامان ہے ای یار سامانِ نشاط
لب تو ساغر نوش ہیں پر دل مرا غم نوش ہے

گور میں کیونکر قوی ہووے نہ امیدِ وصال
رات اندھیری ہے چراغِ خانہ گم خاموش ہے

ناگوار آتش ہے اپنی ہمتِ مردانہ کو
باندھنا مضمونِ غیر اوترا ہوا پاپوش ہے

فصلِ گل ہے خونِ حریفِ دخترِ رز کا جوش ہے
گردنِ قاضی میں دستِ رندِ ساغر نوش ہے

یار سے دستِ بغل ہوتا ہے عنقا کا شکار
تنگ دس گل کی قبا سے بھی مرا آغوش ہے

حالِ دل ہوتا ہیں حسرت کی نگاہوں سے عیان
میری اوسکی گفتگو میں بے زبان خاموش ہے

[illegible]
ورود الفت کا دل کا [illegible] عاشق کو ہوں
ردہ کسی بجلی کا دنیا میں بہایا جائیگا
جب جواب مجکو اودھکا سراپا دوش ہے
خواب میں [illegible] اہل غفلت کی حقیقت کہہ نہیں
اہل دنیا غافل ہیں [illegible] خاموش ہے
مجلس تصویر میں کیا کسیکا ہوش ہے
[illegible]
کنج تنہائی میں بھی [illegible]
[illegible]

[illegible]

رسوا چکور سے ہون جو اوسکے عشق مین
پہچانتا ہے خوب و رشک قمر مجھے

لب بند ہوگئے لب شیرین کے وصف مین
میسر دہن ہوا گرہ نیشکر مجھے

کس مست کا خیال ہون پیران پارسا
عینک کی طرح رکھتے ہین پیش نظر مجھے

پیری مین جب سکی جو نہ ہوئی تو آئی یاد
دانتون سے کھولنی گرہ نیشکر مجھے

برسون سے مین خراب ہون دل کی تلاش مین
رکھتا ہے شوق کعبہ میان سفر مجھے

سودے مین تیغ ابرو خمدار یار کے
گردن وبال ہوگئی ہے بوجھ سر مجھے

دونون جہان کے کام کا رکھا نہ عشق نے
دنیا و آخرت سے کیا بیخبر مجھے

واماندگی سے میری نہ نالان ہو اے جرس
منزل مین سب سے دیکھیو تو بیشتر مجھے

معشوق تجھے غرور سزاوار تھا تمھین
شکوہ نہین ہے تونے نہ پوچھا اگر مجھے

حلقون سے زلف یار کے تقرار ہا ہو نہین
پھانسی نہ دین کہین یہی رہتا ہے ڈر مجھے

ملتا نہین ہے دل سے بھی میرے مرا مزاج
صحبت کا تیرے یار ہوا ہے اثر مجھے

طالب نہین ہے دولت دنیا کا دل مرا
اوس سیم تن کا وصل ہے تحصیل زر مجھے

جب دیکھتا ہے یار تو ہے ذات پیتا
ڈوبون گا مین ڈوبیگا آب گہر مجھے

شمشیر خارجی نہین ہونیکی کارگر
جب علی کی کافی ہے آتش سپر مجھے

۱۵۹

چمن کا رنگ تجھ بن اپنی آنکھون مین مبدل ہے
چراغ لالہ چشم غول ہر گلزار جنگل ہے

نسبت تاریک [illegible] دیکھتے ہی یار کو دیکھے
[illegible] ہمارا عاشقی کا روز اول ہے

وہی عالم ہے [illegible] خاکساران محبت کا
وہی نقش قدم کی [illegible]

[illegible]

ہمنشین دل نہین کہ آبلہ سا پکتا ہے
نہ تو بلبل نظر آتا ہے چمن مین نہ تو گل
کام اک آبلہ کا انسے نہین ہوتا ہے
بدسرشتون کو نیکون کا اثر ہو ہرگز
گرم رفتاری سے ہر آبلہ اک انگر ہے
زاہد خشک کے ایمان کا یقین ہو کیونکر
پا خراشی ہے حری کو ہنسی سے افزون
باغ عالم مین جو راحت ہے تو پھر رنج بھی ہے
ایک دن موت جنازہ لیسلی ہو گی
دیکھتے ہی انہین تلوے مرے کھجلاتے ہین
خار خار غم الفت کا اثر کیا کہیے
کیا سمجھ کر انہین خوش چشمون سے لنسبت دیتے
جو نہ دے رنج کسیکو اُسے ہوتا نہین رنج

نہین آتا ہے بھرون چیر کے پہلو کانٹے
اک طرف برگ خزان ڈھیر ہین کسیو کانٹے
نہین معلوم ہین کس درد کی دارو کانٹے
صحبت گل سے نہو دین کبھی خوشبو کانٹے
پانون سے میرے تہی کرتے ہین پہلو کانٹے
نہ مسلمان ہین ثابت نہ تو ہندو کانٹے
پہلے پیدا تو کرین قوت بازو کانٹے
تا مگر گل ہین تو پاتا سر زانو کانٹے
اسلیے جمین مجنون ہے یہ ہر سو کانٹے
اے جنون جانتے ہین کیا کوئی جادو کانٹے
نکلے آخر مرے تن پر عوض مو کانٹے
پھول یہ سونگھتے ہین کھاتے ہین آہو کانٹے
پانون پر میرے نہین پا سکتے قابو کانٹے

یار دامن کش و پوشی ہے مجھے **آتش**
گل ہی یان سامنے آتا ہے نہ بدرو کانٹے

وہم سا اک امید مغرور پیراہن مین ہے
شمع آئین سراپا نور پیراہن مین ہے

نام کو میرا تن رنجور پیراہن مین ہے
داغ سینہ یان چراغ طور پیراہن مین ہے

١٥٧

کوچہ تیرا ہمیش باغ اے یار زنہار دل سے
چشم اشکبار آلودہ عاشق اوس مین موتی جھیل ہے

آفت جان ہمارا ہے انسان کے لیے
خوبصورت جسکو کہتے ہین وہ عزرائیل ہے

معنی توریت موسائی سمجھتے ہین سب تجھے
واسطے عیسائیون کے مطلب انجیل ہے

بلبل و قمری ہین نالان آہ کوے یار مین
گل جو ہے سنگ فشان ہے سرو جو ہے میل ہے

گرد رہتے ہین ستارے رات بھر پروانہ وار
ماہ تابان کوچے دروازے کی قندیل ہے

جلوۂ قربانیان عشق کس دن ان ہین
روز اوس یوسف کی کو مین عید جمیل ہے

کیا سمجھ کر بلبلون کو سبز ہے اوسکے ہے عشق
چار دن مین رنگ رخسار چمن تبدیل ہے

عشقبازی مین ہمین فرہاد و مجنون سے ہے فوق
لیلی و شیرین سے تمکو حسن مین تفضیل ہے

بے سرو پائی ذرا پایا ہے عالم مین رواج
پا جو ہے بدگفتش ہی سر سو بر مندیل ہے

بادشاہ وقت اوسکے شیفتہ ہین اے صنم
گیسوؤن کا تیرے سودا ہند کی تحصیل ہے

شعر الہامی یہ پہونچاتی ہے وہ لاتا تھا وحی
فکر عالی منزلت بھی ہمرہ جبریل ہے

راہ پر لاتے ہین جب گمرہ ہوے آسمان
خضر مٹے بنایا ہے جو گمرہ ائیل ہے

جو کہ دیوانہ ہے حاضر ہو وے بازیگاہ مین
لڑکون کو چھٹی ہے روز جمعہ کی تعطیل ہے

عشق کے غم سے کوئی نعمت نہین لذت سرشت
نوش کیجے اس غذا کو جسقدر تحلیل ہے

منتظر ہے چشم روز وعدۂ دیدار کی
گوش مشتاق صدائے صور اسرافیل ہے

بیشۂ عشق و جنون کی سیر کے قابل ہے تو
شیر کے مانند آتش تجھمین زور نیل ہے

شب کی شب میں ہو گئی اس مرتبہ دل تشنگی
صبح کو روتی رہ گئی شبنم گئی گلزار سے

دم فنا ہوتے ہیں دیکھ سے تمہارا بانکپن
قتل کرتی ہے یہ شعلے کی لٹک دستار سے

غیر سے احوال پرسی یار کرتا ہے مری
گوش گل بلبل کی سنتا ہے زبانِ خار سے

دل کو داغِ عشق حسن آیا زمانہ میں پسند
پہ شگوفہ لیچلے آ کر ہم اِس گلزار سے

بے سبب مشقِ خرامِ ناز صاحب کی نہیں
کبک کو سیدھا کرو گے پائے کج رفتار سے

حسن سے ساقی کے حاصل ہو گئی کیفیاتِ عشق
مست ہو کر جائینگے ہم خانۂ خمار سے

آرزومندِ شہادت ہوں ارادہ ہے یہی
بھیک مانگوں زخم اے قاتل تری تلوار سے

کی نہ جن آنکھوں نے بلبل کی نگہ سے سیرِ باغ
مٹنے پہ جانا کہ بینا ہو گئیں گلزار سے

لوٹ جانے کا ارادہ مردمِ دیدہ کا ہے
سامنا تو ہوگا کا دولتِ دیدار سے

حشر کی گرمی میں تو یاد آئیگا اے قصرِ یار
دھوپ بچ جاتی تھی تیرے سایۂ دیوار سے

خار خارِ دل سے جاتی ہے ہماری جان یا
دور کر یہ غنچہ سا گھونگھٹ گلِ رخسار سے

آنکھ رغبت کی اگر میری طرح سے ڈالتا
پھانسی دلواتا برہمن کو وہ بت زنار سے

نیند آتی ہے کسے آتشِ فراقِ یار میں
خواب کو نفرت ہے اپنے دیدۂ بیدار سے

کوچۂ یار میں چلے تو غزلخوان چلے
بلبلِ مست کی صورت سے گلستان چلے

دن کو ملتا نہیں وہ رات نہیں تو کہتا
رات بھر کے لیے گھر میں مرے مہمان چلے

پانو نہیں تا رہے رفتار کی طاقت باقی
پیشتر [illegible] اے عمرِ گریزان چلے

لاش پر لاش نکلتی ہے ترے کوچہ سے
کیا تماشا ہے کہ پھر بھیڑ نہین چھٹتی ہے

بینیِ یار سے دعوی ہے گلِ زنبق کو
بیحیائی سے مگر ناک نہین کٹتی ہے

حسن سے اپنے وہ نادان ہوا ہے آگاہ
آرسی سامنے سے دیکھے نہین ہٹتی ہے

بوسہ کا اوس لبِ شیرین کے زبان نام نہ لے
جان جاتی ہے مٹھائی نہین کچھ بٹتی ہے

عشقِ محبوب مین غم ہے کسے مرجانیکا
جان جاتی نہین عاشق کی بلا کٹتی ہے

طلبِ دام کی بیجا ہے گرفتاری مین
کب بھلا خانۂ زنجیر مین چھت پٹتی ہے

شبِ ہجران کی درازی گلا کیا کیجے
خضر کی عمر بھی دو چار گھڑی گھٹتی ہے

گوش وہ ہے جو سنا کرتا ہے افسانۂ حسن
وہ زبان ہے جو صنم نام ترا رٹتی ہے

سائلِ دولتِ دنیا ہو نہین اے اتش کیا
گنجِ قارون سے بھی اوقات نہین کٹتی ہے

آنکھ پڑتے ہی قرار و صبر و طاقت لیگئے
خالِ مشکین دلبری مین گوے سبقت لیگئے

خاک چھانی ہم سبکروحون نے مثلِ گردباد
وادیِ پرخار سے تلوے سلامت لیگئے

زہر کھا کر اک شکر لب پر موا ہون دیکھنا
قبر پر دشمن گھڑے بھر بھر کے شربت لیگئے

عالمِ اسباب سے حاصل ہوا آخر کفن
چلتے چلتے آسمان سے ہم بھی خلعت لیگئے

ناتوانی سے فشارِ قبر کی طاقت نتھی
گور مین بھی تیرے عاشق کو امانت لیگئے

تیرہ بختی کے اثر نے شام سے گل کر دیا
صبح کو کوتے اوٹھا کر شمعِ تربت لیگئے

دیدۂ و دل نے گھسیٹا کوچۂ محبوب مین
کھینچکر مجکو فرشتے سوے جنت لیگئے

ذاتِ باری کو کیا ظلم تبان نے ثابت
چھوٹتے بندِ محبت کے گرفتار اگر
عیش ہوتا کچھ اگر غمکدۂ دنیا مین
گھر گرایا ہو مرا سیل حوادث نے تو کیا
توڑتے آبلہ دیوانہ دستِ رنگین
غیر گھورے نگہِ بد سے تجھے حیف ہے یار

عدل کرتے یہ اگر انکی خدائی ہوتی
طوق سے گردنِ قمری کی رہائی ہوتی
روح قالب مین خوشی سے نہ سمائی ہوتی
چار دیوار عناصر کی گرائی ہوتی
خار پر تہمتِ انگشت حنائی ہوتی
آنکھ ہمسے جو لڑاتا تو لڑائی ہوتی

اون عذاروں کی جو پاتی یہ صباحت آتش
یاسمین باغ مین پھولی نہ سمائی ہوتی

پیرہن تیری شہیدون کے گلستان ہو گئے
آرزوے دل رہی نا آشناے گوشِ یار
حسن وہ شے ہے کہ پتھر مین بھی کرتا ہے اثر
منزلِ دل کی خرابی کا الم کیا کیجیے
سیر نیرنگِ جہان دیکھا کیے رندانِ عشق
عاشقون سے ٹیڑھے رہنے کی سزا آخر ملی
کیا نفاق انگیز چلتی ہے زمانہ مین ہوا
آہ بر لب داغ بر دل بسکہ عبرت نے کیا
موسمِ گل کر دیا اونکی قباے سرخ نے

زخم خندان غیرتِ گلہاے خندان ہو گئے
حرفِ مطلب اپنے منہ تک آ کے دندان ہو گئے
چشمِ عاشق کی طرح آئینے حیران ہو گئے
کیسے کیسے خانۂ آباد ویران ہو گئے
شیعہ سنی ہو گئے ہندو مسلمان ہو گئے
چشم سے برگشتہ تیرے موے مژگان ہو گئے
سیکڑون مجموعۂ صحبت پریشان ہو گئے
شمع و گل ہم بر سرِ گورِ غریبان ہو گئے
چاک تا دامن ہزارون ہی گریبان ہو گئے

آبلوں سے خار صحرا ہی نہین سر پر کھینچتے
کیمیا گر روغنِ گوگرد احمر کھینچتے
ناتوانی کا برا ہو گو اثر ہوتا نہ کچھ
ٹھوکرین کھائین ہین جو ہمنے بتون کے عشق مین
شاعرون نے تیرے قد سے دی ہی جو تشبیہ یار
دیکھکر وہ خالِ رُخ ملتے ہین دشمن ساز ہاتھ
فکرِ معنی خیز صفحہ کو بناتی ہے نگاہ
رعشۂ پیری ہے وہ جوشِ جوانی کا عوض
بوالہوس عاشق کا جیتے جی نہین شایانِ قتل
جنبشِ مژگان سے چل جاتے ہین ارے جان پر
یاد کرتے ہین تجھے تنہائی مین اے نازنین
ہجر کی شب مین ہے روزِ وصل آنکھون کو شوق
جب سے دیکھا ہے تجھے آنکھون نے اے بالابلند
زندگی مین سیرِ جنت کا ہوتا دل کو شوق
مین اڑا دیتا ہون انکو دیکھے اک خطِ شوق
بڑھی صورت آئنہ کرتا جو اس محبوب سے
روشنیِ حسن کرتے آتش اپنی گور مین

بید کے پتے بھی مجنون پر ہین خنجر پر کھینچتے
ہم تری زلفون کو دھو کر عطر عنبر پر کھینچتے
آزمانے کو تو نا لے ہم مقرر پر کھینچتے
آب ہو جاتے یہ آزار تیمر پر کھینچتے
قمریون کو سرو ہین سولی کے اوپر کھینچتے
ان تلون کا تیل گھٹتا تو مقرر پر کھینچتے
دام ہو کر مرغِ مضمون تارِ مسطر پر کھینچتے
اپنی بدمستی کا خمیازہ نہ کیونکر پر کھینچتے
دوست تھی میرے تو دشمن پر نہ خنجر پر کھینچتے
دل شکنجے مین ہین گیسوے معنبر پر کھینچتے
معتکف رہتے ہین ہم چلتے ہین اکثر پر کھینچتے
دسترس ہوتا تو ہم دامانِ محشر پر کھینچتے
قد کے سودے مین ہین تصویرِ صنوبر پر کھینچتے
ہم تجھے اپنی طرف اے حور پیکر پر کھینچتے
دام مین صیاد ہین جو جو کبوتر پر کھینچتے
قبر سے مردہ ترا ہم اے ستمگر پر کھینچتے
شمعرویون کو شبِ آدینہ مرکر پر کھینچتے

خواب بد میرے لیے حالت بیداری تھی

کونسے صیاد نے صید افگنی کی اختیار	حلقۂ گوشش غزالان حلقہ فتراک ہے

مردے بہتر ہے نام مروج ہے یہ مثل
پہلوانی ہے سو ہے رستم کی آتش و خاک ہے

کبھی جو جذب محبت سے کام ہوتا ہے	نقاب الٹتا ہے دیدار عام ہوتا ہے
وہ صبح عید جو بالاے بام ہوتا ہے	ہر صیام میں روزہ حرام ہوتا ہے
بلا سے بزم جہان ہے وہ چشم کی گردش	نگاہ پھرتی ہے دورہ تمام ہوتا ہے
اوٹھاؤن کس سبب سے احسان یار پر گردن	مرا تو اوسکے تغافل سے کام ہوتا ہے
خدا کی یاد جوانی مین غافلو کرلو	دگرنہ وقت فضیلت تمام ہوتا ہے
الٰہی کیون نہین خواہان کوئی صنم اوسکا	یہ دل تو شرط وفا پر غلام ہوتا ہے
کسیکو کیا کوئی گھر اپنے دل مین کر دے	نگین سے دیکھ لے برعکس نام ہوتا ہے
فرشتے سنتے ہین آواز دور باش کا شور	کبھی ہمارا جو وان اہتمام ہوتا ہے
زیارت اونکی جو کرتے ہین مومنین آ کے	زبان حور مین اون سے کلام ہوتا ہے
ہزار لال ہوئے اخگرون سے داغ جنون	ہنوز پختہ ہے سوداے خام ہوتا ہے
کوئی زمانہ جاتا ہے کوئی آتا ہے	کسیکا کوچ کسیکا مقام ہوتا ہے
پھنسا جو زلف مین اوس گل کے مرغ دل اللہ	نہ تھی خبر یہ کہ سنبل بھی دام ہوتا ہے
ہمارے حلقہ مین کرتا ہے شیشۂ دل خالی	ہمارے دور مین لبریز جام ہوتا ہے
کمند شوق ہو درگاہ عشق کی رہبر	یہ آستانہ بلندی مین بام ہوتا ہے

گر لطافت کی حسرت ہے ہمین ورنہ نصیب	کس طرح سے نگر اون آنکھو نہین کر لیتا ہے
بادہ رکھتا ہے عدم مین کوئی ساغر کش اسے	ہچکیان شیشہ ہے شام و سحر لیتا ہے
روح و قالب کی جدائی ہے جدائی تیری	دم نکلتا ہے جو تو نام سفر لیتا ہے
ہجر مین وصل کا ملتا ہے مزا عاشق کو	شوق کا مرتبہ جیب جیدے سے گذر لیتا ہے

غیرت نالہ و فریاد نکھو اے آتش
آشنا کوئی نہین کون خبر لیتا ہے

اللہ ری روشنی مرے سینہ کے داغ کی	اندھیاری رات مین نہین حاجت چراغ کی
ہستی چند روز نے تو تنگ ہی رکھا	خواب عدم مین دیکھینگے صورت فراغ کی
بے اعتبار نقش و نگار زمانہ سے	اک رنگ پر ہوا نہین رہتی ہے باغ کی
بخت سیہ نے کام کیا بعد مرگ بھی	رنگین مرے لہو سے ہی منقار زاغ کی
ظاہر ہوا مجھے یہ بلندی سرو سے	کرتی ہے کام خاک بھی عالی دماغ کی
سونا رہے بلند کرے باغبان تو کیا	ہمت کے آگے پست ہے دیوار باغ کی
انگر کی طرح سے جو دہکتے ہین داغ عشق	سینہ مین اپنے رہتی ہی گرمی او جاغ کی
رخ کیا ملائیگا رخ رنگین یار سے	لالہ کو کیا خبر نہین ہے چار داغ کی
ابر کرم کے فیض نے ایسا کیا ہے سبز	مہندی کی ٹٹی ہوگئی دیوار باغ کی
شاعر ہون بو سبب نہ نخدان حسن سونگھتا	اصلاح کرتی ہے مجھے اپنے دماغ کی
گم ہونگے ایسے ڈھونڈھے بھی پائینگے	کھوئیگی فکر ہمکو تمھارے سراغ کی

حالتِ غم کو نہ بھولا چاہیے شادی میں بھی
خندۂ گل دیکھکر یاد اشکِ شبنم کیجیے

عیبِ الفت سے وزادل اے مری طینت میں ہے
داغِ لالہ کے لیے کیا فکرِ مرہم کیجیے

اپنی راحت کے لیے کس کو گوارا ہے یہ رنج
گھر بنا کر گردنِ محراب کو خم کیجیے

عشق کہتا ہے مجھے رام اے ہیں سے وحشی کو کر
حسن کی غیرت اسے سمجھاتی ہے رم کیجیے

رات صحبت گل سے دیکھو محفلِ خورشید سے
رشک اگر کیجیے تو فلکِ بختِ شبنم کیجیے

دیدہ و دل کو دکھایا چاہیے دیدارِ یار
حسن کے عالم سے آئینوں کو محرم کیجیے

شکلِ گل ہنس ہنس کے روزِ وصل کاٹی ہیں بہت
ہجر کی شب مثلِ صبح رو کر مثلِ شبنم کیجیے

تھی سزا اپنی جو شادی مرگ قسمت نے کیا
ہجر میں کسنے کہا تھا وصل کا غم کیجیے

اُنکی نازک کمر پر بوجھ پڑتا ہے بہت
بڑھ چلے ہیں حد سے گیسو کچھ انہیں کم کیجیے

اوٹھ گئیں ہیں سامنے سے کیسی کیسی مہ جبین
روئیے کسکے لیے کس کا ماتم کیجیے

روزِ مردم شب کے دیتا ہے سر یہ پوچھے
خون ہوتے ہیں بہت شوقِ خاتم کیجیے

آئینہ کو روبرو آنے نہ دیجیے یار کے
شانہ سے آتش مزاجِ زلف برہم کیجیے

اثر رکھتی ہے گلگونی کیفیت کا ہستی ہے
اوبھرنے میں حباب بحر کے اک جوشِ مستی ہے

دکھائی دیتے ہیں ہندو ہی ہندو مجکو خالوں سے
رخِ محبوب ہے یا مسلمانوں کی بستی ہے

پسندِ طبعِ محبوبانِ دلِ عاشق نہیں ہوتا
عوض باراں کے میری کشتہ پر آتش برستی ہے

وہ دہقانِ غریب سرزمینِ عشقبازی ہوں
عوض باراں کے میری کشتہ پر آتش برستی ہے

عہد پیری مین کہان اب وہ جوانی کے رفیق
تیری درگہ کے فقیرون کے لیے اے محبوب
خال مشکین سے شکار اہل قلم کو کیجے
بت کافر نہیں ہوتے جو ہم آغوش نہون
ہنستے ہنستے تو کیا قتل گنہگارون کو

صاف پہلو سے زبان کر گئے دندان خالی
تخت پر اپنی جگہ کرتے ہین سلطان خالی
گل چلے تیر سے کرتے ہین نیستان خالی
بغل گور مین ہے ہمارے مسلمان خالی
رو دیا دیکھ کے جلاد نے زندان خالی

دل بیکینہ کہ دولت ہے سمین بکتا آتش
خس و خاشاک سے ہے اپنا بیابان خالی

بند نقاب عارض دلدار توڑ سے لے
وہ درد دوست ہین جو خدا ہمکو زخم دے
دیکھے ترا جو مصحف رو برہمن کہے
سینے پر مجھے فلک نے کیا تو بجا کیا
مرغ ترانہ سنج ہون اوس بوستان کا مین
اپنا کچھ اختیار شفا مین نہین طبیب
فتراک صید زندہ ہے زلف سیاہ یار
گردن ہی اپنی دوش پر اپنے وبال ہے
عاشق کی بیقراری سے اے بت پناہ مانگ
بوسے کسیکے چہرۂ رنگین کے بے لیجے

باغ مراد عشق کی دیوار توڑ دیے
سو بار ٹانکے کھاتے سو بار توڑ دیے
بت کو سلام کیجیے زنار توڑ دیے
لازم ہے باغ مرغ گرفتار توڑ دیے
خون بہار ٹپکے اگر خار توڑ دیے
پرہیز سے نہ خاطر بیمار توڑ دیے
ٹوٹین ہزار دل اگر اک تار توڑ دیے
کیا چین کر حریف کی تلوار توڑ دیے
ٹکرا ئیے جو سر کو تو کہسار توڑ دیے
اکدن تو پھول باغ سے دو چار توڑ دیے

نہین دیتا وہ دلبر بوسۂ خال	نگر کاٹے کلموان کی ہے گرانی
نہین واقف ہم اُس بت کی کمر سے	خدا کے واسطے ہے غیب دانی
رُلاتی ہے مثال ابر پیری	دکھا کر داغ طاؤس جوانی

مرا دیوان ہے اسے آتش خزانہ
ہر اک بیت آسمین ہے گنج معانی

صدمہ ہو دوش پہ سر و گردن کا بوجھ ہی	دیوانہ آشنا نہین دامن کے بوجھ سے
ہوجس و خرد ہے باعث تکلیف آدمی	دیوانہ آشنا نہین دامن کے بوجھ سے
راحت طلب کو رنج کشون کی خبر کہان	آگاہ کیا سوار ہے توسن کے بوجھ سے
سالک سفر کبھی نہ بار دوش یان	سمجھا مین مال و خس کو رہزن کا بوجھ ہی
سختی بخت و عشق بتان دونون قہر ہین	کم بوجھ سنگ کا نہین آہن کے بوجھ سی
رندون کو قید سجہ و زنار کی نہین	واقف نہین مین شیخ و برہمن کے بوجھ سی
غماز اپنا ذکر نہ لاوے حضور دوست	گردن جھکے نہ منت دشمن کی بوجھ سے
عاشق ملال خاطر اہل جہان نہون	خم ہو نہ شاخ بلبل و گلشن کے بوجھ سے

آتش یہ سارے رنج ہین اس زندگی کے ساتھ
مُردے کو کیا خبر گل مدفن کے بوجھ سے

رنگ جو چھکر کہ چاہین لائین بن بن آبلے	پاے لوسی کو ترستے تھے وطن مین آبلے
بیشم زخم خار سے یارب بچانا تو انہین	اک رفیق حال ہین رنج و محن مین آبلے

کہنا بٹے وہ کھوئے نہ اے ساقی ازل
لغزش نہ پائے آتش مست الست کھائی

ہمیں تم نہیں عاشق ہوں جانی — رہے سوتے ہی ہے یہ لن ترانی
سلیمان ہم ہیں اے محبوب جانی — سمجھتے ہیں تجھے بلقیس ثانی
کھلا سودی میں ان زلفوں سے مرکر — پریشاں خواب تھی یہ زندگانی
یہ کیوں آتا ہے انسے قد کشی کو — گڑے جاتے ہیں سرو بوستانی
وہی دیگا کباب نرگسی بھی — جو دیتا ہے شراب ارغوانی
رنگا ہے عشق نے کس درد سر سے — ہمارا جامۂ تن زعفرانی
مسافر کی طرح رہ خانہ بر دوش — نہیں جا ہے اقامت دار فانی
ترے کوچہ کے مشتاقوں کے آگے — جہنم سے ہے بہشت آسمانی
وہ میکش ہوں دیا ہے قابلہ نے — جسے غسل شراب ارغوانی
یقین ہے دیدۂ باریک بیں کو — کرے عینک طلب یہ ناتوانی
وہ خط ہے یادگار حسن رفتہ — وہ سبزہ ہے گلستاں کی نشانی
نکلتی منہ سے قاصد کے نہیں بات — مگر لایا ہے پیغام زبانی
یہ مشت خاک ہو مقبول درگاہ — صبا کی چاہتا ہوں مہربانی
لیے ہیں بوسۂ رخسارۂ صاف — پیا ہے ہمنے آئینہ کا پانی
سفیدی مو کی ہوگا نور ہر چند — کوئی لٹتا ہے داغ نوجوانی

بلبل کی طرح عشق جو ہمکو چمن سے ہو — سو جایئے تو خواب مین گلزار دیکھیے

قزاق کی نگہ سے کم اپنی نگہ نہین — کیا لوٹیے جو دولت دیدار دیکھیے

چمن چمن کے قتل یہ کیجیے انصاف شہر ہے — حاضر ہین بیگناہ و گنہگار دیکھیے

عاشق مسیح بھی تمہین کہتے ہین مہربان — حال اوسکا پوچھیے جسے بیمار دیکھیے

مشتاق دل ہے جنبش ابروے یار کا — چلتی ہے کس طرح سے یہ تلوار دیکھیے

دروازے مین کے چلیے سراے حبیب مین — حسرت سے تا کجا پس دیوار دیکھیے

سو دیجے مین اسوقت کے ہون وہ ڈھونڈھتا — بیٹھین کہ جانے دیجیے تلوار دیکھیے

آتش ملیگا یار — عالم کی سیر کیجیے — یوسف جو چاہین آپ تو بازار دیکھیے

کونسے دل مین محبت نہین جانی تیری — جسکو سنتا ہون وہ کہتا ہے گرانی تیری

کچھ دہن ہی نہین وہم شعرا کے نزدیک — موے باریک کمر بھی ہے گمانی تیری

بیچیکے آگے سے گذرتا ہے وہ کہتا ہے یہی — دیکھی لے رہے روان سنئے روانی تیری

تیغ سے ہے کوئی میری زبانی کہدے — خوش نہین آتی ہے یہ نیچہ وہانی تیری

کیا تری شان ہے قربان ہون اے عفو رحیم — آس رکھتا ہے ہر اک فاسق و زانی تیری

اب خرابی مین ترے واسطے پھرتے ہین خراب — جستجو ہمکو ہے اے گنج نہانی تیری

ہین احسان ہر مرے صفحۂ دل پر نقش — ایک تصویر اگر کھینچ سے مانی تیری

صبح تک شام سے کرتی ہے زبان ذکر کمال — نیند آتی ہے کسے سنکے کہانی تیری

شہر خوبان مین نہین آتش مروت کا رواج
تشنہ لب مر جاؤن تو ممکن نہ ہو پانی مجھے

عشق اسکا جان کھوتا ہے برنا و پیر کی
اُس شاہ حسن کو یہ دعا ہے فقیر کی

بیہودہ گفتگو نہین مرد فقیر کی
سیدھی ہے سمجھے تو اگر الٹی کبیر کی

صحرا سے لیچلا ہے ہمین شہر کی طرف
گم ہوگئی ہے عقل جنون سے مشیر کی

بے مانگے بوسہ عاشق مسکین کو دیجیے
سوئے مرے سوال ہے صورت فقیر کی

پیدا کریگا یوسف گم گشتہ جذب عشق
تاثیر آمین بھی ہے دعاے امیر کی

غافل نہ مثل برق ہو شادی سے خندہ زن
باران غم سے ہے گل آدم خمیر کی

زنجیر ہوگئی ہین بدن کو مری رگین
کھینچی ہے ناتوانی نے تصویر اسیر کی

دیوانہ کس کا ہے یہ کے دروازے کا ہے دل
زنجیر مین ہماری صدا ہے فقیر کی

اللہ رے اُس صنم کے بدن کی ملایمت
جامہ ہے جسم کا کہ قبا ہے حریر کی

خاک شہید ناز سے بھی ہولی کھیلیے
رنگ آمین ہے گلال کا بو ہے عبیر کی

دم بند اسکا زمزمون نے سیری کر دیا
آواز بیٹھ بیٹھ گئی ہے صفیر کی

وہ لعل لعل لب ہے مرے شاہ حسن کا
سودے مین جسکے بکتی ہے گدڑی فقیر کی

دیکھا شیر کار نہ دیوانہ کا کوئی
اُس بادشاہ کو نہین حاجت وزیر کی

چھیڑا ہے مین نے جاکے برہمن کو دیر مین
لی ہے قسم بتون سے خداے کبیر کی

جس تودہ مین شریک ہوئی اپنی خاک آہ
حسرت ہی رہ گئی لب معشوق تیر کی

۱۴۵

رہا نہ شبہ ہمیں اوسکے حلقہ ہونے سے
یہ عقدہ ناف نے کھولا کمر ہے تیری

ہوا جو دست رس اسکا بھی پای قاتل تک
حنا بولائیگا شوخی مرا لہو تیری

شب فراق ہیں لے روز وصل تا دم صبح
چراغ ہاتھ میں ہے اور جستجو تیری

ہوا ابر گریہ زنان ہے تو برق خندہ زنان
کسی میں خو ہے ہماری کسی میں خو تیری

یہ چاک جیب کے حق میں دعاے مجنون ہے
نہو وہ دن کہ درستی کرے رفو تیری

کسی طرف سے تو نکلیگا آخر اے شہ حسن
فقیر دیکھتے ہیں راہ کو بکو تیری

چمن میں صبح کو جاکر نہ منھ دکھانا تھا
برنگِ آئینہ حیران آبجو تیری

زمانہ میں کوئی تجھسا نہیں ہے بیعت زبان
رہے گی معرکہ میں **آتش** آبرو تیری

کوچۂ دلبر میں بلبل چمن میں مست ہے
ہر کوئی یان اپنے اپنے پیرہن میں مست ہے

نشۂ دولت سے منعم پیرہن میں مست ہے
مرد مفلس حالتِ رنج و محن میں مست ہے

دور گردون ہے خداوندا کہ یہ دور شراب
دیکھتا ہوں جسکو میں اس انجمن میں مست ہے

آج تک دیکھا نہیں ان آنکھوں نے روے خمار
کون مجھسا گنبد چرخ کہن میں مست ہے

گردش چشم غزالان گردش ساغر ہے یان
خوش رہا ہے اہل وطن دیوانہ پن میں مست ہے

ہے جو حیرانِ صفاے رخ حلب میں آئینہ
بوے زلف یار سے آہوے ختن میں مست ہے

غافل و ہشیار ہیں اوس چشم میگون کے خراب
زندہ زیر پیرہن مردہ کفن میں مست ہے

ایک ساغر دو جہان کے غم کو کرتا ہے غلط
اے خوشا طالع جو شیخ و برہمن میں مست ہے

شمع رو نے مرے اولٹا سر مجلس جو نقاب
ایک پر ایک ہوا سائن محفل بھاری

ناتوانی سے کہان ہرزہ دری کی طاقت
گھر سے دروازہ تلک ہر مجھے منزل بھاری

بار خاطر ہوئی عالم کا سبک باتون سے
زندگانی مین نہو مردہ سے غافل بھاری

مجھے ہر بات مین قرآن دہ اوٹھوا تا ہے
گردن یار مین شاید ہے حائل بھاری

برہ عیر گیا چاندنی کی سیر کو یار
ہو گیا مجھکو ستارہ مہ کامل بھاری

آتش ایسے نہین نظارہ کا پلکا چھٹتا
میری آنکھون کو ہے شاید کہ مرا دل بھاری

واقعہ دل کا جو موزون ہے تو مضمون غم ہے
صفحہ ہر اک مرے دیوان کا صف ماتم ہے

خاکساری سے جھکا ہے سر شوریدہ مرا
وائے بر حال ندامت سے جو گردن خم ہے

دل مین آتا ہے کہ اب اپنے گلے کو کاٹون
نیم جان چھوڑ کے قاتل کو ندامت کم ہے

دل کہین جان کہین چشم کہین گوش کہین
اپنے مجموعہ کا ہر ایک ورق برہم ہے

کسنے دیکھا ہے محبت کی نظر سے اونکو
صف مژگان ہین تاسے زلف سیہ رہم ہے

دل کو آنکھون نے کیا کشتۂ رخسار ملیح
نہ سمجھے تھے ہم اسکو نمک بھی سم ہے

کیا کہون مین کمر یار ہے کیسی نازک
علم الغیب سوا کوئی نہین محرم ہے

زندگانی سے جو تنگ آکے ہے دل گھبراتا
پوچھنے جاتا ہون مُردون سے کہ کیا عالم ہے

کھینچ لاتا ہی جو چل جاتی ہے جذب دل کی
منتظر یار کا ہون آنکھون نہین جبتک دم ہے

زلف و رخ کو ہین چاہیے وہ چھپائے رکھنے
شانہ و آئینہ نا واقف و نا محرم ہے

صفائی قلب سے زیرِ نگین ہین بحر و بر دونون
ملا رتبہ سکندر کا مجھے آئینہ سازی سے

جبین سائی سے ای بت تیری کوچہ کو ہوا رکھے
نہ کھلائے خدا ادس کعبہ کو خالی نمازی سے

بھلایا اسم اعظم کو فسونِ حسنِ لولی نے
فرشتون کی حقیقت کھل گئی عشقِ مجازی سے

پناہ ای پری پیکر ہو قہر سے اللہ کے مانگو
سزا دیتا ہی حاکم آدمی کو طلب سازی سے

ہزارون کشتیِ تن پار اوترے گھاٹ سے اسکے
رہے دریای خون جاری تری تیغ حجازی سے

تنِ مغرور کا میرے پڑی اوپر جو پرچھا نوان
یقین ہے موم تر ما جا آہن کی گدازی سے

رہی ہین بند اک کانِ ملامت کی تصور مین
مزا لوٹا ہے آنکھون نے مری نظارہ بازی سے

شبِ آدینہ بھی آتا نہین گورِ غریبان پر
ہنوز آگہ نہین وہ شمعِ مسکین نوازی سے

کمیتِ خامہ خوش رفتار ہے کس مرتبہ آتش
قدم مین زردے آگے رہا سرپٹ مین تازی سے

گیسوِ مشکین رخِ محبوب تک آنے لگے
چشمۂ خورشید مین بھی سانپ لہرانے لگے

دور کروایا پسینے نے نقابِ گلعذار
قطرۂ شبنم بھی دیوارِ چمن ڈھانے لگے

چال لیلی کی کنارِ جو جو وہ خوش قد چلا
بید مجنون کی طرح سے سرو تھرانے لگے

لیکے دل کو چار بوسون پر دیا اک یار نے
ہمنے یہ سمجھا روپیے کے ہاتھ چار آنے لگے

رنگ لائی چہرۂ گل پر نسیمِ نوبہار
اپنی اپنی زمزمہ سنجِ چمن گانے لگے

ظلم مردون پر کیا مشقِ خرامِ یار نے
ہر قدم پر کاسۂ سر ٹھوکرین کھانے لگے

تو بھی تو ای شعلہ رو اک شب اولٹ منھ کی نقاب
گرد شمعون کے بہت پھرتے ہین پروانے لگے

[illegible]

دیکھتا ہون حسن کے عالم کو مین نور کی ساتھ
مجھکو بھاتی ہے بناگوش صنم گوہر کے ساتھ

میکش عاشق مزاج اے ساقی مہرو ہو نہین
بوسۂ لب کی گزک بھی دے مجھے ساغر کے ساتھ

سبزۂ خط کو دکھا کر تو نے مارا ہے جنھین
حشر اون لوگون کا ہوگا خضر پیغمبر کے ساتھ

پر کترتا ہے مرے صیاد تو کاٹ اس طرح
حسرت پرواز بھی اوڑ جائے بال و پر کے ساتھ

جوہر او سکے اگر دن ای سفاک اسپر پھول دے
لاگ رکھتی ہی مری گردن تری خنجر کے ساتھ

مومن و کافر کا قاتل ہی ترا حسن شباب
آتش افروختہ یکسان ہے خشک و تر کے ساتھ

اسقدر شیرین دہن ہے دلربا ہوتا نہین
شیر دایہ نے پلایا ہے مجھے شکر کے ساتھ

جسقدر نفرت ہے اوس بت کو توکل پیشہ کو
اسقدر ہوگی نہ قارون کو محبت زر کے ساتھ

یہ اشارہ جنبش مژگان سے اوس گرو کی ہے
دم نکلتا ہے سودائی کا اس نشتر کے ساتھ

قدر دیوانہ کی بے ہنگامۂ طفلان نہین
چاہیئے سالار لشکر کو ہے لشکر کے ساتھ

صورت آباد جہان کے حسن کا شیدا ہون
صندل اس بتخانہ مین ملتا ہی درد سر کے ساتھ

جب رولاتا ہی تصور تیری دانتون کا مجھے
تولتا ہون اشک کے قطرون کو مین گوہر کے ساتھ

ہر ہی کا جو کبھی ہوتا ہے آتش اتفاق
نقش صحرا گرد دیتا ہے ہر اک گھر کے ساتھ

اونچا ہوا لاکھ تاڑ سے بھی سرو چار ہاتھ
زینہ بلند ہے ترے قد کا ہزار ہاتھ

کھاتے ہین غوطے رہگذر کوے یار مین
رہتا ہے میری اشکون سے تیرا کئی چار ہاتھ

دامن چھڑا کے جب سے گیا ہے وہ بیوفا
دانتون سے کاٹتا ہون مین بے اختیار ہاتھ

[illegible]

نہ جلائے نہ توگاڑے کوئی ہم کو آتش
مردہ اپنا نہ پڑے کافر و ہندو کے ہاتھ

پاس دل رکھتا ہے منظور نظر ہر آئنہ	نیک و بد سے پیش آتا ہے برابر آئنہ
تب تب پڑھتا ہے اوس قاتل کے منہ پر آئنہ	ٹکڑے ٹکڑے ہوئیگا اک دن مقرر آئنہ
چاند سے مکھڑے کو دکھلا کر چھپاتا ہے قمر	اوس خدا ناترس کو دکھلا کون کیونکر آئنہ
چاند کے اوپر نہین پڑتی کسی صورت سے خاک	منہ تو دکمین میلکے یوسف کے برابر آئنہ
دیکھکر حال زبون کو میرے حیران رہگیا	پاک دل سے بھی تھا ہر چند پتھر آئنہ
ہوگئے اوس شمشیر ابرو کے مقابل ریچکا	ایسا کیا پینے ہوے ہے خود دکہتر آئنہ
آنکھ بھر کر اکدن دیکھا نہ روے صاف یار	مین وہ مفلس ہون نہین جسکو میسر آئنہ
بخدو بصورت کوئی بھاتا نہین حیران ہون	جیسے صورت آشنا ہوتا ہے کیونکر آئنہ
روبرو سے یار ہوتے ہی زبان ہوتی ہے بند	کس طرح طوطی کو کرتا ہے سخنور آئنہ
اب زمین پہ پاؤن بھی رکھکر نہین چلتا ہے یار	کرچکا آراستہ اوسکو مقرر آئنہ
یہ نہین ہو وہ لے قمری اگر نا سرو کا	آبجو اوسکو دکھاتی ہے مفرد آئنہ

ہر زہ گوئی سے تری حیرت ہوئی آتش خموش
خود پسندی تا کجا اب طاق پہ دھر آئنہ

معشوق ہین کوئی حسین سے زیادہ	مشتاق ہین کس ماہ کے انجم سے زیادہ
کیا کہئے ترے عاشق بیتاب ہین کتنے	ذرون سے زیادہ ہین یہ انجم سے زیادہ

ہر اک حلقہ مین ہو سو سو دل عاشق کی گنجایش
خدا جمعیت خاطر دے اوس زلف پریشان کو

نہین تیرے کرم کو قید کچھ اعلیٰ و ادنیٰ کی
سکندر تشنہ رہجائے پیئے خضر آب حیوان کو

تری درگاہ کے ذرے سے جب سامنا ہوتا
حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین مہر تابان کو

دل دیوانہ کو میرے پھنسا کر تیرے زلفون مین
دکھایا خانۂ زنجیر مین مجنون سے مہمان کو

نگاہ ہو نگا اون آنکھون سے ہی ترچھا پن وہی ابتک
وہی کاوش وہی دل سے خلش رہتا ہو مژگان کو

فغان کرتا ہون جب اندام مین رعشہ سا ہوتا ہے
دل دیوانہ کا نالہ ہلا دیتا ہے زندان کو

فراق یار مین گریہ کا ضبط آتش نہین بہتر
بخار دل نکلنے دو برس لینے دو باران کو

کرینگے جمع معنی نظم اجزائے پریشان کو
سنبھلے ہین بہت کھینچینگے صحاف اپنے دیوان کو

فقیری سلطنت ہے خاکسار کوی جانان کو
مبارک جام ہو جمشید کو خاتم سلیمان کو

مذاق اوسکو ہے جو چوسے لب شیرین جانان کو
دماغ اوسکا ہے جو سونگھے کسی سیب زنخدان کو

خم ابرو سے قاتل پھر گیا ہے اپنی آنکھون مین
لیا ہے بوسہ دیکھا ہے جو ہمنے تیغ عریان کو

تمہارے چہرۂ پرنور کے بیداغ ہونے نے
نظر سے اپنی آنکھون کے گرایا ماہ تابان کو

ہوا ہے یار جو سیر چمن مین ساتھ ساتھ اپنے
کبھی گل کی طرف دیکھا ہوگا ہے وہی خندان کو

غم الفت کو کتنا ہی نگلیے دل نہین بھرتا
یہ وہ نعمت ہے بھوکا رکھتی ہے جو اپنے مہمان کو

اونھین سے جو ہری فریاد کرکے اونکی ذہن
پسے جاتے ہین موتی پیستے ہین جب وہ دندان کو

محبت کی نگہ سے لطف ہر اک رنگ مین پایا
تماشا تھا جو دیکھا چشم بلبل سے گلستان کو

شبنم کی طرح سے کوئی گریان ہزار ہو
گلگشت کا جو پھول جو آ جاے سبب پہ
سرمہ سمجھی جو کہ تری گرد راہ کو
آشوب ہو اوس آنکھ کو اندر غبار پہ
بیزار زندگی سے ہوں پہ شوق مرگ میں
ڈھونڈھوں چراغ لیکے جو پیدا مزار ہو
لازم نہیں ہے وصل کی شب مین نہیں نہیں
ایسا نہ غیر سے بھی جو نا گوار ہو
آتش ہو دل شکستہ نہ تیم سخن چین اگر کبھی
اپنا کلام معجزۂ ذو الفقار ہو

اوس رنگ گلی کی چین جبین میں نہ تھی کبھی
سیماب ہو آگ میں نہ کبھی بیقرار ہو
دھوکا جو تم سے آتش رخسار کا کھاے
حاصل اوسے نگین کی سوا اعتبار ہو
ورد زبان نام ترا جسکو ای صنم
برسات میں آگ ابر بہاروں کا کبار ہو
[illegible]

حقیقت ہم سے پوچھے کوئی اس عشق مجازی کی	بہت دیکھا ہی تصویر گلی کی رنگ و روغن کو
یہ قصر یار کو پیغام دینا اے صبا میرا	نگاہیں ڈھونڈتی ہین تیری دیوار ونکی روزن کو

جیسے ہو غش میں کیا مردنی آتش آنکھ کو کھولو
خبر کے واسطے اوس بت نی بھیجا ہی برہمن کو

حاضر ہین ہم جو معرکہ کارزار ہو	مریخ فیل مست کی اوپر سوار ہو
رسوا نہ نالے کرکے دل بیقرار ہو	بد تر ہے عشق عیب سے جب آشکار ہو
رنگ حنا سے سرخ کف دست یار ہو	خون شہید مہر و وفا سازوار ہو
یارب اسیر زلف دل داغدار ہو	طاؤس دام ابر سیہ کا شکار ہو
زاہد فریب نرگس جادوے یار ہو	بیمار ہو وہی کہ جو پرہیزگار ہو
کج رکھکے وہ کلاہ جو چڑھتی ہین اب پہ	گردن پر اونکی خون ہمارا سوار ہو
مست شراب عشق کب آتی ہین ہوش مین	یہ نشہ وہ نہیں ہے کہ جسکو خمار ہو
اولٹی ہوا زمانہ مین چلتی ہے چاہیے	اوس گلبدن کو میری طرح خار خار ہو
پنہان دہن جو ہے تو رہی کچھ غرض نہیں	بوسہ کی واسطے لب یار آشکار ہو
ای آفتاب حسن یہ حسرت ہے تو مری	ہر ذرہ میری خاک کا تجھپر نثار ہو
بلبل کو مول لیکے جو آ کرون چمن	کوچہ مین یار کے جو مرا اختیار ہو
دست جنون سے زلف کی سودے مین چاہیے	پیراہن حیات مرا تار تار ہو
کب سے دل و جگر ہین نشانہ بنے ہوئے	دیکھو کدھر سے تیر نگہ کا گذار ہو

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حلقۂ زلف سے وہ چہرۂ روشن نظر آئے	ظلمت شام میں بھی نور سحر پیدا ہو

میرے اشعار گل اندام پڑھیں اے آتش
فکر رنگیں میں مرے رنگ اثر پیدا ہو

ٹھوکریں مار کے مردونکو جلاتے چلو	رشک سے خاک میں زندونکو ملاتے چلو
اونکی پازیب کی جھنکار سے آتی ہے صدا	فتنۂ حشر کو بدخواب جگاتے چلو
باغ میں آئے ہو ساتھ اونکی بھی پھر لو دو گام	کبک طاؤس کا جھگڑا ہے چکاتے چلو
برق شمشیر کی اچھی نہیں چالیں چلنیں	راہ کو کاہی جادہ کو جلاتے چلو
سائل بوسہ کو منہ پھیر کے کہتا ہے وہ شوخ	نیک طینت ہو تو بدذاتی پہ آتے چلو
گر پڑتی ہیں کنوین اور گڑھوں میں رہگیر	ذقن و ناف کی عالم کو دکھاتے چلو
دو قدم ساتھ جو چلتا ہوں تو گریاں آگے	یہی فرماتے ہیں ہنس ہنس کے ہنساتے چلو
گوشمالی دو نہ گلگشت میں گل کو پیارے	طفل غنچہ ہے غریب اسکو ڈراتے چلو
پر مشقت ہے رہ عشق نہ طے ہو دو گام	کوسوں دریا جو پسینے کے بہاتے چلو
منہ چھپا کر یہ نکلنا ہے تمہارا اندھیر	رہ نشیں عاشقوں کو راہ بتاتے چلو
مشق رفتار کرو گرم روی کی نہ سہی	کون سی چال ہے یہ آگ لگاتے چلو
بھاگ کر عاشق شیدا سے کہاں جاؤ گے	قدم آہستہ رکھو ٹھوکریں کھاتے چلو
اپنے ہاتھوں سے نہ اندھوں کا گلا کٹواؤ	یوں چلو پاؤں کی آواز سناتے چلو
کوچۂ معشوق میں سے اے عاشقو جاتے ہو تو جاؤ	یہ شگون نیک نہیں خاک اڑاتے چلو

[illegible]

[illegible]

ہو نہ جس سر کو ترا سودا الہی سر پہ خاک
کار مردانہ کرے کوئی کسی کا نام
کام وہ کرتے ہو تم جسمین کسی کا کام
نقرئی دیوار و در ہو وین طلائی بام

ہی یہی اپنی دعا زلف سیاہ یار کو
حسن کا شہرہ ہو چکا خاک مین ملیو ای عشق
چال وہ چلتی ہو دل بستی ہین جسپر ہر قدم
کچھ نہ تکلف چاہیے دولت سرا آگے یار مین

راز ہی سن لو ای تمسے کہے رکھتی ہین ہم
انجمن مین بات خلوت کی نہ آتش عام ہو

تا صبح مینے منہ نہ لگایا شراب کو
عاشق نگاہِ بد سے جو دیکھین نقاب کو
آنکھونکے سامنے سے ہٹاؤ حجاب کو
کھا جائی بے نمک کی جو کچی کباب کو
ڈی آبرو کرینگے یہ دُرِ خوشاب کو
ذرہ بھی دیکھ لین گی رُخِ آفتاب کو
غش سنکے ہمکو یار نے بھیجا گلاب کو
رُخِ یار کو ملا ہی نہ پشت آفتاب کو
لکھا ہی مینے خط مین نہ لکھنا جواب کو
ہوگا وہ مست جو کہ پیے گا شراب کو
آنکھونمین اپنے بیٹے جو دیکھا ہی خواب کو

دیا ساری رات جلایا شراب کو
کھلجای پردہ آپ کی حسن و جمال کا
امیدوار ہین نگہ لطف کی کھڑے
ترک فراق یار ہی وہ ترک بد مذاق
دندان یار کھلتے ہین ہنسنی مین بیشتر
سنتے ہین روز حشر کو منہ ہوگا اسطرف
کچھ کچھ اثر تو ہو لے لگا جذب عشق کا
اسکا جواب ہی نہ تو اوسکا جواب ہی
قاصد کی ہاتھ آنے سے رشک آئیگا مجھی
دلکو رہین گی جوش محبت سے ولولے
فرقت مین یار کی ہی بھرا ایسی کر نمک

[illegible]

نشہ زر ہے ہمیں گر شربت دینار کو
سیر بیرون و درون ہے روزنِ دیوار کو
بند آنکھوں کو کیا کھولا درِ گلزار کو
ہڈیاں خمرون کی پہنائیں گلے کے ہار کو
سرو و سنبل نے دکھایا ریسمان و دار کو
شرع میں عیسیٰ نے بھایا نہ ہی آزار کو
لعل قسمت میں نہیں کاٹا گرے کہسار کو
کور مادر زاد دیکھیں گے تیرے دیدار کو

رنگ شربت ہیں ہم خمخانۂ افلاک میں
ہر سی شیشۂ ضمیر ن کی بنی ہے یہ مگر
سہرے نگین کی دکھلائی تصویر نے بہار
جوش وحشت میں کیا ہے گریبان چاک
یارب سمجھا گلوں کو میں گنہگار و نکی سیر
وقت آخر عشقِ پنہان یار پر ظاہر ہوا
لب بلب فرہاد کو شیریں سے ہونا ہے محال
حسن کی جلوے سے روشن ہونگی آنکھوں کے چراغ

بھر گیا آنکھوں میں آتش گور غیرہ کا گڑھا
خاک اوڑائی میں نے جب سوچا مآل کار کو

عصا مجھکو دیا پہلے جلایا دست موسا کو
ثواب ہو رہا یوسف کو دیا ہے زلیخا کو
اگر جلوہ دکھاتا ہے تو توڑا ہے بدمستی میں مینا کو
نہیں دیکھا ہے خالی بخیہ ہر جا انہی دریا کو
حصارِ عافیت گرداب نے سمجھا ہے دریا کو
ہوائے باغِ جنت زندہ کر دیتی ہے موتا کو
پڑھایا روز بسم اللہ علمِ عشق ملا کو

جو نعمت عشق کی چاہی تو راحت جان اپنا کو
وہ منصف ہوں اگر میں نے کیا ختم کلام اللہ
خدا جانے کہ ہوگا حال کیا ہم بادہ نوشوں کا
حنا کے بجز خوبی تیری دست و پا میں لازم ہے
شب و روز اسکو رقص شادمانی میں پایا
دلِ پژمردہ ہوتا ہے شگفتہ کوئی جانا نہیں
کیا اوستاد کو شاگرد اوس طفلِ پریرو نے

یارب آغازِ محبت کا بخیر انجام ہو

غش سی آنکھیں کھولکر دیکھو جو زلف یار کو	روز صحت کا شب تاریک ہو بیمار کو
آسمان پر حسن نی پہونچا دیا دلدار کو	دھوپ پہ کو کیا سوبج کیا رخسار کو
چیر کر پہلو کیا قاتل کے خنجر نے کرم	اپنے گھر میں آیا مہمان توڑ کر دیوار کو
سلسلہ اپنا رخ محبوب تک پہونچا دیا	زلف نی شیرازۂ مصحف کیا زنار کو
شہد پروانہ میں اکثر جلائی ہمنی شمع	نام بلبل پر لٹایا بارہا گلزار کو
کسکے جا ابرو کے نظارہ نی دم پھڑکا دیا	درمیان پاتا ہون دلکو جا سو تلوار کو
پرزے اوڑتا ہی دل صیاد پر نالہ کر سکتے	باغبان قینچی سمجھتا ہے مری منقار کو
ڈالتا ہی عاشقو پر آپ کی رغبت کی آنکھہ	آنکھہ دکھلاؤ تم اپنے روزن دیوار کو
درد دل نی پردہ اپنی لاغری کا رکھہ لیا	تار قانون کر دیا نالون نی جسم زار کو
جا رہی دنیا نر کھا بلبل و گل کا نشان	کھا گئی صیاد و گلچین کی نظر گلزار کو
خواب میں بھی دیکھنے سے یار کی گھٹتا ہی ناز	فتنۂ بیدار کہیے دیدۂ بیدار کو
حلقہ اپنی بزم کا الفت سی خالی نہیں	شمع روشن کی تو پنیوتا مرغ آتش خوار کو
دشمنون کو جان کر دل کی طرح رکھا عزیز	گرگ کو پالا بغل میں آستین میں مار کو

سرکشی نی پائی آتش خاکساری سی شکست
فضل سے اللہ کے توڑا بت پندار کو

دوست رکھتی ہین جوانمرد اہل جوہر یار کو	قول کر زر سے سپاہی لیتے ہین تلوار کو
صاف یون کرتا ہی شانہ موی جعد یار کو	جنتری میں کھینچتے ہیں جسطرح سے تار کو

[illegible]

سوز دل میری طرح سے نہ بیان ہوویگا
کوہ غم ٹوٹنے پر آہ ہی بیان کم ظرفی
سامنے آ ہی گیا لشکر اندوہ و ملال
آخر کار تہ خاک ہی مسکن سب کا
مین تو شاعر نہین عاشق ہون مجھے کیا ڈر ہے
رنگ اوڑ جائیگا رخسارۂ نافرمان سے
اوسکا افسانہ دکھاویگا مجھی خواب عدم
انتظار ملک الموت مین بیدار ہون نہین
آج تک آہ کی کوڑو سے بدن نیلا ہے
کمر یار کا مضمون نہین بند ہو سکنے کا
اہل اسلام ہون غیبت نہین شیوا میرا

شمع کافوری کو بھی چرب زبان کرنے دو
شہد سے کاسۂ چینی کو فغان کرنے دو
اشک سیدھی مری آنکھون کو نشان کرنے دو
اہل دولت کو بلند آج مکان کرنے دو
کاکل یار پر افعی کا گمان کرنے دو
باغ مین تم مری آہون کو دھوان کرنے دو
کمر یار نزاکت کو نہان کرنے دو
بخت خفتہ کو مرے خواب گران کرنے دو
آسمان کو مجھے رسوای جہان کرنے دو
ہو شگافون کو رگ گل کا گمان کرنے دو
میرے دشمن کو مری عیب عیان کرنے دو

چھوٹ بہنے دو اسے ہین یار کے آگے آتش
دل کا احوال بھی آنکھون کو بیان کرنے دو

جور و جفاے یار سے رنج و محن نہو
شادی نہین قبول مجھے غم قبول ہے
دیکھون تو تا کجا نہین ہوتا ہے آرام تو
رو اسقدر کہ آبروے ابر تر رہے

دل پر ہجوم غم ہو جبین پر شکن نہو
میری خوشی سے تنگ مرا پیرہن نہو
انسان ہی آخر ای بت وحشی ہرن نہو
آشنا نہ ہنس کہ برق کبھی خندہ زن نہو

١٣١

آتش

[illegible]

١٣٠

تماشا دیکھتا ہون گھر مین بیٹھے ہفت کشور کا
بنایا ہے مرا دل توڑ کر جام جہان بین کو

تکلف سے مبرا ہے مزاج عاشق شیدا
نہ دیکھا قمریونکی گردنون مین طوق زرین کو

نئی ہر سال سرکار جنون سے داغ ملتے ہین
بہار گل کیا کرتی ہے جاری تازہ آئین کو

نہ گھبر اسقدر شام شب فرقت سحر ہوگی
دعا تو مانگ غافل مستعد اختر ہے آمین کو

عدم پہونچائیگا شوق اوس کمر کا مجکو ہستی سے
سمجھتا ہون گڑھے مین گور کی گام نخستین کو

سوار اسپ آلگون قبا تجکو اگر دیکھین
منجم منزل مریخ سمجھین خانۂ زین کو

پری سے چہرہ پہ لہرا کی سو سو بار آتی ہے
ہوئے ہے آج گل سودا تمھاری زلف مشکین کو

تمھین دیکھے تو مجنون سے سوا لیلی ہو دیوانی
تمھاری دلفریبی چھین لے خسرو سے شیرین کو

سوارین کھائینگی سبزہ خاک کے ذرے
موا ہون دیکھکر اک آفتاب خانۂ زین کو

حسینوکو ہے لازم رحم اپنے عشقبازون پر
رعیت پر عنایت چاہیے کرنی سلاطین کو

ہماری قبر ہو مشق خرام ناز کی تختی
قلم کی چال دکھلوا دے اون پائے نگارین کو

بشر کو بعد نعمت کے ہوتی قدر نعمت کی
غنیمت جانتا ہے لنگ پائے چوبین کو

ہمارے یار کی رہتی ہے جنگ گرہی آتش
نہین کچھ دخل اس قصہ مین عقل مصلحت بین کو

لپٹ کر یار سے چوما نہایت روئے رنگین کو
چمن مین توڑتی دیکھا جو مین نے پھول گلچین کو

ہمارے کاسۂ سر راہ افتادہ ہے مدت سے
خدا توفیق دے ٹھوکر کی اون پائے نگارین کو

تمھاری زلف کی ہر سو کو ہین اک اژدہا کہتے
سزا دلوائیے ان شاعران ناتوان بین کو

اپنے اشکونکی جو غلطانی دکھاؤ نہین آوے
گوہر غلطان کی نیسان سے صدق سائل نہو

کنج تنہائی مین بیمنے زندگی کی ہی بسر
گو رہی میری کسی کی گور کی شامل نہو

دام مین صیاد نے کھینچا انھین اچھا کیا
باغ ہی کچھ بلبل و قمری کی یہ محفل نہو

حشر تک زیر زمین تڑپا کریگا گور مین
کشتۂ ابرو ہے آتش تیغ کا بسمل نہو

کیا بادۂ گلگون سے مسرور کیا دل کو
آباد رکھے داتا ساقی تری محفل کو

مشتاق جو ہوتا ہون کعبہ کی زیارت کا
آنکھین پھری جاتی ہین طوف حرم دل کو

توڑے دل عاشق کو وہ بت تو عجب کیا ہے
کافر ہی سمجھتا ہی کیا کعبہ کی منزل کو

نظارۂ صورت سے معنی کا خیال آیا
لیلی کے ہوئے مجنون ہم دیکھکے محمل کو

آب دم تیغ آب انگو رہے اے قاتل
مستونکی طرح پاتا ہون رقص مین بسمل کو

رخ سے جو نقاب اپنے وہ آئینہ رو اولٹے
حیران ہو بیخود ہو سکتا سا ہو محفل کو

سودائیونکی تیری روح آئی ہے قالب مین
اے زلف سیہ سنکر آواز سلاسل کو

بیوجہ نہین اپنے اوڑنے کو یہ بھولا ہے
رخ کا ترے تل سمجھا کافور نے فلفل کو

کشتہ نہو دل کیونکر اللہ نے بھیجا ہے
شمشیر سے دو ابرو دیکر مری قاتل کو

تاخیر نکر کوئی محبوب کے چلنے مین
کھوتی نہین کرتی ہین فردوس کی منزل کو

بے طرح پھنسا ہے تو اوس زلف کے پھندے مین
اللہ کرے آسان اے دل تری مشکل کو

جو چاہے سو مانگ آتش درگاہ الہی سے
محروم کبھی پھرتے دیکھا نہین سائل کو

١٢٩

یار آنکھ بھی چرائے تو ثابت نکر سکیں
چوری کا بادشاہ گواہ پر گمان نہو

اے آسمان ہمنو نہیں ہمکو چاہیے
بعدِ فنا مزار کا اپنے نشان نہو

بلبل ہزار ذبح ہوں ٹوٹے نہ ایک گل
صیاد ہو چمن میں مگر باغبان نہو

گلزار لطف و خلق شگفتہ رہے مدام
اس باغ کی بہار الٰہی خزان نہو

عاشق تری گلی میں بہت خاک اوڑاتے ہیں
اس سر زمین کی گرد کہیں آسمان نہو

دیر و حرم میں شیخ و برہمن رہیں خراب
ملتا ہے وہ کہاں کہیں جسکا مکان نہو

سبزہ پہ اوس فرقن کی نگہ جا کے رہ گئی
سچ کہتے ہیں کہ گھاس کے نیچے کنوان نہو

نالوں کی بحث کا کسے آتش دماغ ہے
یا ہم نہو ویں یا جرسِ کاروان نہو

حلقۂ دام میں وہ نرگسِ فتان مجکو
چار دیوار قفس ہیں صفِ مژگان مجکو

دور کر چہرۂ روشن سے نقاب اے محبوب
داغ دیتا ہے چراغ تہِ دامان مجکو

شادی وصل میں جامہ سے ہو باہر دونوں
میں برہنہ اوسے دیکھوں تو وہ عریان مجکو

دیکھ لوں پھاڑ کے آئینہ میں آدستے جو ان
رہنے دو زیب جیب دے چاک گریبان مجکو

خاک میں ملکے بھی لپٹونگا ترے دامن سے
اپنے کوچہ کی سمجھ گرد پریشان مجکو

یادِ رخسار کتابی جو رہا کرتی ہے
دل سمجھتا ہے مرا حافظِ قران مجکو

پھر نکلو نہیں چمن سے جو صبا تیری طرح
غنچۂ گل ہوں کبھی دیکھ کے خندان مجکو

لبِ معشوق کی سرخی ہو نہیں اوس میں سنتا
لعل کو دیکھنے جاتا ہے بدخشان مجکو

صاف ہو ہر چند بر باطن ازغل نہو
کج نما آئینہ ہم ہرگز دیدے کے قابل نہو
روے زیبا کا کسی محبوب کے مائل نہو
دل تو دینا سہل ہے پھر جان کی مشکل نہو
یار تو بھولا کرے غازی ہے اے کا بل شوق یاد
دوست تو غافل ہو اوہ ہم کہیں غافل نہو

جوشِ وحشت مین جو روتا ہون کبھی دل کھولکر	زرد ہو جاتا ہے کیسا ہی بیابان سبز ہو
شیر کی آواز پیدا ہووے گی نالہ مین	میرے مدفن کی جو مٹی سے نیستان سبز ہو

حسنِ سبز یار سے ممکن نہین آتش فروغ
رنگ پیدا کرے گو شمعِ شبستان سبز ہو

ترے سوا کوئی ترکیب دل پسند نہو	جو برق طور بھی چمکے تو آنکھ بند نہو
نکلتی ہی نہین آئینہ خانہ سے باہر	غرورِ حسن ہے اتنا بھی خود پسند نہو
گلے مین یار کے پڑنیکا ہاتھ ہے مشتاق	کسی غزال کی گردن کی یہ کمند نہو
غرور کھوتی ہے تعلیم خاکسارون کی	اوگے جو سرو مری خاک سے بلند نہو
گوارا یان دلِ دشمن کی بھی شکست نہین	ہماری کفش سے موذی کو بھی گزند نہو
زیادہ بوسے سے دشنام مین حلاوت ہے	وہ زہر ہے یہ کہ جس سے لذیذ قند نہو
لبون سے جان نکلنے دے ٹھہر جا قاتل	ہماری روح سے آگے ترا سمند نہو
جو روئی حال پہ اپنے وہ کیا کسی کو ہنسے	وہ دل دکھائے کسیکا جو دردمند نہو
ہزارون دیدۂ بدبین تو اک نگاہ ہے پاک	غضب ہی ہو جو تری بزم مین سپند نہو
برابر اوسکے کھڑا ہو کے سرو اکڑتا ہے	الٰہی قد بھی کسی کا بہت بلند نہو

زبان وہ گنگ ہو جس سے نہ آفرین نکلے
وہ گوش کر ہو جو آتش سخن پسند نہو

کیجیے ثابت دہانِ روئے رشکِ ماہ کو	کان مدت سے سنا کرتے ہین اس افواہ کو

حسن تکلیف لب بام او سحر کرتا ہے
برہمن آنکھونکو ملتا ہی جو پای بت پر
ٹھوکرین کھاینگے دل جانین نکل جاوینگی
غیر سے یار سوا تشنۂ خون ہی میرا
متصل نالونکی آواز چلی آتی ہے
کر دیا ہی یہ حوادث نی دل عالم سرد
نام سنتا ہون جو مین گور کی اندھیارکا
گور مین ساتھ لیے جاینگے اپنی ہم اسے
بسطرح جوش مین سیلاب ہر اشک آیا ہی
چمن دہر مین وہ سبزۂ خوابیدہ ہون
باغبان خاطر بلبل نہ شکستہ ہووے

شرم سمجھاتی ہی سایہ پس دیوار نہو
رشک آتا ہی مجھے سنگ در یار نہو
یار کی چال ہی یہ کبک کی رفتار نہو
دشمن و دوست کی آنکھونمین کوئی خوار نہو
جسم خاکی قفس مرغ گرفتار نہو
آتش حسن سی بھی گرمی بازار نہو
دل دھڑکتا ہی جدائی کی شب تار نہو
نہین ہوتا ہی کوئی دل کا خریدار نہو
چار دیوار عناصر کہین مسمار نہو
باغ جنت کی ہوا سی بھی جو بیدار نہو
دل بیمار ہے یہ نرگس بیمار نہو

ترک الفت کا ارادہ نکر آتش زنہار
دل سی بیزار تو ہے جان سے بیزار نہو

سرو بستان تجسم گوای باد صر خشک ہو
خون ہوا جاتا ہی دل کیا دیدۂ تر خشک ہو
ٹھنڈھی سانسونمین اثر ہی یان ہوا بر کا
بھیک سے بدتر دعا بھی مانگنا انسان کو ہی

غیر ممکن ہی ہمارا مصرع تر خشک ہو
روز تانکی ٹوٹتی ہین زخم کیونکر خشک ہو
سر دھون آتشکدے خون سمندر خشک ہو
ہاتھ آئی طلب تا چہ مین گر خشک ہو

کس توقع پہ بھلا اس [illegible] خشک ہو
چشمۂ حیوان دہن ہی [illegible] چاہ عمیق
گلشن جنت ہو زندان ہو [illegible] خشک ہو
داخل فردوس ہو آتش [illegible]
ارغوان زار شفق [illegible] خشک ہو
سرو کا کانٹا اگر [illegible] خشک ہو
استخوان کا میرے ہون [illegible]
سبز ہو جا کر جو بوسہ [illegible] خشک ہو
باغ ویرانی میں [illegible] یار و قرین
لب تشنہ جو دین اگر سارا سمندر خشک ہو
چار دن مین اسی سارا باغ ویران کردیا
یا الٰہی دست گلچین سے شجر خشک ہو
وہ شجر ہو نہین جو نا بستان مین [illegible]
موسم سرما مین پانی سے [illegible] خشک ہو
حسرت آب بقا کا نقش دل پر سے مٹا
گور مین ایسا نہو حلق ای سکندر خشک ہو
[illegible]

۱۲۶

[illegible]

صنم پرستی کو زاہد روا رکھے نہ رکھے
گلہ نہیں ہے جو صوفی شراب خوار نہو

کبھی کبھی جو دکھا آئے روی رنگین تو
خزان میں مرغ چمن کو غم بہار نہو

فراق یار میں احوال کیا کہوں اپنا
دل دو نیم نہو جان بیقرار نہو

کمال موت کا مشتاق ہی دل بیمار
خزان کا باغ میں نرگس کا انتظار نہو

بہت اسیر دل ہمت بلند رکھتا ہی
غم فراق کہیں شیر کا شکار نہو

ہر رنگ سایہ گذر شاہ راہ ہستی ہے
کسی کے دوش کا **آتش** جنازہ بار نہو

دھیان اوس کاکل مشکیں کا جو آیا مجکو
خواب میں آ کے سیاہی نے دبایا مجکو

نہ سنا تھا سو وہ کانوں نے سنایا مجکو
جو نہ دیکھا تھا ان آنکھوں نے دکھایا مجکو

شکر صد شکر تعلق نہوا دل کو کہیں
یار و اغیار کے جھگڑے سے چھڑایا مجکو

واشد دل کے لیے باغ میں آ نکلا تھا
یار بن غنچوں نے ہنس ہنس کے رولایا مجکو

طور پر حضرت موسیٰ نے تجلی دیکھی
بام پر یار نے دیدار دکھایا مجکو

اوس پریرو کے جو گیسو کا ہوا سودائی
میں نے جانا کہ یہ دل پیچ میں لایا مجکو

جان بھی نکلی دم نزع تو آسانی سے
کار مشکل کوئی درپیش نہ آیا مجکو

فکر اشعار میں کاٹی شب تاریک فراق
رات بھر صبح کے مضمون نے جگایا مجکو

بعد مردن بھی دکھا دیگی شجاعت جوہر
شیر ماریگا جو روباہ نے کھایا مجکو

جوش وحشت میں جو اوکتا کے کبھی اوٹھ بھاگا
سیکڑوں کوس غزالوں نے بسایا مجکو

شوق نامہ مین لکھا ہی یار کو مکتوب شوق
آرزوئ وصل کا تا مدعا معلوم ہو
اژدہا فرعون کو موسیٰ کا عصا معلوم ہو
چشم حوران بہشتی ہی وہ دغا معلوم ہو
دام مین لایا ہی آتش سبزۂ خط بتان
قسمت کا لکھا معلوم ہو
[illegible]

عالم حسن جوانی قدرت اللہ ہے
سبزۂ خط نے کیا تڑ مژدہ دل کو بیقرار
نیم جانون کی تڑپنے نے بڑا دھوکا دیا
جان کھوئی حسرت آب دم شمشیر مین
ہجر کی شب کی مصیبت کسطرح تحریر ہو
تشنۂ خون دل بیتاب ہین چشمان تر
گو رہے سبھی آسمان اوس گل کو لائیگا نہین
پہنکر پوشاک سرخ آیا جو تو بالای بام
پست فطرت کو ہمیشہ سر بلندی سے لاگ
امن مین رکھتی ہی جو رہے سی وارفتگی
کیا نفاق انگیز ہمجنسان ہوائے دہر ہے

چودھوین شب کو کوئی دیکھی صورت مہتاب کو
زندہ کرتی ہے یہ بوئی کشتۂ سیماب کو
کوچۂ قاتل مین سمجھا مسلخ قصاب کو
طے کیا ہمت نے میری منزل بی آب کو
جمع کر سکتا نہین کوئی پریشان خواب کو
بیشتر مرطوب خلقت کھاتی ہین سیماب کو
خون بہا دیتے کبھی دیکھا نہین قصاب کو
راہ رو سمجھی شفق مین مہر عالمتاب کو
زلزلہ ڈھاتا ہی دیوار و در و محراب کو
منزل رہزن مین اندیشہ نہین سیلاب کو
نیند اوڑجاتی ہی سننے سی نفیر خواب کو

روز و شب رویا مین آتش رفتگان کی یاد مین
عمر بھر آنکھین نہ بھولین صورت احباب کو

دوست ہی جب دشمن جان ہو تو کیا معلوم ہو
سہ گیا ہی اسقدر رنگ زمانہ چاہیے
آنکھہ پاتی ہی خیال یار کی دل مین راہ
عاشقون سی پوچھیے خوبی لب جان بخش کی

آدمی کو کسطرح اپنی قضا معلوم ہو
آئینہ مین بھی نہ صورت آشنا معلوم ہو
دل ہی رہتا ہی مکان جسکا پتا معلوم ہو
جوہری کو قدر لعل بی بہا معلوم ہو

[illegible]

خشت رکھکر زیر سر سوتا ہی خاک گور پر | صاحب مسند ہو تو یا صاحب سجادہ ہو
خار بیدا ہون نہ جب جاے گل شگفتہ ہون وہین | آسمان اوسکو بنادون جو زمین افتادہ ہو
فرش سبزہ پر لب جو مجکو پینی ہی شراب | خیمۂ ابر سیہ ہو آسمان استادہ ہو
بے ادب وادی مین اپنے پانون رکھ سکتے نہین | خار رہ نقش قلم ہو مار رہزن جادہ ہو
چھین کر شمشیر قاتل سے رگڑتا ہون گلو | جان سے وا ہے نہ تنگ اتنا کوئی دلدادہ ہو
روسیہ دشمن عبث کرتا ہے میری پیروی | بندۂ زنگی بناوٹ سے نہ صاحبزادہ ہو

پانون رکھتا ہے جو آتش کوچۂ جلاد مین
زندگی سے ہاتھ دھوکر مرگ کا آمادہ ہو

بہ رنگ آئنہ یان رہ نہین عشق مجازی کو | صفائے قلب نے حاصل کیا ہے پاکبازی کو
ہماری خاک کو اے شہسوار عرش دکھلایا | خدا ہمت زیادہ دے تمہاری ترکتازی کو
مآل کار ہے دعوی باطل کا پشیمانی | خدا سے ہے جو سیکھو طریق کارسازی کو
جلا کرتی ہے گھل گھل کر ہمیشہ شمع کافوری | یہ کس گورے بدن کی آہ سے دیکھا ہے گدازی کو
نہین غم تیغ ابروے صنم سے قتل ہونے کا | شہادت بھی ہے منزل فتح کی ہر مرد غازی کو
فزون کعبہ سے بھی سجدہ طلب محراب ابرو ہے | جھکائے پڑتی ہے گردن نمازی بے نمازی کو
بتون نے کج ادائی کی تو کیا شکوہ نہین اوسکا | خدا بھی کام فرماتا ہے ہمسے بے نیازی کو
خیال زلف مشکین روح کو قالب مین آفت ہے | مکان تنگ مین گھوڑا فصد ہے اسپ تازی کو
دلاوین یاد خورشید قیامت کو وہ رخسار سے | بھلا دے زلف شبگون روز محشر کی درازی کو

۱۲۲

رات بھر آنکھونکو اس امید پر رکھتا ہون بند
خواب مین شاید کہ دیکھون طالع بیدار کو
بھول جاوے عالم اپنی چال کا طاؤس مست
نشۂ مے مین اگر دیکھے تری رفتار کو
غنچۂ گل کو یہ نسبت ہے دہان تنگ سے
جس طرح تشبیہ غنچہ کی دہن سے غار کو

عالم

[illegible] (۳)

کہون کیونکر نہ اونکو لوگ کہتے وہ رخسارے
اندھیرے مین اوجالا چاندنی سی وہ چند کرتی ہین

ہمیشہ رہتی ہی اصلاح یان رنگین خیالونکی
پھٹی پڑتی گل و لالہ کے ہم پیوند کرتی ہین

ارادہ ہی گریبان پھاڑ کر لون راہ صحرا کی
نصیحت سی مجھی دیوانہ دانشمند کرتی ہین

کھڑی رہتی ہین در پر اونکی مشتاق انکی صورت کے
توجہ سی دل درویش وہ خورسند کرتی ہین

دل بیتاب کو عاشق کی رکھتی ہین شکنجے مین
ستم ای کج کلہ تیری قبا کی بند کرتی ہین

تمہاری شربت دیدار کی لذت نہین پاتے
ہزارے آب مین آمیزش گلاب او قند کرتی ہین

کھلا دی جاتی ہی مضمون لب تہ باندھ لینے سے
پسر کو غیر کے بھی لاولد فرزند کرتی ہین

زبان سے جو کہ دی تصدیق کی کھائی نہین جاتی
دقصور او قسم کو ہم تری سوگند کرتی ہین

بھرا شیشہ یہ مینا کو مین زندانہین ای ساقی
بہت واعظ مری گوش آشنائی پند کرتی ہین

محبت مین کمی آئی نہین فضل الہی سے
نیاز اپنا وہی ہی نازنہ ہر چند کرتے ہین

نہاکر معرکہ مین آتش آب تیغ قاتل سے
خدا چاہے تو پاک اس زندگی کا گند کرتی ہین

دکھاکر آنکھ بیہوشونکو ہشیار کرتے ہین
ترشح روئی سی اونکی فتنے مستونکو اوٹھاتی ہین

گرفتار و فنی تیری لطف اسیری مین اوٹھایا ہے
چلی منقار قینچی کیطرح تو پر کترتے ہین

لہو ہر گاہ گاہی اشک اپنے دیدۂ تر مین
کبھی پانی کبھی اس طشت مین ہم رنگ بھرتی ہین

خیال آیا ہی شانی کا اونھین آئینہ دیکھا ہی
بلا نازل ہوئی بکھری ہوئی گیسو سنورتی ہین

حسینونکا تکلف اونکی آرائش نہین رکھتی
نظر آتی ہی میلی چاندنی جب وہ نکھرتے ہین

[illegible]

ردیف نون

کبھی تو دور ہوگا گھونگھٹ اوس رخسار رنگین سے	کہاں تک غنچہ رکھیگا بہار گل گریبان مین
ہر ایک عضو بدن ہی بی مثل ہی اوس حور پیکر کا	جواب اپنا نہین رکھتا ہی جو سورہ ہی قرآن مین
صدا یہ سر زمین کوچۂ قاتل سی آتی ہی	شگوفہ پھولتا ہی اک نیا روز اس گلستان مین
تباہی مین ہی لازم یاد حق اہل توکل کو	خدا چھوڑتا ہی ناخدا کشتی کو طوفان مین
تماشا ہی جو چشم بلبل دیوانہ سی دیکھے	عجب شمعین ہین محفل مین ہیں جا بجا گل گلستان مین

گہر سے آبدار آتش ہو منہ سی بات جو نکلے
تکلف شرط ہی آویزۂ گوش سخندان مین

توڑی توبہ کو کیجے بادہ خواری اندنون	موسم گل ہی کہان پرہیزگاری اندنون
تیغ ابرو سی ہی شوق زخم کاری اندنون	نیم بسمل کیطرح ہی بیقراری اندنون
جان بلب رکھتا ہی اک شک مسیحا کا فراق	دم نکلجا وی یہ حالت ہی ہماری اندنون
شوق آرایش ہی اوس جان جہان کو آجکل	لپٹی ہی رہتی ہی دامن سی کناری اندنون
دوڑتی ہین ہم جلو مین ایک شاہ حسن کے	توتیا ہی چشم ہی گرد سواری اندنون
لو لگی ہی تیغ قاتل سی شہادت کا ہی شوق	خون ہی زخمونکی طرح آنکھونسی جاری اندنون
روز و شب کرتا ہی وہ محبوب گل اندام رقص	اوڑتی ہی ٹھوکر سی دامن کی کناری اندنون
کاہش تنسی عشق کی ایسا ہوا ہون ناتوان	رات سی بیمار کی بھی دن ہی بھاری اندنون
فصل گل ہی یاد آتی ہی مجھی رفتار یار	چلتی ہی بن بن کی کیا باد بہاری اندنون
سامنا رہتا ہی اشک سرخ و رنگ زرد کا	آشنائی درد سی ہی غم سی یاری اندنون

[illegible]

قید مذہب کی نہین [illegible]

کافر عشق ہون نہین کوئی [illegible]

[illegible]

ڈراتا ہی بہت رندونکو کہ نارِ دوزخ سے
یہ راہ و رسم خوبی حسینونمین ہی مدت سے
خیال آتا ہی جنت کا تو آنکھونمین ہین پھر جاتے
نہ اوٹھنے دینگے جب تک بت جواہر کانکو رکھینگے
مآلِ کار کی صورت بھی آنکھونکو نظر آتی
نہایت حرص مرے ہی زندگی مین مجھ قبیح کش کو
ترے دانتونکا دھوکا دیکھا تھا مری آنکھونکو

تماشا ہو چلے واعظ اگر اوٹھے آگ منبر مین
کھلے تھی جوہر اس آئینہ کے عہدِ سکندر مین
وہ شہد و شیر کی نہرین زمین مشک عنبر مین
برہمن کو بٹھایا ہمنے جب قصاب کے گھر مین
لگا دینا تھا اک آئینہ بھی قبرِ سکندر مین
یقین ہی نشہ رہجائے مرے مستی کے ساغر مین
صفا تو تھی چمک ہیرے کی بھی ہوتی جو گوہر مین

قناعت دی ہی مثلِ قبر مجھکو خاکساری نے
رہونگا باغ باغ آتش مین اک ہیلو کی چادر مین

عجب چشمِ سیہ کا ہی رخِ رنگین جانا نمین
وہ چشمِ سرمگین ہی فتنہ پردازی کے سامانمین
یہ مجھ دیوانے کو راحت ملی ہی سنگ بارانمین
پری ایسی نہین اوس دلربا سا قوم انسانمین
ہمیشہ تلوے کھجلایا کیے شوق بیابانمین
جنون پردہ دری دکھلا رہا ہی داغ سینے کے
یہ مجھ دیوانے کی زنجیر سے آواز آتی ہے
جب آیا سامنے غم نوش کی صرفہ کیا اوسکو

تماشا ہی عوض بلبل کے شاہین ہی گلستانمین
کھنچی رہتی ہی تیغ ابرو کی صف بندی ہے مژگانمین
کہین ہوجمعہ کو ہونگا مین بازیگاہ طفلانمین
فلاطونکو کریں دیوانہ جا نکلے جو یونانمین
رہی نالان ہمارے پانو سے زنجیر زندانمین
تماشا ہے چمن ہی کو جیب چاکِ گریبانمین
وہ کیچڑ مین پھنسا ہی جو ہی آب و گل کے زندانمین
نہ فرق آیا ہماری اشتہاے زہر زندان مین

چراغِ حسن روشن کیجیے [illegible]
لب کو دیکھ [illegible] ساغرِ گلگون
[illegible]
ہوا اوس رخ کی [illegible]
سنی ہی سبب [illegible] ناطاقت نہانت
بہار گلگون کی جو دیوانگی یاد آئی آنکھون
بہت رو یا مین [illegible]
دُرِ دندان و لعلِ لب کے مضمون لکھے بر آتش
جواہر خانہ ہی ہر بیت موزون اپنے دیوان مین

۱۲۰

[illegible]

119

ہر ایک گھر مین ہی شب کو بھی روشنی دن کی
کرم ہی ساقی کے ہے آفتاب شیشے مین

خزان ہین مرغ چمن سیکڑ ون ساکن ہون
بہار رکھتی ہی گلگون شراب شیشے مین

مال نوش ہو نہین مست دور مین میرے
رہیگی درد کی مٹی خراب شیشے مین

و پیرہن مین ترے رنگ سرخ کو دیکھے
سمجھ رہا ہوں کہ یہ ہی شہاب شیشے مین

جلی ہے چاندنی می جیسے تو موقع ہے
طلوع ماہ ہی اور آفتاب شیشے مین

ہر ایک مست کی ہو حق ہی نالۂ بلبل
شراب شیشے مین ہی یا گلاب شیشے مین

مانگ رکھتے ہین ساقی اگر دیا چاہے
سوال کا ہی ہمارے جواب شیشے مین

سفید مو ہوئی ترک قدح کشی کیجے
عوض شراب کی رکھیے خضاب شیشے مین

جیسے نشۂ مین ہو دیگی ہی محل حرکت
شراب ہیکی بھرینگے کباب شیشے مین

وہ ترک آئی تو دور مین اپنے حاضر ہے
کباب سیخ پہ آتش شراب شیشے مین

شرف بخشا گہر کو مرتبت گر کی تو نی زیور مین
نگین کو نام نے تیرے بٹھایا خانۂ زر مین

کیفیت اوسی ملتی ہے جو جسکے مقدر مین
مئی الفت نہ خم مین ہے نہ شیشے مین نہ ساغر مین

ہاتھ آتا ہی نظم شعر کا سودا مرے سر مین
عروس فکر ان روز ون لدی رہتی ہے زیور مین

لطف بے طرف ای نازنین موقوف آرایش
نزاکت سے دیا جاتا ہے کیون بوجھ زیور مین

رہینگے سیر شب کو کیمیا گر تیرے کوچے کی
سمجھو ینگے فتیلے روغن گوگرد احمر مین

قیامت تک یہی گردش رہیگی روز و شب انکو
مہ و خورشید حسن یار سے آئی ہین چکر مین

پیدا کرے جو تیری سگ کو کی منزلت
طوق طلائی ہووے گلوی غزال مین

آتی ہے باغ سی تو صبا سی ہون پوچھتا
کتنے شگوفے آئے ہین کس کس نہال مین

دکھلاؤ اپنی آنکھو نکو انداز ناز بھی
بیہوش رہی مشاہدۂ خط و خال مین

زندان سی چھٹ کی چاہیے ہونا عزیز مصر
تعبیر خواب کی رہے یوسف خیال مین

پیر زرے بہار مین ہو گریبان تو شکر کر
ہوتی ہے خیر جان کی نقصان مال مین

مثل صبا اوڑادے اسی اے جمال دوست
تا چند ہم دبے رہین گرد ملال مین

ایسی پلا کہ بیخبری ہو دے ساقیا
اتنک نہ امتیاز ہی در و زلال مین

رخسار مین ہے جیو دھوئین کر چاند کی لیک
کافر ہو جسکو شک ہو تمہاری کمال مین

موجود سمجھی صبر کو کیا عشق بد بلا
یہ دیو جن کو بھی نہین لاتا خیال مین

پوچھین جو مجھسے کہ تو چھپا ہو منکر و نکیر
عاجز نہین ہون مین کبھی جواب سوال مین

بھولین گر عیش مین بھی نہ آتش غم و الم
یاد آئینگے فراق کے صدمے وصال مین

گل کو نظر سے اشک خونی اوتارتی ہین
گلچین ہمارے آگے دامن پسارتی ہین

شانے سے جب وہ اپنی زلفین سنوارتی ہین
سنبل کو اور مشک وغیرہ کو وارتے ہین

یہ کہکے گشت گل پر اونکو ابھارتی ہین
سیر چمن کو چلیے بلبل پکارتے ہین

مردے وہ زندہ کرتی زندونکو مارتی ہین
اسکو بگاڑتی ہین اوسکو سنوارتے ہین

مستی سے تنگ حلقہ اوس ناف کا ہو کرتا
سوی عدم کمر کے جو پا سدھارتی ہین

[illegible]

عالم کو لوٹ کھایا ہی اس پیٹ کے لیے
اس غار مین گئین ہین ہزارون ہی غارتین

باقی رہیگا نام ہمارا نشان کے ساتھہ
اپنی بھی چند بیتین ہین اپنی عمارتین

اہل جہان کا حال ہی کیا ہمسے کیا کہین
بدگوئیان ہین ہجو تو مدح پر استعارتین

نقش و نگار حسن بتان کا نکھا فریب
مطلب ہی خالی جان لے تو یہ عبارتین

عاشق ہین ہمکو مد نظر کوے یار ہے
کعبہ کے حاجیون کو مبارک زیارتین

ایسی خلاف ہمسے ہوئی ہے ہواے دہر
کافور کھائیے تو ہون پیدا حرارتین

آتش یہ شش جہت ہے مگر کوچہ یار کا
چارون طرف سے ہوتی ہین ہمپر اشارتین

اس شش جہت مین خوب تری جستجو کرین
کعبہ مین چل کے سب یہ تجھی چارسو کرین

عاشق جو حسن پاک مین کچھہ گفتگو کرین
دامن کا ہیچ نام لین پہلے وضو کرین

شرمندہ ہون زمین مین گڑین سر فرو کرین
استادگی جو سرو ترے روبرو کرین

پیدا کرین جو تجھکو اونھین کو ہے دسترس
پامرد ہین وہی جو تری جستجو کرین

لیجا چکی چمن مین صبا بوے زلف یار
سنبل کو سلسلہ کو بھی برہم وہ ہو کرین

افسانہ گوئی اف جی گیسوے یار مین
خاموش ہون چراغ جو ہم گفتگو کرین

دیوانگی کا سلسلہ جاوے نہ ہاتھہ سے
دامن کو پھاڑ لے جو گریبان رفو کرین

ای بادشاہ حسن فقیرون کی طرح سے
عاشق دعاے خیر تجھی کو بکو کرین

دیدار عام کبھی پردہ اوٹھائیے
تاچند بندہ ہاے خدا آرزو کرین

عاجز نہو تصور حسن و جمال مین
منہدی بندھی نہین تری پا کی خیال مین

[illegible]

سرو کو لگا نہیں قامتِ دلچسپ سے | گل نہیں رخسارِ یار کے گلزار میں
یار کے اک پیچ کا اسمیں تکلف نہیں | طرۂ زرین کہاں لالہ کی دستار میں
ہجر کی طاقت نہیں دلکو مرے بعد وصل | زہر ملا لیجیے شربتِ دیدار میں

دیکھیے آتش قدم رکھتے ہیں اپنے وہ کب
آنکھیں بچھائیں تو ہیں ہمنے رہِ یار میں

گیسوؤں کا ترے سودا شعرا رکھتے ہیں | یہی باعث ہے جو یہ فکرِ رسا رکھتے ہیں
تابِ دیدار نہیں رکھتے ہیں پا رکھتے ہیں | چشمِ بینا ترے مشتاقِ لقا رکھتے ہیں
تیرے خونی کفن ایکی یہ ادا رکھتے ہیں | پھول لالے کی لباسِ شہدا رکھتے ہیں
دست و پا میں جو حسین رنگِ حنا رکھتے ہیں | خون ہفتاد و دو ملت کا روا رکھتے ہیں
سچ تو یہ ہے کہ نہیں دوسرا تجھسا کوئی | اے صنم جھوٹ نہ بولینگے خدا رکھتے ہیں
کر دو فنسو پارۂ دل پر نہیں اک عشق کا داغ | یہ نگین وہ ہیں کہ جو نقشِ وفا رکھتے ہیں
نرم کر دینگے دلِ سخت صنم کو دمِ سرد | شرطِ الفت کی بھی اعمال جزا رکھتے ہیں
قلزمِ عشق میں تنکے کا سہارا بھی نہ ڈھونڈو | آسرا وہ نہیں اپنی جو خدا رکھتے ہیں
روکشِ خورشید ہے افشان کا جو عالم دکھلائیں | یہ شرف ذرۂ خاکِ شہدا رکھتے ہیں
پانوں کو منزلِ مقصود میں مضطر سمجھے | طاقت اٹھنے کی اگر دستِ دعا رکھتے ہیں
حالِ دل کہتا ہے یوسف نہیں سنتا کوئی | گوش کر قافلے والوں کے درا رکھتے ہیں
محتسب عقل جو کہتا ہے تو کچھ ناز نہ جا | شیشہ و جامِ مے ہوش ربا رکھتے ہیں

[illegible]

واہ ری بے بصری واہ ری نابینائی
صبح نزدیک ہے بیدار ہو مل لے غافل
سر کھاتے ہین طلبگار شہادت قاتل
کنج زندان سے ہوے تنگ مری وحشت سے

صورت آباد سے مشتاق لقا جاتے ہین
زہرہ و مشتری ماہ سے بہا جاتے ہین
ہاتھ سے تیرے نہ ہے میسر و یا جاتے ہین
وہ زمین ہفت فلک جسمین سما جاتے ہین

کنج یان جنکو ہے آتش اونھین وان راحت ہے
اسے خوشحال جو دنیا سے خفا جاتے ہین

تیرا نیاز مند جو اسے نازنین نہین
ہم بوسہ مانگین اور کرے تو نہین نہین
تیغ برہنہ کب نہین قاتل کے ہاتھ مین
علوں سے کچھ غرض نہین مطلب ہے یار سے
سودا زدے ہین اپنی نہین بیخبر وہ زلف
فرمان قدرتی مین ہے طغرای قدرتی
آنکھین دکھاؤ تم تو شیاطین بھاگ جائین
رخسار بادشاہ ہے دل مجھ فقیر کا
گر گنہ شتہ کا کہین لگتا نہین پتا
پہنا کے تجھکو دیکھتے ای جامہ زیب حیف
دنئی مری کوئی جیسے مطلق نہین خیال

دونون جہان مین اوسکا ٹھکانا کہین نہین
انصاف چاہتا ہے یہ ای نازنین نہین
کس وقت کھنیون ہے چڑھی آستین نہین
نظارہ باز حسن ہون مین قبیح بین نہین
کب بندوبست سلسلۂ عنبرین نہین
رخسار شاہ حسن مین چین جبین نہین
تیر شہاب ہے نگہ خشمگین نہین
اتنا تفاوت اسمین ہے چین جبین نہین
بالای آسمان نہین زیر زمین نہین
کلیان قبای گل مین نہین آستین نہین
تمسا بھی بے نیاز کوئی نازنین نہین

[illegible]

جیسا ہو ویسا کوئی ویسا نظر آتا ہون مین

نعمت عشق بھی ممکن نہین ...

شکر کرتا ہون اگر داغ بھی کھاتا ہون مین

پھر گئے ہین عمر گو نہین کچھ تلوار کی جنبہ
فقر کے کوچہ مین قدر دولت دنیا نہین
روندتا ہون سبزہ کی طرح وہ بوٹیان
مین ہی اپنے شوق کا نامہ اوسی لکھتا نہین
عاشق بے صبر کے ہی لکونہ لیجے نا پسند
جلوہ گر ہے حسن ہر جا عاشقونکے واسطے
اُٹھتی ہے نعمت دنیا ملے تو شکر کر
شعر گوئی عشق مین اک چہرۂ زیبا کی
صاف آئینہ بن سکتا ہے رخسار سا
اوس نشان سے قدم کی ہوگئی مردہ میدان شگفتہ
انجمن تک تو بھی آ مکتب سے اے خوش قد لپیر
کھیلنا آسان نہین ہے کھیتین عشق کا
فکر سنجیدہ نے دکھلائی ہین کیا کیا آب و رنگ
مرغ دل حاضر ہے وہ چشم سیہ مائل تو ہو
گل کی خوشبو سے نہو جامہ سے باہر عندلیب
بارہا برپا قیامت کی خرام یار نے
ہجر کی شب سے نڈرا ہی طالب وزو صال

سخت جانی نے مری توڑے ہین خنجر سیکڑون
ٹھوکرین کھاتے ہین یان پارس سے پتھر سیکڑون
ڈھونڈھتے پھرتے ہین جنکو کیمیاگر سیکڑون
اوڑکی لیجانے کو حاضر ہین کبوتر سیکڑون
مال مفلس معل لیتے ہین تونگر سیکڑون
خوبصورت رکھتی ہین ہیفت کشور سیکڑون
مرگئے الجوع کہکہ بیسپہر سیکڑون
وصف خال خط مین لکھے ہمنے دفتر سیکڑون
اک سکندر کیا اگر ہوتی سکندر سیکڑون
جانثاری پر کمر باندھین گے لشکر سیکڑون
باغ مین یہ بیچی نہ خبر دے صنوبر سیکڑون
نقش سے اسکے ہین مثل مہرہ ششدر سیکڑون
اس ترازو مین تلے ہین لعل و گوہر سیکڑون
صدقے اس شان کے ہوتی ہین کبوتر سیکڑون
سونگھی ہین ہمنے بھی پیراہن معطر سیکڑون
جاگ اوٹھے فتنۂ خوابیدہ اکثر سیکڑون
گنتے گنتے صبح کردیئے کو اختر سیکڑون

[illegible]

کیا کیا گلون نی کان مین اپنی کھڑی کیے	آمد کو سُنکے یار کی فصلِ بہار مین
تشبیہ دون جو مین اوسی دندان یار سے	ہیرے کی ہو چمک گہر آبدار مین
ای طفل تیرے شوق ہم آغوشی سے ہین	گہوارہ جیب کرتا تھا انکو کنار مین
صحرا سے تن کی سیر تو مجنون ذرا کرے	محمل سوار ہی اسی گرد و غبار مین
کہدے کوئی یہ میرے تغافل شعار سے	وعدہ خلافی لاتی ہے فرق اعتبار مین
سودائے زلف و رخ مین نہین ایک جا قرار	گاہے حلب مین ہوتی ہین ہم گاہ تتار مین
آیا وہ مہروش جو شب جمعہ قبر پر	دن کی سی روشنی ہوئی کنج مزار مین
بیٹھتے ہین او سکے نام کی ہمسے ہزار ہا	تسبیح اپنے یار کی ہی کس شمار مین
جام شراب عشق سے دونون ہین بی خبر	بلبل چمن مین مست ہی ہم کوی یار مین
پھرتا ہون پھیرتا ہی وہ پردہ نشین جدھر	پتلی کیطرح سے نہین مین اختیار مین
گیسو و روئے یار ہین دونو بلائے جان	ایک ایک سی زیادہ ہی اِن عقرب و مار مین
اک آفتاب خانۂ زین کا اشتیاق	مانند گرد راہ ہون فکرِ سوار مین

برباد ہو رہے ہو کچھ آتش تمھین نہین
مٹی خراب اپنی بھی ہے اس دیار مین

پانی پانی نہو خجلت سی تو انصاف نہین	صاف ہی آئینہ اوس رخ سی مگر صاف نہین
شب یلدا مین ہی مریخ ستارہ نکلا	ای پری شوخ تری چوٹی مین معاف نہین
جوہری دیکھکی سینہ کو تری کہتے ہین	تحفۂ الماس گر اس سی کبھی شفاف نہین

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نبرد عشق مین اللہ حامی ہو غریبون کا
قدم رہتا ہے ثابت جنکا اس سختی دوران مین
قد موزون دلبر کیونکر ان اندھونکو دکھلاؤن
گڑ ہو بین کو ہمارے خاکسار سے کیا زائل
زبان سیرا ہے دیوانہ نکہ ہی ماہرو مجکو
وہ کافر ہی جو منکر ہے قد بالا کی کشتون کا
کوئی ذرہ تو اسکا تا بدامن اوڑکی پہونچیگا
عجب نعمت عطا کی ہی خدا نی اہل غیرت کو
کمر باندھی ہی گلچینو نی غارت پر گلستا نکے

پیادون کی سواری غیب یان امداد کرتی ہین
بہادر ہین وہی سر قلعہ فولاد کرتے ہین
ارادہ تار سی پرہو چلنے کا شمشاد کرتے ہین
وہ جوہر ہی وہ جس سے کشتہ فولاد کرتی ہین
وہی ہوتا ہی جو ہمسا کمال ارشاد کرتے ہین
یہ کن کی خاک سے نشو و نما شمشاد کرتی ہین
یہ مشت خاک تیری راہ مین برباد کرتی ہین
عجب یہ لوگ ہین غم کھا کی دلکو شاد کرتی ہین
اجارہ بلبلو نکی خون کا صیاد کرتے ہین

پہنتے ہی کفن میلا ہوا جاتا ہی اے آتش
سرای گور ویران ہے اوسے آباد کرتے ہین

لالۂ بیداغ تجھسا کوئی گلشن مین نہین
یاسمین مین عالم اوس رخ کی چھب کا کہان
باغ ہی دیا را پنی آنکھہ مین ماتم سرا
فصل گل مین سامنا چاک گریبان سی نہو
خط کی رکھو اگر نکر اندھیرا ای خورشید رو
شہر سی جاتا ہو نہین دیوانہ صحرا کی طرف

ایک بت اس حسن کا دیر برہمن مین نہین
جو ملاحت خال مشکین مین ہی سوسن مین نہین
اشک مین شبنم کی قطرے گل کی دامن مین نہین
ہی نگہ بدبین کی رشتہ چشم سوزن مین نہین
تیرہ شب ہے روشنی جب بہ زر روشن مین نہین
سنگر نیز ہی اب کسی لڑکے کے دامن مین نہین

[illegible]

کس کس کے دلمین نقش ہوا رنگ یار کا
ہوتے ہین قتل طالب دیدار بیگناہ
اوس لالہ رو کے رخ کے پسینے کو سونگھیے
خط کے پرو نکلے نہین رخسار یار پر
گلگون یار چال ہی چلتا بہار کی
جان عزیز کرتے ہین تیپر نثار ہم
آنکھون کو گور مین بھی رہیگا خیال یار
تاثیر شاعرون نی کہا ہی جو ہیچ اوسے
بے یار گھر نہین لحد تنگ ہے مجھے
محبوب ست کو بہار مین ہی آرزو یہی
دریا سی کیا نہا کے پھرا ہے وہ رشک حسن
ای شہسوار گور غریبان مین آنکل
دنیا سی رسم و راہ محبت کی اوٹھہ گئی
وہ مست ہون خمار سی جب درد سر ہوا
رخسار سی رہا دہن یار نا پدید
سرخ و سفید رنگ کیا جسم یار کا
آجائی شام سی تو نجانے دو دن صبح تک

کیا کیا نگین ہین کھدے ہی شرف آفتاب مین
عریانی تیغ کی ہے تمہارے حجاب مین
ایسی لطیف ہو نہین داغی گلاب مین
بال آگئے ہین آئینہ آفتاب مین
گلہای باغ رہتے ہین اوسکی رکاب مین
دل کس شمار مین ہی جگر کس حساب مین
مشتاق ہون زیارت یوسف کا خواب مین
زلفون سی وہ کمر ہی سو پیچ و تاب مین
روز و شب فراق ہی دن کی عذاب مین
دریا دلی ہے ساقی کی جو دون شراب مین
عالم سے ہی چشم سفید حباب مین
اپنی بھی سرنوشت نہان ہو تیری کتاب مین
سنتے ہین آہ عاشق پوشیدہ خواب مین
صندل لگایا ہین نے گلاب شراب مین
مطلب فقیر تھا یہ تہا آفتاب مین
سید اخمیر کر کے قضا نے شہاب مین
اوس ماہ پارہ کو شب ماہتاب مین

[illegible]

[illegible] دامن

[illegible] گریبان [illegible] دامن

دو چار زخمِ چین کا بھی ہونا ضرور ہے
گرچہ ترا چمن ہے مگر ارغوان نہین

معبدِ فنا کھلے گی تجھے قدرِ زندگی
کوثر یکی سو لپکنے کے یہ آشیان نہین

زانو وہ آئنے مین نہین جسمین جائے زنگ
ساقین تری وہ شیشہ مین ہین جسمین دھوان نہین

بخت بلند رکھتے ہین گردن بلند لوگ
کب پشتِ فیل و اسپ کے او پر نشان نہین

رنگین رہیگا خونِ شہیدان سے کوے دوست
فردوس کی بہار کو بیمِ خزان نہین

مطلب کی میری یار نہ سمجھے تو کیا عجب
سب جانتے ہین ترک کی ہندی زبان نہین

نزدیک سنان تو ہی و قریب ہے اگرچہ دور
گر پڑ گر پڑے ہی ہین جو بیسر گمان نہین

اے دل نہ بیقرار ہو موقوف وقت ہے
مفلس نہین ہین قیمتِ یوسف گران نہین

کس دشت مین کیا ہے قضا نے مرا گذر
گرد و غبار ہے اثرِ کاروان نہین

ہر مہ جبین کا عرش کے اوپر دماغ ہے
کس کا بلند بام سے یان آستان نہین

رکھا ہے جب سے ہمنے تری راہ مین قدم
ان مقبتون کو تربہ سنگِ نشان نہین

مشقِ خرامِ ناز تو کرتا ہے جس جگہ
تلتا زمین کی پلہ مین وان آسمان نہین

آزاد ہو کے یا دِ گرفتار آسے گی
کنجِ قفس مین خارِ خسِ آشیان نہین

آتش ہی بہرہ مند نہین فیض سے ترے
اس خوان پر وہ کون ہے جو میہمان نہین

خاک مین ملکے بھی ہوگا نہ غبارِ دامن
کمرِ یار سے اوٹھتا نہین بارِ دامن

نہ تو دشمن کوئی میرا نہ کوئی میرا دوست
بارِ خاطر نہ کسی کا نہ غبارِ دامن

[illegible]

گل گریبان کو کرتے ہین تارِ دامن

[illegible]

خارِ صحرا کو سمجھتا ہون شکارِ دامن

۱۱۰

[illegible]

معمورہ حلاوت وادی ہی واصلون کا | شکر بھرے ہوئے ہین معور نگس تا پرتین
بوسی ہین لب کے ہنسکے دندان کھاو آگے | بولی گرانی مجھ تقدیر سے نے یمین مین
صحرا کو بھی بنایا بالعقض حسد سی خالی | ساکھو جہاز ... آکیا جہاز ڈھاک بن

کوئی نہین ہے بیزار اسقدر ہو تو آتش
دے رکھا جوڑہ دستانی گوکہن مین

مضمون آہ کیا مرے دیوان سے دور ہون | ممکن نہین کہ سرو گلستان سے دور ہون
قائل ہی اپنے مرتبۂ عشق سے مجھے | میرے لہو کے داغ نہ دامان سی دور ہون
صاف اسقدر ہی چہرہ ترا دیکھکر جسے | رنج و ملال خاطر انسان سی دور ہون
یارب برا ہو اختر بخت سیاہ کا | اس چاندنی مین ہم مہ تابان سے دور ہون
پاتا ہون اسقدر دل عالم سیاہ مین | شمع و چراغ گور غریبان سے دور ہون
ای خضر ناگوار ہے پانی کا بھی سلوک | ہمتو کھڑے سے بھی چشمۂ حیوان سے دور ہون
روباہ بازیون سی فلک کے قریب ہے | شیرون کے نام دفتر سلطان سے دور ہون
پست و بلند شعر ہزارون ہی ڈھل گئے | کیونکر یہ آسمان و زمین یان سی دور ہون

آتش غم حسین مین رو ہنس رہا ہے کیا
سطرین کی سطرین نامۂ عصیان سے دور ہون

دل کی کدورتین اگر انسان سی دور ہون | ساری نفاق گبر و مسلمان سی دور ہون
نزدیک آچکی ہی ہوا ہی بہار کی | برگ خزان رسیدہ گلستان سے دور ہون

[illegible]

شہر سکن کبھی اپنا کبھی جنگل ماوا	سیر ویرانہ و آباد کیا کرتے ہین
ایک سا ظاہر و باطن نہین معشوقون کا	پردہ ناز مین بیداد کیا کرتے ہین
شاعرون نے قد موزون کو ترے دیکھا ہے	مصرع سرو پر ایراد کیا کرتے ہین
صاحب حسن وہ صانع نے بنایا تجھے	حسرت بندگی آزاد کیا کرتے ہین
حال دیکھا ہی جنھون نے کہ وہ میرا تجھسے	حذر ای ظلم کی بنیاد کیا کرتے ہین
لالہ و گل کا نشان رکھتی نہین گل چینی	باغبان باغ کو برباد کیا کرتے ہین
کیا کہون یار سے کہتے ہوئی شرم آتی ہے	حضرت دل جو مجھے ارشاد کیا کرتے ہین
دیکھیے کٹ چکی کب زیست کا اپنی یہ پہاڑ	درد سر صورت فرہاد کیا کرتے ہین
بلبلون کے جو گلے گھونٹے ہین لاکر تہ دام	چہچہے باغ مین صیاد کیا کرتے ہین
غم شب ہجر مین اپنی نہین درپیش آتا	ذکر سے وصل کے دلشاد کیا کرتے ہین
ذکر عاشق سی نہین ایک دم اونکو فرصت	ناز و انداز وہ ایجاد کیا کرتے ہین
آتشین نالون کی اللہ رے گرمی شب	نرم تر موم سی فولاد کیا کرتے ہین

سنتے ہین شوق شہادت کا جو میرے شہرہ
یاد آتش مجھے جلاد کیا کرتے ہین

اولجھا ہی دل تو ن گیسوے پرشکن مین	اوگتی ہی جای سبزہ کنگھی مری چمن مین
لٹکین گر دلو ٹکڑے دل زلف کی شکن مین	دکھلائیگا پسینا پانی چہ ذقن مین
شیرین زبان ہوئی ہی فرہاد کی دہن مین	لیلی پکارتی ہی مجنون کی پیرہن مین

مجھے عریان سے کیا ہاتھ آئیگا فراق کو
جو نہیں گریہ سے نشانِ سبزۂ مژگان مٹا
میں سمجھتا ہون تجھے موجود ای جانِ جہان
دیکھ گل پر دیکھکر شبنم کو کہتا ہی وہ گل
اس جگہ سوادائی تیر چشم نشان کے نہین
منہ تھہ حیوانی ہی اوس شیرین دہن کی گفتگو

جامۂ خاکی کو لے آسمان خیرات مین
سچ ہی جل جاتی اکثر بوٹیان برسات مین
دہریون کو شبہ ہوویگا خدا کی ذات مین
کیا ہی پھبتی ہی پہ کپڑا الگ گیا بانات مین
سُرمہ آتا ہی صفاہان سے تجھے سوغات مین
سُن لیا مصری کی ڈلی نکافرقہ بات مین

سینے کو آتشِ شدید اسکے گالی باندھکر
دلربائی ختم کی اوس جانِ جان ذکات مین

مرے دلکو شوقِ فغان نہین مرے لب تک آتی دعا نہین
نہ تجھے دماغ نگاہ ہی نہ کسی کو تاب جمال ہے
کہ نیند آتی ہی ای صنم ترے طاق ابرو کی یاد مین
عجب اسکا کیا نہ سماؤ نہین جو خیال دشمن وہ ہو رہے
یہ خلاف ہو گیا آسمان یہ ہوا زمانہ کی پھر گئی
مرض جدائی یار نے یہ بگاڑ دی ہی ہماری خو
مجھے زعفران سے زرد تر غم ہجر یار نے کر دیا
مرے آگ اوسکو فروغ ہو یہ خیال کیا ہی رقیب کا
چلین گو کہ سیکڑون آندھیان نہ جلین یہ پھر بھی چراغ غم

وہ دہن ہی جسمین زبان نہین وہ جبین ہی جسمین حیا نہین
ہو نصیب کس طرح سے دکھاؤ نہین وہ جو کہتی ہین کہ خدا نہین
کبھی آشنا ہی یہ قبلِ سرِ مرغ قبلہ نما نہین
وہ مقام ہون کہ گنہ نہین وہ مکان ہون کہ پتا نہین
کہین گل کھلی بھی تو بو نہ کہین حسن ہے تو وفا نہین
کہ موافق اپنے مزاج کے نظر آتی کوئی دوا نہین
نہین ایسا کوئی زمانہ مین مرے حال پہ جو ہنسا نہین
یہ ہجوم جلوۂ یار ہی کہ چراغ خانہ کو جا نہین
بھڑک اٹھی آتشِ طبع پھر کوئی اس طرح کی ہوا نہین

بلا اپنے لیے دانستہ نادان مول لیتے ہین
عبث جی بیچکر الفت کو انسان مول لیتے ہین

نہ پوچھ احوال بیدردا اپنے بیمار محبت کا
زمین اوسکے لیے اپنے عزیزان مول لیتے ہین

مین اوس گلشن کا بلبل ہون بہار آتی نہین جاتی
کہ صیاد آنکر میر گلستان مول لیتے ہین

مگر جانا نہین شاید کہ یان سے اہل عالم کو
بہ وجہ دل کے لیے کیا قصر و ایوان مول لیتے ہین

کیا گو نقش پای مور ہمکو خاکساری نے
جو اب بھی چاہین تو تخت سلیمان مول لیتے ہین

عزیز خلق اتنا تو کیا ہی مجکو داغون نے
کہ مردم جانکر سرو چراغان مول لیتے ہین

ہمارا شعر ہر اک عالم تصویر رکھتا ہے
مرقع جانکر ذی فہم دیوان مول لیتے ہین

تری ابرو کے سودائی نہایت تنگ ہین قاتل
گلا کٹنے کا ٹنے کو تیغ عریان مول لیتے ہین

یہ آتش نالۂ عشاق معشوقون کو بھایا ہے
کہ صیادون سے مرغان خوش الحان مول لیتے ہین

چاہتا ہون جو وفا منت دلبر مین نہین
ہے وہ مطلوب میسر جو کہ مقدر مین نہین

آتش افروزی گردون ہے تماشا مجکو
حجرۂ عیز سایۂ دیوار مری گھر مین نہین

گردش تا قد موزون کو تری اے محبوب
کیا کرے طاقت رفتار صنوبر مین نہین

بال پرواز خط شوق سے ہے اپنا ورنہ
طاقت اوس بام تک اوڑنے کی کبوتر مین نہین

لیچلی ہے جو قضا مجھسے قدح کش کو بہشت
ظرف گنجایش مے چشمۂ کوثر مین نہین

کندہ کرنا یہ مری سنگ لحد پر پس مرگ
رحم اصلا دل خوبان ستمگر مین نہین

غیر خوشحال ہو تیرے وصل کا ای یار تو کیا
حصۂ خضر جو ہے بخت سکندر مین نہین

کھال کھنچی ہے ہمیشہ خانۂ قصاب مین
آسمان جو کچھ کہ ایذا دی اوسے کم جانیے
تہ بہ وا ہون مین نہ لیجئے ... شب مہتاب مین
دھیان آیا ہی جو اوس ...
تیغ ابرو بھی تو ...
جو صفا ہی بعندی مین ...
زلف محبوب مین جو ...
بار ... بھی ...

عکس جو اوس مین پڑا ہے شست زلف یار کا
مچھلیان جوہری ہین آئینہ کی آب مین
تیرہ روزان ازل کو نور سے بہرہ نہین
شور اکثر کرتے ہین کوی شب مہتاب مین
یار سکے ہمراہ اگر دریا نہانے جاون مین
مردم آبی جلین میری حسد کی آب مین
اند ہانے سے دل محزون عبث ہوتا ہے تنگ
دیکھنے کا ہم نہین عمر روان کو خواب مین

[illegible]

[illegible]

۱۰۵

اشکون سے خانۂ تن آتش خراب ہوگا
قصر سپہر رفعت باران نے ڈھا دیے ہین

خار سطوب جو ہووے تو گلستان مانگون
بجلی گرنے کو جو جی چاہے تو باران مانگون

شمع گل ہووے جو صبح شب ہجران مانگون
اوس پڑنی بھی ہو موقوف جو باران مانگون

خاک مین بھی جو ملون مین تو کسی صحرا مین
تمسے مٹی بھی نہ ای گبر و مسلمان مانگون

بخت واژون فزبان کو یہ اثر بخشتا ہے
تلخی مرگ مزا دے جو نمکدان مانگون

خانۂ دل مین کرون داغ محبت کو طلب
روشنی کے لیے اس گھر کے جو مہمان مانگون

پادشاہی سے فقیری کا ہے پایہ بالا
بوریہ چھوڑ کے کب تخت سلیمان مانگون

رنج سے عشق کے ہے راحت دنیا بدتر
زخم خندان ہون اگر مین گل خندان مانگون

دیکھ دیا کیجیے سودائی تمہارا ہون میان
سونگھنے کو تو کبھی زلف پریشان مانگون

عاشق دست نگارین ہون عجب کیا اسکا
بھیک دریا سے اگر پنجۂ مرجان مانگون

میوہ پر باغ جہان مین ہو جو دل کو غنیمت
شجر حسن سے مین سیب زنخدان مانگون

جامۂ جسم بھی رکھنے کا نہین دست جنون
پیرہن خاک مین دیوانۂ عریان مانگون

یاس و حرمان ہون جو لوہے کے چنے بھی چبا لون
قدرت عشق کو قابل لب و دندان مانگون

بلتی ہو مانگنے سے باغ جہان مین جو مراد
گل سے بلبل کی کفن کے لیے داماں مانگون

تو تو کیا ایسی بلا ہے وہ ٹلے ہو جو پہاڑ
وصل کا روز جو مین شب ہجران مانگون

کب سے در پہ ترے سائل ہو نہین آتش کی طرح
وہ ملے مجھکو جو کچھ ای شہ خوبان مانگون

[illegible]

رفیق حال بری وقت میں نہیں کوئی / شریک جنگ میں شمشیر کا نیام نہیں

دو روزہ حسن نہ کھو رائگان غرور سی یار / حلال مال ہے یہ دولت حرام نہیں

گدا و شاہ برابر ہے خاک کے نیچے / لحد میں ساتھ یہ قصر بلند بام نہیں

ملایا خاک میں کس کس جوان رعنا کو / خدا کا قہر ہے ای بت ترا خرام نہیں

جفا و جور سے عالم و حسن کا نزہا / بنا سے زلف کو سچ کہتے ہیں قیام نہیں

نظارہ کمر یار کا ہو مشتاق / طلب محال کی غیر خیال خام نہیں

ہوس کو قہر غضب کا کسے ہے اندیشہ / خدا نہیں یہ پیمبر نہیں امام نہیں

بلند و پست سکندر و حش کو برابر ہے / نسیم بے سر و پا کا کہاں مقام نہیں

بلند ہو نہ زمین سے مرا مزار آتش
نشان قبر سے منظور مجھکو نام نہیں

ہر رشتہ طالع کا تماشا دکھاؤ نہیں / گھر کو لگے جو آگ تو پانی بجھاؤ نہیں

جنس گران بہا کا خریدار کون ہی / بکتا نہیں الٰہی جو چوری ہی جاؤ نہیں

لالہ رخوں کے حسن کا سہو کا ہوں اعتقاد / دل ہو نہ سیر لاکھ اگر داغ کھاؤ نہیں

آنکھیں مری کرے جو منور جمال یار / گھی کے چراغ طور کے اوپر جلاؤ نہیں

مردوں کی طرح سوتے ہیں کیسی برے نصیب / ٹھوکر سے پای یار کے انکو جگاؤ نہیں

بوسہ ملی کمان کا جو ابروے یار کی / محراب بیت کعبہ میں چلہ چڑھاؤ نہیں

جی چاہتا ہو شوق شہادت میں قبل مرگ / بنوا کی قبر لالہ کو او سپر لگاؤ نہیں

[illegible]

اشکون سے خانۂ تن آتش خراب ہوگا
قصر سپہر رفعت باران نے ڈھا دیے ہین

خار سطوب جو ہووے تو گلستان مانگون
بجلی گرنے کو جی چاہے تو باران مانگون

شمع گل ہووے جو صبح شب ہجران مانگون
اوس پڑنی بھی ہو موقوف جو باران مانگون

خاک مین بھی جو ملون مین تو کسی صحرا مین
تجھ سے مٹی بھی نہ ای گبر و مسلمان مانگون

سخت واژون ہی زبان کو یہ اثر بخشتا ہے
تلخی مرگ مزا دے جو نمکدان مانگون

خانۂ دل مین کرون داغ محبت کو طلب
روشنی کے لیے اس گھر کے جو مہمان مانگون

پادشاہی سے فقیری کا ہے پایہ بالا
بوریہ چھوڑ کے کب تخت سلیمان مانگون

رنج سے عشق کے ہے راحت دنیا بدتر
زخم خندان ہون اگر مین گل خندان مانگون

تنگ کر دیا کیجیے سودائی تمھارا ہون میان
سونگھنے کو بو کبھی زلف پریشان مانگون

تاشق دست نگارین ہون عجب کیا اسکا
بھیک دریا سے اگر پنجۂ مرجان مانگون

میوہ پر باغ جہان مین ہو جو دل کی رغبت
شجر حسن ترا مین سیب زنخدان مانگون

جامۂ جسم بھی رکھنے کا نہین دست جنون
پیرہن خاک مین دیوانۂ عریان مانگون

یاس و حرمان ہون جو لوہے کے چنے بھی چباؤن
نعمت عشق کے قابل لب دندان مانگون

جلتی ہو مانگنے سے باغ جہان مین جو مراد
گل سے بلبل کے کفن کے لیے دامان مانگون

تو تو کیا ایسی بلا ہے وہ ٹلے ہو جو پہاڑ
وصل کا رو رو جو مین شب ہجران مانگون

کب سے در پہ ترے سائل ہو نہین آتش کی طرح
وہ ملے مجکو جو کچھ ای شہ خوبان مانگون

رفیق حال بری وقت میں نہیں کوئی
شریک جنگ میں شمشیر کا نیام نہیں

غرور زر حسن نہ کھو رائیگان غرور سے یار
حلال مال ہے یہ دولت حرام نہیں

گدا و شاہ برابر ہے خاک کے نیچے
لحد میں ساتھ یہ قصر بلند بام نہیں

ملایا خاک میں کس کس جوان رعنا کو
خدا کا قہر ہے اے بت ترا خرام نہیں

جفا و جور سے عالم و حسن کا نز ہا
بلا سے زلف کو پیچ کہتے ہیں قیام نہیں

نظارہ کمر یار کا ہو مشتاق
طلب محال کی غیر خیال خام نہیں

بتوں کو قہر غضب کا کسے ہے اندیشہ
خدا نہیں یہ پیمبر نہیں امام نہیں

بلند و پست سکندر و شش کو برابر ہے
نسیم بے سر و پا کا کہاں مقام نہیں

بلند ہو نہ زمین سے مرا مزار آتش
نشان قبر سے منظور ہمکو نام نہیں

بہشت طالعی کا تماشا دکھاؤں نہیں
گھر کو لگے جو آگ تو پانی بجھاؤں نہیں

جنس گران بہا کا خریدار کون ہے
بکتا نہیں الٰہی جو چوری ہی جاؤں نہیں

لالہ رخوں کے حسن کا سیکھو کا ہوں اقدس
دل ہو نہ سیر لاکھ اگر داغ کھاؤں نہیں

آنکھیں مری کرے جو منور جمال یار
گھی کے چراغ طور کے اوپر جلاؤں نہیں

مردوں کیطرح سوتے ہیں کیسے برے نصیب
ٹھوکر سے پائے یار کے انکو جگاؤں نہیں

بوسہ ملے کمان کا جو ابروے یار کی
محراب بیت کعبہ میں چلہ چڑھاؤں نہیں

جی چاہتا ہے شوق شہادت میں قبل مرگ
بنوا کے قبر لالہ کو اوسپر لگاؤں نہیں

فردوس کا کھلا ہوا دروازہ پاؤں میں
مضمون جہاں کے کاٹ کے باندھ لاؤں میں
بلبل ہوں ... ہوں شاعر نازک خیال ہوں
وہ گلبدن ... سماؤں میں
[illegible]

بڑھ نہیں چلتا ہی کوئی حد سے اپنی پیش یار	اوسکے پانو نہین سیہ رنگ حنا ہوتا نہیں
گو ہر شبنم بہم پہونچائین گلہائے چمن	یار کا سا خندۂ دندان نما ہوتا نہیں
دلربائی کے طریقہ مین نہین کامل ہنوز	حق نا زای طفل ابھی تجھسے ادا ہوتا نہیں
ای صنم پارس کی تیری پانون مین پتھر ہوئے	ٹھوکرین کھا کھا کے کب آہن طلا ہوتا نہیں
کون ملتا ہی نہیں ملتا اگر وہ نازنین	مین بھی اوس ناآشنا کا آشنا ہوتا نہیں
نشہ کی گرمی سی پہاڑ کھائے لگتا ہی دیار	اپنے جامے مین تو ای گلگون قبا ہوتا نہیں
کون سی شب کو وہ بت رہتا نہیں آغوش مین	شامل حال اپنے کب فضل خدا ہوتا نہیں

استخوان آتش کے ہین رزق سگان کوے یار
اس سعادت کا شرف بہر ہما ہوتا نہیں

غبار راہ ہین گو آج ہم ان بے سوار نہین	سمند عمر منزل طی کر نگا دو چار روز نہین
کھی بتخانہ پوجا کہ کیا طوف حرم ہمنے	اوڑائی تیری خاطر خاک کن کن رہگذار نہین
ازل ہی سے مری قسمت مین تھی گشتنگی لکھی	گیا طفلی مین بھی ہر روز مین اک دو کنار نہین
اجل آتو رہ اب یہ رشک مجکو قتل کرتا ہے	عزیزان پانون کو پھیلا کے سوتی ہین مزار نہین
ہوا ای کوے قاتل کا کبھی عالم نہین پایا	چمن کو بار ہا دیکھا ہی جاجا کر بہار نہین
نہ وہ آنسو گرے یاد آئی ہین ان آنکھوں سے	اوڑا کی خاک ہی سیر چمن کے آبشار نہین
امانت روح کی چھینوا کے عزرائیل سی تو نے	ہمارے نام کو لکھو ہوا ہے اعتبار نہین
نہایت عید کی نوروز کی اوس گل کو شادی ہے	لڑائی جائین گو کیا بیضۂ بلبل ہزار نہین

تیر گزشتہ ہین ہم آنکھین ملین گے	ہمارے سنگ مدفن پر ہزارون
نہ مل اے طبیعت چمن عطر گلزار	گلا کاٹین گے گلشن پر ہزارون
نہین اک مرد کو دنیا سے مطلب	مرین نامرد اس زن پر ہزارون

عجب کیا ہے اگر پروانے بے شمع
جلین آتش کے مدفن پر ہزارون

نواشہ دل کر لیے جاتی ہین نادان باغ مین	گل گریبان چاک ہین بلبل ہین نالان باغ مین
مرگیا جب خوش نوا بلبل غزلخوان باغ مین	اوسکی بھو نماز پڑھی ہے گلستان باغ مین
اسیر نے ناحق مجھے گلگشت کی تکلیف دی	تیر باران ہو گیا بے یار باران باغ مین
غیر ممکن ہے اسیری مین شگفتہ خاطری	دل نہ قیدی کا لگے ہو گو کہ زندان باغ مین
شیشہ کے منہ کسطرح رکھتا ہے دروازے کو بند	باغبان کیا سیر کو آئین ہین پریان باغ مین
چشم بلبل مین جو پیدا ہو سواد اہل علم	برگ گل ہو جائین اوراق گلستان باغ مین
یاد زلف یار آئی دل کو سودا سا ہوا	بوے سنبل سے طبیعت کی پریشان باغ مین
روے زیبا تمنے دکھلایا ہے جا کر بے نقاب	آبجو ہے صورت آئینہ حیران باغ مین
شوق کو یہ یار مین رونا جو ہون داغ کو نکر	اشک شبنم کسطرح جاتی ہین مہمان باغ مین
قتل کرتا ہے محبت کی نظر سے دیکھنا	سرو قمری کے لیے ہے سیف عریان باغ مین
نٹیون مین مہندی کی تونے بنائی گلیان	آگئین اے باغبان شاخ غزالان باغ مین
مہندی ملکے دھوے ہاتھ ادھر جو تو اے گل حسن	پھونکر ہون کلین نخل مرجان باغ مین

۱۰۲

آشنا معنی کے صورت آشنا ہوتا نہین
آئینہ دل کسطرح سے حق نما ہوتا نہین
درد مند عشق جو ہے دوا ہوتا نہین
تندرستی کا سیر ہے ہمار آشنا ہونا نہین

پھر اجب باغ سے تیرے قدِ بالا کا دیوانہ	بہت رویا گلے سے سرو کے مل مل گلستان مین

بہار آئی ہی دل بہلائیے پیری مین اے آتش
جوانانِ چمن کی دیکھیے محفل گلستان مین

پردے یہ غفلتونکی اگر دل سے دور ہون	مائل سو سجود سرِ پُر غرور ہون
تمیز کیجیے جو سفید و سیاہ مین	ظلمت جو زلفین ہون تو وہ چہرے نور ہون
پہلے ہی دیکھا ہون مین انکو جواب صاف	سمجھائین اب جو یار تیرے بے شعور ہون
آنکھونمین تنگ چشمونکی پھر بھی ہین فیل مست	ہر چند ناتوانی سے مین پائے مور ہون
بعدِ فنا بھی خاک رو یار ہوگئے ہم	ممکن نہین رکاب سعادت سے دور ہون
کرتا ہی کیا یہ محتسبِ سنگدل غضب	شیشونکے ساتھ دل نہ کہین چور چور ہون
خلخال پای یار مین آواز صور ہے	بیدار بخت خفتۂ اہلِ قبور ہون
کشتے جو حُسن گرم کے نالان ہون زیر خاک	سنگِ مزار جلنے لگین کوہ طور ہون
مرتا ہی غیر کس لیے کٹتا ہے یار کیون	حاضر ہین جان و دل جو کسی کو ضرور ہون
ساقی چمن مین آگ لگائی بہار نے	رنگِ شراب سرخ سے جام بلور ہون
ثابت جو یار کرتے ہین مجھپر خطائے عشق	انصاف ہو تو آپ سراپا قصور ہون
دل مین ان آئینونکے سراسر بھرا ہی زنگ	ہر چند پاک صاف یہ تیرے حضور ہون
رونے کی جا ہی حالتِ دیوانگانِ عشق	بر بہار دیدۂ وحشی و طیور ہون
عزمِ طواف کعبہ ہی اب کچھ غرض نہین	آتش بتانِ ہند پری ہون کہ حور ہون

بلبل کو خار خار دبستان ہی اندنون
ہر طفل کی بغل مین گلستان ہی اندنون

زنار عشق بت مین رگ جان ہی اندنون
ناقوس برہمن دل نالان ہی اندنون

آباد میرا خانۂ ویران ہی اندنون
سیلاب مجھ غریب کا مہمان ہی اندنون

دامن ہی اپنے ہاتھ مین اک رشک ماہ کا
پیش نظر ہلال گریبان ہی اندنون

باغ جہان مین جو ہی گرفتار ہی ترا
آزاد تو یک سرو گلستان ہی اندنون

کہتے ہین ہم زمین ہی مجنون کی [illegible]
[illegible] زندان ہی اندنون

کافر ہوا ہی جسنے جو خم [illegible] نہ تو ہے
[illegible] دل [illegible] مہمان ہی اندنون

ہنگامۂ حسن و عشق کا ہی گرم آج کل
[illegible] السمان ہی اندنون

[illegible]
[illegible] ہی اندنون

[illegible]
[illegible] ہی اندنون

[illegible]
[illegible] ہی اندنون

[illegible]
[illegible] ہی اندنون

[illegible] ہی اندنون

[illegible]

یہ کھلا آتش عناصر سے دل دیوانہ کو
چار دیوارین الگ تھی ہو کے زندان ہو گئین

قید ہستی سے ہنوز آزادگی حاصل کہان
روح سے چھوٹا ہے یہ زندان آب و گل کہان

ہچکیان لیتے تھے کوچہ مین ترے بسمل کہان
زخم ہنستے تھے کسیکے منہ بڑا ہے قاتل کہان

قدرت اللہ ہے نیرنگ سازی حسن کی
گورے گورے عارضون پر کالے کالے تل کہان

دسترس کسدن ہوا بند قباے یار پر
وا ہوئے ناخن سے اپنے عقدۂ مشکل کہان

طوف کوے یار کی حسرت نہین نکلی ابھی
طے ہوئی ہے کعبۂ مقصود کی منزل کہان

صورت ریگ روان گرم سفر ہون روز و شب
کچھ نہین معلوم جاتا ہون کدھر منزل کہان

ڈھونڈھے ایذا کوئی ایذا نہین دیتا اُسے
سایۂ دیوار کو اندیشۂ عامل کہان

بھیک کسکے حسن کی مقصود مہر و ماہ ہے
در بدر پھرتے ہین مثل کاسۂ سائل کہان

بحر ہستی سا کوئی دریاے بے پایان نہین
آسمان نیلگون سا سبزۂ ساحل کہان

وقت بد مین کون ہوتا ہے مصیبت کا شریک
ہجر کی شب کے اندھیری مین مہ کامل کہان

کونسا ایسا کیا ہے مجھسے یار نے سلوک
یاد آتی ہے عدم مین جلکے یہ محفل کہان

خندہ زن دیکھا نہ اک گل دیکو زندہ کسیطرح
ہوشیاری کی نظر سے آشنا غافل کہان

جنبش ابروے قاتل مین ہے شمشیر نگار رقیب
چہرۂ نامرد زخم تیغ کے قابل کہان

عشق کے صدمے اٹھانیکو جگر بھی چاہیے
خون ہوا میری طرح آتش کسیکا دل کہان

پہونچا سزا کو اپنے ہی بیداد گر کہاں
دزدِ حنا چڑھایا گیا دار پر کہاں

عشق ثمر کا قصہ ہوا مختصر کہاں
ہستی سے کر چکا ہون عدم کو سفر کہاں

داغِ جگر مٹا نہ سکی آہِ صبح گاہ
گل کرتی ہے چراغ نسیم سحر کہاں

لون بوسہ کسکا ہے دہن یار ناپدید
گسکے ہون ہاتھ طوق وہ نازک کمر کہاں

تا حال آنکھون نے نہین سیر بہشت کی
پیش آیا کوے یار کا ہمکو سفر کہاں

داغِ شب فراق جو چھپتا نہ چھوڑتا
کھاتا ہمارا مغز خروس سحر کہاں

آہن دلون سے چشم کرم ہے خیال خام
کرتا ہے سبز نخل کو آب تبر کہاں

حیران کار رہتے ہین آئینہ کیطرح
آنکھون سے پوچھیے کہ پڑی ہے نظر کہاں

دندان کا اپنے نقش لب یار پر جو ہے
پیدا کیا عقیق نے ایسا شجر کہاں

آئینہ دیکھنے کا گذرتا نہین خیال
اپنی خبر نہین انھین میری خبر کہاں

اندھیر آنکھون مین ہے اجالا ہے ناپدید
پردے مین شب کے چھپ رہی ایسی سحر کہاں

سودا نہین ہے گیسوے شبگون یار کے
ان دو بلاؤن سے ہے کسیکو مفر کہاں

خرمے لب کے بوسہ کا چکھا نہین مزہ
توڑا ہے نخل حسن کا ہمنے ثمر کہاں

دھوکا نہ دے سکیگا مجھے زلف یار کا
سنبل کے پاس طرہ ہو ہر چند پر کہاں

دم کیا بھریگا کوئی محبت کا یار کے
میرا سا دل کہاں ہے مرا سا جگر کہاں

قیدِ خودی سے چھوٹ کے جا کی ہے گور مین
آتش ملا ہے گنبدِ گردان کا در کہاں

...ر آتی ہے زنجیر سے مجھ مجنون کی	آج مجبور ہین وہ کل جسے مختار کیا

آب رحمت کریگا آ کے آتش چھڑکاؤ
خاک پر رکھین گے مجھ رند کی ابرار قدم

...ین بنے کون آشیان نہین معلوم
...ے صنم کا کسیکو مکان نہین معلوم
...خبر ہو گئے غفلت مین دن جوانی کے
...اشتیاق شہادت مین محو تھا وہ قتل
...سنا جو ذکر الٰہی تو اس صنم نے کہا
...ہا ہے کسنے طریق سلوک سے آگاہ
...سی طرح تو نہین ہے کو عشق کا آزار
...ان دکار رہا ہان سے ہون بخبر ہے
...پیر و کسکے مرے بعد ہوا امانت عشق
...وش ایسا ہوا ہون ہین کم دماغی سے
...تمہاری محبت ہر شہرۂ آفاق
...کس آئنہ مین نہان جلوہ ہے تری تمثال
...تھا خضر کو کس طرح چشمۂ حیوان
...گھلی ہے خانۂ صیاد مین ہماری آنکھ

نہال کس کو کرے باغبان نہین معلوم
خدا کا نام سنا ہے نشان نہین معلوم
بہار عمر ہوئی کب خزان نہین معلوم
لگین ہین زخم بدن پر کہان نہین معلوم
جہان کو جانتے ہین ہم نہان نہین معلوم
مرید کسکا ہے پیر مغان نہین معلوم
یہ زرد رہتی ہے کیون زعفران نہین معلوم
زمین کدھر ہے کہان آسمان نہین معلوم
اٹھائے کون یہ بار گران نہین معلوم
دہن ہے تنگ کہ نہین ہے زبان نہین معلوم
کسے حقیقت ماہ و کتان نہین معلوم
تجھے سمجھتے ہین ہم این و آن نہین معلوم
ہمین تو یار کا اپنے دہان نہین معلوم
قفس کو جانتے ہین آشیان نہین معلوم

غزلیات ۹۷

ردیف نون

لکھا ہے کس کے خنجر مژگان کا اسنے وصف
کیا حال ہے کسی نے نہ پوچھا ہزار حیف
آیا ہے یار فاتحہ پڑھنے کو قبر پر
شاگرد طرز خندہ زنی مین ہے گل ترا
باغ جہان کو یاد کرینگے عدم مین کیا
اللہ ری بیقراری دل ہجر یار مین
دروازہ بند رکھتے ہین مثل حباب بحر

اک زخم دیکھتے ہین قلم کی زبان مین ہم
نالان رہے جرس کی طرح کاروان مین ہم
بیدار بخت خفتہ ہے خواب گران مین ہم
اوستاد عندلیب ہین شور و فغان مین ہم
کنج قفس سے تنگ ہے آشیان اپنا ہم
گاہے زمین مین تھے تو گئے آسمان مین ہم
قفل درون خانہ ہین اپنے مکان مین ہم

آتش سخن کی قدر زمانہ سے اوٹھ گئی
مقدور ہو تو قفل لگا دین دہان مین ہم

آخر کار رہے چلتے تیر کی رفتار قدم
اوٹھ گئے وصل کی شب بستر از یار قدم
کوے مقصود سے یون کھنچتی ہے تمنا مجھے وہ
اہل عالم مین ہین زندہ نہین مردون کی طرح
ایک مدت سے رہ کعبہ مین آوارہ ہین
جوش وحشت مین بھی ہین پیش نظر زاہد
صورت برگ خزان جھڑتے ہین ہر گام کتنا
اے جنون کوہ و بیابان بھی دکھلا مجھکو

غیر منزل نہ پڑے راہ مین زنہار قدم
آگے ہم عمر روان سے بھی چلے چار قدم
جیسے سو جانے سے ہو جاتے ہین بیکار قدم
بڑھ چلین لاکھ مگر ساتھ ہین دو چار قدم
کیا خدا کا ہے مجھے دکھلاوینگے دیدار قدم
لیکے حسرت خار سر دیوار قدم
جب اوٹھاتے ہین تری راہ مین ہر بار قدم
رہین پستی و بلندی سے خبردار قدم

شام سے صبح تلک دور شراب آخر ہے
یاد رکھنے کی جگہ ہے یہ طلسم حیرت
آنکھ وہ فتنۂ دوران کسے دکھلاتا ہے
فتنہ انگیزی بھی چھپتی ہی کہین پردے مین
خون قاصد تو وہ سفاک سمجھتا ہی حلال
پائون پکڑے ہین زمین فی یہ ترے کوچہ کی
دیدۂ یار کہین کیا اسے کیف مے مین ہر
سبزۂ خط سے ہوئی اوسکی کدورت دوچند
وہی تحصیل محبت کا ہے عالم تا حال
لطف حاصل ہو جو زلفون مین گرفتاری کا
کوچۂ یار مین اپنا جو گذر ہوتا ہے

روتے ہین دیکھکے خندان دہن جام کو ہم
صبح کو دیکھتے ہی بھول گئے شام کو ہم
شعبدہ جانتے ہین گردش ایام کو ہم
سنتے ہین گبر و مسلمان سے ترے نام کو ہم
کسی غماز سے بھجوائین گے پیغام کو ہم
رہ صد سالہ سمجھتے ہین اب اک گام کو ہم
بھونکر روز گزک کرتے ہین بادام کو ہم
اب صفائی کے لیے ڈھونڈھینگے حجام کو ہم
پختہ کرتے ہین ہنوز آرزوے خام کو ہم
مول لین دل کی اسیری کے لیے دام کو ہم
نگران رہتے ہین حسرت سے در و بام کو ہم

حسن سے عشق کی خاطر سے خدا نے بھیجا
کرتے ہین آتش آسے آئے ہین جس کام کو ہم

غیرت مہر رشک ماہ ہو تم
جس نے دیکھا تمھین وہ مر ہی گیا
کیونکر آنکھین نہ ہمکو دکھلاؤ
حسن مین آپ کے ہے شان خدا

خوب صورت ہو بادشاہ ہو تم
حسن سے تیغ بے پناہ ہو تم
کیسے خوش چشم خوش نگاہ ہو تم
عشق بازون کے سجدہ گاہ ہو تم

آتش بقول مصرع سودا غرض نہین
یکدست اگر زمانہ جہان سے اوٹھا یے گل

درد دل کا جو کہا مینے فسانہ شب وصل	نیند آنے کا ہوا اوسکو بہانہ شب وصل
نہین کوتاہ کسی حال مین ہمت میری	خشک ہو ہاتھ تو ہو زلف کا شانہ شب وصل
حسرت جلوہ دیدار بہت ہے مجھکو	چاہیے میرے لیے آئنہ خانہ شب وصل
صبح ہوتے ہوئے اوس بت نے قدم رنجہ کیا	نہ رہا شکوہ و شکایت کا زمانہ شب وصل
مینے صندل کیطرح ماتھے کو رگڑا تا صبح	درد سر کا جو کیا اوسنے بہانہ شب وصل
مرتے ہین رشک کے مارے لب بوس اور قریب	شور کرتا ہے جو پازیب کا دانہ شب وصل
یار کیا مجھکو ملا دولت پایندہ ملی	ہاتھ آیا مرے قارون کا خزانہ شب وصل
چاندنی آئنہ مین مینے اوسے دکھلائی	پھیر دریا کا جو لایا وہ بہانہ شب وصل
خط سے پیغام زبانی نے ترقی کی ہے	آج کل تیر دعا کی ہے نشانہ شب وصل
دونون مہمان دم چند ہین دیکھون پہلے	جان جاتی ہے کہ ہوتی ہے روانہ شب وصل
عاشقونکی کشش دل ہے کہ لائی ہے انھے	چاہتا ورنہ خدا سے ہے زمانہ شب وصل

آتش اوس گل کو ہے لیجا کے چمن مین رکھنا
ہو مبارک تجھے بلبل کا ترانہ شب وصل

وہم ہے یار کا آغوش مین آنا شب وصل	پیرہن مین مجھے مشکل ہے سمانا شب وصل
سجدہ شکر خدا یا مین کیے رکھتا ہون	پانون پر یار کے سر کو ہے جھکانا شب وصل

طلسم تازہ دکھاتا ہے دیدۂ دل کو	کشادہ چہرہ کے اوپر دہان جانان تنگ
رہے نہ لالہ و گل سے کوئی جگہ خالی	بہار باغ سے ہو عرصۂ گلستان تنگ
پنہائی زخمونکی بدھی جو تیغ نے تیری	خوشی سے ہو گئے پیراہن شہیدان تنگ
نصیب شانے کے پیدا کرے دل صدچاک	بغل مین لین اسے وہ گیسوے پریشان تنگ
وہ دل جسمین تصور ہو خوش جمالون کا	وہ گھر ہے جسکو کہ رکھے ہجوم مہمان تنگ
نکل کے خانۂ زندان سے مین کدھر جاؤن	جنون کے جوش مین ہے وہ جہان کا میدان تنگ
ہر گوش ہی ہین کہ باتین زبانکی سنتے ہین	نکل گئے ہین ہین ہیں ہو کے دندان تنگ
بہار گل مین جو دل کو ہواے صحرا ہی	ہوا ہے روح کو قالب سے اپنے زندان تنگ
شکار مومن و کافر ہے کھیلتا وہ ترک	کمند زلف سے ہین ہندو و مسلمان تنگ
نقاب رخ سے جو دن کو وہ شمع رو اوٹھے	یقین نہ ہے کثرت پروانہ سے ہو ایوان تنگ
بہار گل ہین جو مین دھجیان ناخون اسکی	گلا دبانے کو پھانسی سے ہو گریبان تنگ
نہ کیجیو سر آتش پر اپنا سایہ ہما	فقیر کے ہے بدن پر قباے سلطان تنگ

ردیف لام

مومن کا مددگار ہے شاہ نجف اے دل	حامی ہے ترا شیر خدا لا تخف اے دل
بت توڑنے کو دوش نبی پر وہ چڑھا ہی	کعبہ کو تو لازم ہے اوسکے شرف اے دل
بیواسطہ ہے احمد مرسل کا خلیفہ	دنیا کے طلبگار کرین حق تلف اے دل
معصوم ہے عیبون سے زمانہ کے بری ہی	وہ لا الہٰ یداغ وہ بے تکلف اے دل

کون نالہ و فریاد و عندلیب
ہمچمن مین پیالہ چڑھای گل
وعدہ وصال کا ہی اندھیر نہین گور سے
شمع حیات جلد کہین ہو بجھی جائے گل
رکھتی ہے باغبان سے تو گر خار پاے یار
پوچھ یہ جگر مین نہین اس کے داغ صفات گل
دل پر مین تیری [illegible]

[illegible]

ردیف کاف فارسی

روشن ہے جس سے منزل دل تو وہ شمع ہے
دم سے ہی تیرے مظہر حسن و جمال خاک

نقش قدم کو تاج سر اسکا ہوں دیکھتا
افتادگی میں رکھتی ہے میرا سا حال خاک

سودا رہیگا سر کو محبت رخ یار کا
مدت کے بعد ہوتے ہیں جتنے ہیں بال خاک

اوس سیمبر کا جب سے زمین پر پڑا ہے پاؤں
آنکھوں میں نیاریوں کے ہے اوس دن سے مال خاک

پیدا کریگا خم سے زیادہ پیالہ ظرف
مجھ مست کی سلے جو تجھے ای کلال خاک

اوس رہ نشین کی ہوا میں یہ رنگ ہے
گاہے عبیر بنتی ہے گاہے گلال خاک

غنچہ نہ ہو شگفتہ نہ چھڑکیں جو باغبان
تیرے قدم کے نیچے کی ای نونہال خاک

صورت بگڑ گئی ہے اے ماہ چاردہ
بہروپیونکا رکھتی ہے آتش کمال خاک

بہار میں جو ہوا ہے مرا گریبان چاک
ہوئے ہیں لالہ و گل کی طرح سے سندان چاک

صدا یہ غنچۂ گل کے ہی کھلنے سے آتی
کرے جو تنگ گریبان ہے اوسکے شایان چاک

بنائے ساغرے جو کمہار تیرے لیے
پیالے ہوں مہ و خورشید و چرخ گردان چاک

کھلے چمن میں جو گنبد سے پھول تو یہ کھلا
کیے بہار نے ظاہر خزان کے پنہان چاک

نکلکے تن سے دکھاویگی اپنی جوہر روح
کھلیگا مطلب خط جب کہ ہوگا عنوان چاک

جنون کا جوش اوتاریگا پھاڑ کر کپڑے
بہار میں بدن اپنا کرینگے عریان چاک

کرونگا زلف کے سودے میں تار تار ایسا
دکھائی دینگے مرے جیب کی پریشان چاک

ملاؤں پیرہن گل سے کیا لباس اپنا
ہوا نہیں ابھی دست جنون سے چندان چاک

دکھلا رہی ہے گردش لیل و نہار رنگ
اس رنگ پر چمن میں سکتا خمار رنگ
ہر ایک مصرعہ ہے مرے دیوان کا اک چمن
اورنگ آباد میں ہے گلشن چراغ ناسخ
کلیات ناسخ

زلف لیلی سے سوا ہر سطر سودا خیز تھی ۔۔۔ ہو گیا دیوانہ مجنون پڑھتے ہی دیوان عشق

عشق یہی مذہب ہے باطل ہے جو ہے اسکے خلاف ۔۔۔ مرد مومن ہے وہی لایا ہے جو ایمان عشق

نام دو مشہور ہین شہر حسینان مین مرے ۔۔۔ بندۂ احسان عشق و تابع فرمان عشق

ہو مبارک تمکو مصحف کی تلاوت اے بتو ۔۔۔ دو جہان بھولے ہوئے ہین حافظ قرآن عشق

دل جگر دو اغون سے دونون ہین مرے کان مراد کی ۔۔۔ کشور تن مین ہے جاری سکۂ سلطان عشق

تولتے ہین موتیونمین اشک حسن یار کو ۔۔۔ دونون آنکھین اپنی ہین دو پلۂ میزان عشق

سیر ہو جاتے ہین ایسے بھوک پھر لگتی نہین ۔۔۔ زہر دیتا ہے نمکخوار ونکو اپنے خوان عشق

ایکدن تیری کمر کا طوق ہونگے انکے ساتھ ۔۔۔ ایصنم تائید غیبی رکھتے ہین مردان عشق

زعفرانی اشک ہین تو زعفرانی رنگ ہے ۔۔۔ اپنی خاطر سے مہیا آج کل سامان عشق

قطع ہو جاتی ہین دنیا کی تعلق یک قلم ۔۔۔ چھٹ گیا وہ ہو گیا جو قیدی زندان عشق

دو جہان مین آتش اس سے کوئی شی بہتر نہین ۔۔۔ وصف جو کچھ کیجیے اعلی ہے اوس سے شان عشق

ردیف کاف تازی

کسی حسین کی ہو کیا قدر یار کے نزدیک ۔۔۔ وہ گلعذار ہے یکتا ہزار کے نزدیک

خدا نے کی ہے عطا اوس صنم کو دولت حسن ۔۔۔ طلا و نقرہ ہین کیا مال یار کے نزدیک

قفس تک آئے جو لیکر چمن سے نکہت گل ۔۔۔ یہ فاصلہ ہے نسیم بہار کے نزدیک

شراب پینے کی کرتی ہے فصل گل تکلیف ۔۔۔ دن آتے ہین بط مے کے شکار کے نزدیک

گرو کوس سے میخانہ دور ہو ہر چند ۔۔۔ کرم کرے تو ہے ابر بہار کے نزدیک

فراق یار مین رہتا ہے یون تصور گور
نہو گا ہمسفر روح پیکر خاکی

خیال جیسے مسافر کا ہو سرا کی طرف
یہ سوے ارض روان ہو گا وہ سما کی طرف

بہت خراب رہا تبکدہ مین اے آتش
خدا پرست ہے چل خانۂ خدا کی طرف

یہ دل ہے جیسے تمھارے خیال سے واقف
کمال ہو جو ہوا اپنے کمال سے واقف
خدا کرے نہ تجھین میرے حال سے واقف
نہین جو روز و شب و ماہ و سال سے واقف
نہونگی آنکھین تمھاری جمال سے واقف
زبان سے کسکی سہ چار وہ نہین سنتے
خبر ہے کیا تجھے اون گیسون کی مشاطہ
وہ حاسدے خیر یہا ہے مری حسینون کو
مراد یہ نہین آیا ہنوز حسن شباب
فسانۂ طور تجلی کا سننے کے کان کھلے
وہ کام کرتے ہین جو دل اشارہ کرتا ہی
کہا یہ اوسنے نہ ہو وا کسیکو زلف کا عہ
فنا کے بعد کھلا دل کو عشق کا پردہ

کہ چار خلط سے نھتے اعتدال سے واقف
کرے تو وجد جو ہو جاے حال سے واقف
نہو مزاج مبارک ملال سے واقف
وہی ہے خوب زمانے کے حال سے واقف
جلا کے طور کروگے جلال سے واقف
زمانہ ہے ترے فضل و کمال سے واقف
ہنوز شانہ نہین بال بال سے واقف
نہو کمال تمھارا زوال سے واقف
کل و تم نہین اوس نونہال سے واقف
نھتے کر تتمۂ حسن و جمال سے واقف
شگون سے ہین نہ تو ہم گوش فال سے واقف
ہوا جو مجھسے پریشان حال سے واقف
تمام ہو سکے ہوئے ہم کمال سے واقف

ممکن خزان نہووے بہار شباب کو	گل ہو نہ تیرے حسن کا اے گلبدن چراغ
ہو گا نہ روشنی مین رخ یار سے فروغ	رکھتا ہے ناحق آرزوے رخسار زن چراغ
عالم مین جلوہ گر ہے مرا یار اس طرح	ہوتا ہے جیسے روشنی انجمن چراغ
لیجائین کوے یار مین مجکو جو اے شوق	روشن کرون مین جا کے میان چمن چراغ
مجبور ہین نہین تو اندھیر ہین گور کے	مردے جلائین بیچکے اپنا کفن چراغ
جلتا ہے خود بھی قبر مین روشن کیا کرین	غربت زدون کے نام کے اہل وطن چراغ
دیکھا جو بت کے حسن خداداد کی طرف	مسجد مین تو جلائیگا اے برہمن چراغ
ٹھنڈے کیے گرد یار کے خال سیہ نے ہین	بجھکر ہین رہ گئی لب چاہ ذقن چراغ
اے خاک آتش اپنا جو منظور ہو فروغ	چڑھ خاک پر مکھارے گے تو اور بن چراغ

ردیف ف

اللہ ہووے بلبل ناشاد کی طرف	گلچین جو بولتا ہے تو صیاد کی طرف
برسون سے قد یار کا مضمون نہین بندھا	مدت ہوئی نہین سے گئے شمشاد کی طرف
مستی سے اون لبونکی تعلق جھتونکو ہے	تھوکین کبھی نہ سوسن آزاد کی طرف
چلنے مین کی جو شوق شہادت نے رہبری	گردن جھکائی کوچہ جلاد کی طرف
اے جذب دل بغل مین سمجھتا ہون یار کو	جاتا ہے دھیان جب تری امداد کی طرف
آئینہ کی طرف نہ خیال آیا آپ کا	دیکھا نہ تمنے جوہر فولاد کی طرف
لایا ہے عشق حسن کا تیرے کشان کشان	اٹھاتا تھا کون عالم ایجاد کی طرف

منزل ہستی میں دشمن کو بھی اپنا دوست کر	رات ہو جاوے تو دکھلاوے تجھے رہزن چراغ

چراغ دل کی روشنی کافی ہے آتش گور میں
غم نہیں اسکا نہوا اپنے سر مدفن چراغ

بتیاں اوسکی بنا کر میں کروں روشن چراغ	باؤں سے اوڑ کر بجھا دے گر مراد اس کی چراغ
رات بھر جلتا ہے یہ آنکھوں بھی جلتا ہو وہ	دل کو دیکھے اور اپنا سینہ آہن چراغ
قلب ماہیت گداز عشق سے ہووے اگر	موم ہو کر کیا عجب روشن کرے آہن چراغ
تازہ ہو جاتا ہے یاد رفتگان سے داغ دل	کاروان کرتا ہے اس ویرانہ میں روشن چراغ
اسکے جلتے ہیں حسد سے دیکھکر مہر فروغ	روز اوڑا یا کرتے ہیں بندوق دشمن چراغ
دامن میں رکھتی ہے شمع فتنہ کی روشن دلی	چور پھر جاتا ہے گھر میں دیکھکر روشن چراغ
تیل کا مقدور تو اسکو نہیں باقی رہا	گھر جلا کر آپ کا کریں روشن دشمن چراغ
روز فرقت کچھ شب دیجور سے بھی ہے سیاہ	دنکو ہو ویگا ہمارے گھر میں اب روشن چراغ
کون کہتا ہے ستارے اپنی برق آہ سے	بن گیا ہے اس سیہ خانہ کا ہر روزن چراغ
جانتے نہیں چراغ محبت کی دل بر عشق میں	خانہ خالی میں دیکھا ہے کہیں روشن چراغ
دوستداری کی مزے سے آشنا ہووے اگر	اپنی چربی سے جلاوے راہ میں دشمن چراغ

یک دلی سے دو سیہ رو ہو سکے ہو ہنگامہ گرم
آتش افروزی کریں باہم ہوں جب روغن چراغ

سامنا کرتا ہے کیا اوسکا شبستان میں چراغ	مرد میدان ہے تو نکلے دنکو میدان میں چراغ

خاک ہو جاتی ہے جل کر ہمرہ پروانہ شمع
ہے تو زن رکھتی ہے لیکن غیرت مردانہ شمع

شام کو آتی ہے وقت صبح کر جاتی ہے کوچ
منزل ہستی کو سمجھے ہے مسافر خانہ شمع

تیری محفل مین اگر دیکھے مری گستاخیان
شوخی پروانہ سمجھے بازی طفلانہ شمع

سوزش دل کا بیان کچھ کچھ کیا تھا رات کو
موم ہو کر بہ گئی سنکر مرا افسانہ شمع

گریہ مستانہ کرتے کرتے آخر ہو گئی
کر چکی معمور اپنے عمر کا پیمانہ شمع

اور کچھ مطلب نہین پروانہ کا سمجھے رہے
آشنا کو آشنا بیگانہ کو بیگانہ شمع

آشنا ہے حال بھی بیگانہ بعد مرگ سے ہے
گور پر دیوانہ کے لاتا نہین دیوانہ شمع

جنبش شعلہ نہجان اسکو اشارے سے یہ یار
کرتی ہے محفل مین تیری سجدۂ شکرانہ شمع

روے روشن سا ترے رکھتی رخ روشن اگر
جان قیمت مانگتی گاہک سے دل بیعانہ شمع

لائی ہے ایمان یہ کسکا مصحف رو دیکھکر
رکھتی ہے اشکون سے اپنے سبحۂ صد دانہ شمع

دل مین رہتا ہے خیال چہرۂ پر نور یار
پرتو مہتاب سے رکھتا ہے یہ کاشانہ شمع

چشم غول آنکھو نہین پھر جاتی ہے اسکے شعلہ ہی
یاد دلواتی ہے مجھ دیوانہ کو پروانہ شمع

عکس روے آتشین سے تیرے اے گل پیرہن
زلف شبگون مین ہوا ہر ایک خانہ شانہ شمع

سر کو کٹواتی اگر مجھ سخت جان کی طرح سے
توال دیتی آہن گلگیر مین دندانہ شمع

روشنی دیکھے گا یارب کو نسا رشک پری
ڈھالتا ہے اپنی چربی سے ہر اک پروانہ شمع

عزت مہمان ہے لازم چاہیے پروانہ کو
در تلک لینے کو آوے لیکے صاحب خانہ شمع

حسن ناقص ہے کوئی عاشق نہو آتش اگر
ہے یقین بے پر یہی ہے خوبی پروانہ شمع

ردیف غین معجمہ

۸۷

بلبلستان ہو شبستان لالہ گلشن چراغ

...

رات کو بیداری مین رہتا ہے خیال روے یار
...

نشۂ عشق کا اثر ہے شرط
لب خشک اور چشم تر ہے شرط

بے خبر ایکدن سفر ہے شرط
کیسے رکھتے ہیں ہم خبر ہے شرط

مست تیرے سے ہے محتسب کا
دین و دنیا سے بے خبر ہے شرط

صندلی رنگ سیکڑوں معشوق
عشق بازی کا درد سر ہے شرط

قول پر قول ہے یار سے ہے
شرط پر شرط پر ہے شرط

کہوں کیونکر میان یار کو ہیچ
جسم کے واسطے کمر ہے شرط

زلف خوبان درازہ لازم ہے
خال کو تاہ و مختصر ہے شرط

قابل گوش سیکڑوں گوہر
گوش بھی قابل گہر ہے شرط

یہ تمنا ہے بندگی تیری
اوس قدر ہو کہ جس قدر ہے شرط

گلشن عیش کے نظارہ کو
مثل غنچہ گرہ میں زر ہے شرط

توبۂ مے کے توڑنے کے لیے
ساقی غیرت قمر ہے شرط

لب شیرین سے میٹھی باتیں کر
زہر میں زہر کا اثر ہے شرط

جھوٹے سچوں کا دیتے ہیں دھوکا
جوہری کے لیے نظر ہے شرط

عشق میں صبر کار مشکل ہے
دل کے خون کرنے کو جگر ہے شرط

طور سے کیا کیا تجلی نے
حسن بے پردہ سے حذر ہے شرط

عہد پیری میں روئے رنگین دیکھ
سیر گلزار کو سحر ہے شرط

معرکۂ عشق کا ہے یاں آتش
پانون پہ تیغ رن کے سر ہے شرط

ردیف ظاء معجمہ

بی کو پرہشتا نظر آتا نہیں زنہار لحاظ
نہیں عشاق سے مجھکو ہمدم دنیا سے گریز
ہو باہم سے تو ہے عاقبت کار لحاظ
اودھو گیا پردہ بھی تیری طرح سے الا یتیمی
تجھے رکھتے ہیں ہیں بجا کافر دیندار لحاظ
تو وہ بندہ ہوں ہیں عدم از مسلمان نکلا
نور کا بار کا اسے تجھ ستمگار لحاظ
بام تو تو ٹوٹے ہے نازوں کا ہے کبھی زور آور
بات بڑھ جاتی ہے کبھو دیتی ہے تکرار لحاظ
تخت کوئی سے ہے جیسے کہ چاہیے اوس یار لحاظ

ردیف عین مہملہ

قدر کیا رکھتی ہے مجلس میں چراغ و شمع
نام پر جس کا پتنگا کو ہوئی مشہور شمع
صاف آئینہ سے نظر پڑتا ہے کیسے نور شمع

آتش

آفت جان ہے ترا اے سرو گل اندام رقص
ساتھ ہر ٹھوکر کے کرتا ہے ہمارا کام رقص

طبع عالی باز رکھتی ہے تماشے سے مجھے
بام پر گویا کہ میں ہوں اور زیر بام رقص

کس طرح کرتا ہے وہ ذلت گوارا آدمی
فی الحقیقت کچھ نہیں غیر خیال خام رقص

چہرۂ محبوب پر گیسو نہیں لہرا رہے
بت کے آگے کرتے ہیں کفار نافرجام رقص

اے دل پُر داغ بیتابی سے کچھ حاصل نہیں
ہو سکا طاؤس سے کب قاتل انعام رقص

دم فنا ہوتا ہے دامن کی ہر اک ٹھوکر کے ساتھ
خرمن امید کو ہے برق کا پیغام رقص

حرص دنیا حسن غارتگر کو رکھتی ہے خراب
بہر زر کرتے ہیں محبوبان سیم اندام رقص

سینہ کوبی کی صدا ہے یہ گھنگرو کی صدا
بیقراری ہے تری یا اے دل ناکام رقص

ایکدن لایا تھا جام مے ترے ہونٹھوں تلک
آج تک کرتا ہے گردون مینافام رقص

چشم راحت کار ذلت میں خیال خام ہے
عمر بھر رقاص کو رکھتا ہے بے آرام رقص

اپنی صورت سامنے اپنے تماشا گاہ ہے
کیا سمجھکر یہ روا رکھتے ہیں خاص و عام رقص

سیکڑوں میں چلکے سیر عالم نیرنگ کر
قلقل مینا ہے نغمہ اور دور جام رقص

دل اسی پہلو میں آتش ہیں ازین بیتاب تھا
یہ وہی جا ہے جہاں ہوتا ہے صبح و شام رقص

ردیف ضاد معجمہ

کام ہے شیشے سے ہمکو اور ساغر سے غرض
مست ہیں شراب روح پرور سے غرض

عشق صورت سے خیال آیا ہے معنی کی طرف
جب صدف سے مدعا تھا اب ہے گوہر سے غرض

آشنا ہوتی ہیں مفلس کے کہاں یہ لالچی
زر کی خواہش ان حسینوں کو ہے زیور سے غرض

ردیف ص

۸۵

معشوق سے امید وفا ہے خیال خام غلط

ردیف شین معجمہ

جلا مین شمع کے مانند بزم خاموش
تمام عمر کی قصہ تمام خاموش

بسکہ اشکون ہی نمی ہی میری گھر مین روز و شب	مہندی کی تتی سے رہتی ہی ہرا کے دیوار سبز
دیکھیے کس کس کو وہ زرین قبا کرتا ہی قتل	سرخ اک بیجا غضب ہے قہر ہے شلوار سبز
کون کہتا ہی نہین عناب ہے اوسکو عشق	چہرہ آتش ہی مثل چہرۂ بیمار سبز

ردیف سین مہملہ

کرتے ہین عجب یار سراغ پر طاؤس	زخمی کو نہین اوسکے دماغ پر طاؤس
صیاد بھی زخمی ہی اسے باندھین گر دون	جو دم ہے غنیمت ہی فراغ پر طاؤس
محتاج نہین روشنی عمارتی کا	داغ اپنا ہی ہے شمع و چراغ پر طاؤس
اے ابر ترے عشق نے یہ رنگ دکھایا	ہر داغ ہے اک لالہ باغ پر طاؤس

دھویا کرے باران بہاری اسے آتش
چھٹنے کا پرون سے نہین داغ پر طاؤس

ذرہ خورشید ہو ہو تے جو دریار کے پاس	سایہ بن جاے ہالوٹ کے دیوار کے پاس
طرۂ زلف ہے زیبا نہین رخسار کے پاس	خوشنما کتنے ہین کوے کمر یار کے پاس
کوچۂ یار مین سایہ کی طرح رہتا ہون	ور کے نزدیک کبھی ہون کبھی دیوار کے پاس
سیکڑون تشنۂ دیدار ہین معلوم نہین	کسکی قسمت کا ہی پانی ترے تلوار کے پاس
مجکو دربانی کی خدمت ہو تو اے خانۂ یار	سایہ کو آنے نہ دون میں تری دیوار کے پاس
فکر مرغان چمن کی ہے بہار آئی ہے	جھوپڑا ڈالا ہے صیاد نے گلزار کے پاس
کب جواب آئیگا خط شوق کا وان سے دیکھون	روز ہو آتا ہون ہر کارۂ اخبار کے پاس

ردیف صاد

تیرے سوا کسی سے علاقہ نہین ہے مجھے	لازم نہین ہے خادم سرکار سے بگاڑ
اے بحر حسن لہر یہ کیا آئی ہے تجھے	رکھتا ہے اپنے تشنۂ دیدار سے بگاڑ
دیوانے آج کل کے کچھ آتش نہین ہین ہم	مدت ہوئی کہ ہے سر و دستار سے بگاڑ

ردیف زائے معجمہ

ساتھ ہے بعد فنا حسرت فتراک ہنوز	دامن زین سے لپٹتی ہے مری خاک ہنوز
کیسے پھٹتے ہین مری خانۂ زنجیر مین بھی	پاؤن تو سست ہوئے ہاتھ ہین چالاک ہنوز
کون کہتا ہی بسر ہوگئے ایام جنون	اک گریبان نظر آتا نہین بے چاک ہنوز
آنکھ بھر کر نہ کبھی چاند سی صورت دیکھی	نہین آلودہ ہماری نگہ پاک ہنوز
عشق نے نقش بٹھایا جو نگین دل پر	مٹنے جانا کہ زمانے مین ہین حکاک ہنوز
باغبان کیسی بہار آئی ہے کیا عالم ہے	نظر آتے ہین چمن مین خس و خاشاک ہنوز
کیا کرون اسکو نہ نکلے جو بخار اک دل کا	وہ سمندر ہین مرے دیدۂ نمناک ہنوز
اس قدر قحط ہے کسو واسطے مے کا ساقی	زیر دیوار چمن پاے پڑتے ہین تاک ہنوز
استخوان خاک ہوئے خاک بھی برباد ہوئی	صاف ہوتا نہین اسپر بھی وہ سفاک ہنوز

وہی پستی و بلندی ہے زمین کی آتش
وہی گردش مین شب و روز ہین افلاک ہنوز

جوش و خروش پر ہے بہار چمن ہنوز	پیتے ہین نوجوان شراب کہن ہنوز
پاتا نہین ہین یار کو میل سخن ہنوز	معدوم ہے کمر کی طرح سے دہن ہنوز

اس قدر تو سعی کرتا ہوں میں اے عشق میں
پانوں کا میرے پسینا ہے روان بالاے سر

فکر کی گرمی سے جلتا ہے زبس میرا دماغ
جاے سود کھلائی دیتا ہے دھوان بالاے سر

لکھے خط حسرت میں قاصد کہو میں مجنون ہوا
چاہیے ہدہد بنادے آشیان بالاے سر

ایک دن تو بام پر سے روے نورانی دکھا
پڑ رہی ہے کیسی خاک آستان بالاے سر

صورت یوسف ہے وہ طفل حسین ہر دل عزیز
آنکھوں پر رکھتے ہیں پیر اوسکو جوان بالاے سر

کونسا گلرو ملے گا مہندی اپنے پانوں مین
بوتے ہیں نخل حنا کو باغبان بالاے سر

حسرت سہا ہی ترے در کے فقیر ونکو نہین
تخت ہے ہمکو زمین چتر آسمان بالاے سر

کس جگہ زیر زمین قبرین نہین آہستہ چل
پانوں پڑتے ہیں ترے ایجان جان بالاے سر

میل آرایش چراغ حسن کو دیگا فروغ
سرخ تی باندھے گا وہ دلستان بالاے سر

یہ بھی دیوانہ کسی گلرو کا ہو وے اے کریم
آشیان بلبل کا رکھے باغبان بالاے سر

تابکے سر میں نہان رکھوں میں سودا زلف کا
موے سر کے بدلے سنبل ہو عیان بالاے سر

آرزو ہے پانوں پر اوسکے ہمارا سر ہو اور
دست شفقت پھیرے وہ شوکت نشان بالاے سر

کونسا حلقہ ہے جسمین اک دل عاشق نہین
طرۂ گیسو ہے اوس گل کو گران بالاے سر

نالے کرتا ہوں تو کہتے ہیں مجھے اہل زمین
کیوں اوٹھایا چاہتا ہے آسمان بالاے سر

اپنے عریانوں کا پردہ رکھیگا وہ عیب پوش
روز محشر ہونگی چشم مردمان بالاے سر

قتل جب چاہے کرے آتش وہ ترک جنگجو
نے گلے میں ہے زرہ نے خود یان بالاے سر

اس گل کے خط سبز کے کشتہ ہین اہل ترع
جائز رکھا ہے سجدہ انھون نے گیاہ پر

دندان یار جب سے سمائے ہین آنکھ مین
لیتے ہین موتی جوہری اپنی نگاہ پر

شہر بتان مین حوصلہ فریاد کا نہ کر
یان رسم ڈر کی پڑنیکی ہے دادخواہ پر

مشتاق اہل میکدہ ہین یان کرم کرے
ابر سیہ کا لطف نہین خانقاہ پر

آتش زمین کو بھی سمجھتا ہون آسمان
ہوتا ہے بیچ ولو کا شک مجکو چاہ پر

حکم رانی پہ ہوا اسپ سلیمان بہار
عشق پیچان بن گیا طغرائے فرمان بہار

زخم خندان یار بن ہے روے خندان بہار
تیر باران بلا ہے مجکو باران بہار

بے بقا ہے ہستی شبنم سے باران بہار
برق کی چشمک سے کم وقفہ ہے دوران بہار

زلف سنبل کو سمجھیے گوش گل کو جانیے
نرگس شہلا کو کہیے چشم فتان بہار

شاخ گلبن پر یہ طفل غنچہ سے ظاہر ہوا
فے سواران چمن ہین مرد میدان بہار

کیا سمجھکر روندتے ہین مجکو سیار چمن
سبزۂ بیگانہ ہون لیکن ہون مہمان بہار

زلف کا ہونا قریب چہرۂ رنگین ہے شرط
باغ بے سنبل ہے بے شیرازہ دیوان بہار

چاک پیراہن ہر اک گل کا بعینہ زخم ہے
کھیت ہے تلوار کا یارب کہ میدان بہار

روشنی ہووے جو آنکھو مین تو سینے داغ کر
لالۂ آتش زبان ہے شمع ایوان بہار

آب جوئین ہین صفا سے سینۂ اشراقیان
ہر گل خوشبو ہے افلاطون یونان بہار

پیش آتی ہین بدون سے بھی کرم کی سلف نیک
رزق زنبور عسل ہے ریزۂ خوان بہار

[illegible]

جنون لیجلی بیابان کو مین باز آیا گلستان سے
خوش آئی ہے کسے چشمک فی نرگس کی سوسن پر

یہ حرف سینہ کوبی ہے وہ حرف نخل ماتم ہے
مرے ماتم سے رقت رہتی ہے اک سنگ آہن پر

ہر اک مصرع مین یان مضمون ہے آتش دوستداری کا
ہمارے شعر کا انصاف ہے انصاف دشمن پر

بہار آئی ہے عالم رنگ گل و نسرین و سوسن پر
جوانان چمن نازان ہین اپنے اپنے جوبن پر

نقاب اوٹھے جو تو رخسار آتش رنگ سے اپنے
پر پروانہ سے آئے جلین شمعونکی گردن پر

دل نازک کو اپنے جنبش مژگان سے کیا ڈر ہے
چھری چلتی کبھی دیکھی نہین شیشہ کی گردن پر

تمدر رعانی مقامون کو ہی لازم خاکساروں سے
پیادہ ہے غالب آئے ہین سوار پشت توسن پر

ادب آموز ہے ہر ایک ذرہ اپنے وادی کا
نہین ممکن کہ گرد اوڑ کر تیرے رہرو کے دامن پر

حشیم اکثر آئے ہین تماشا دیکھنے اسکا
کمند آہوے شہری ہے سبزہ اپنے مدفن پر

نہایت بلبل شیدا کا اسنے دل جلایا ہے
جو بیس ہے تو رکھدون اگ ہر گلچین کے دامن پر

نہ کیا سخت طینت کو کبھی سر سبز دنیا مین
شگوفہ پھولنا باقی نہین دیوار آہن پر

زرہ جبہ نسے اے قاتل گلے مین تو نے ڈالی ہے
طلا و نقرہ کو اک رشک ہے اقبال آہن پر

نہانیکو نجا حمام مین ہمرہ رقیبون کے
لٹا دیگا ہمین رشک آتش سوزان گلخن پر

نہ سمجھا پر نہ سمجھا میرے خط شوق کا مطلب
غدر رنے مجھے عاشق کیا کس طفل کودن پر

تری زلف سیہ اک دن سفید آیا رہو دیگی
یہ وہ شب ہے چلے گی جو طریق روز روشن پر

حرارت طور کو شعلہ کی ہر اک شانہ رکھتا ہے
یقین ہے خاک ہو بجلی گرے گر اپنے خرمن پر

ردیف نون ۸۰

[illegible]

ادس ترک سے جو کین ہین صحرا مین چار آنکھین
کشتۂ نگو تیری قبرین نہ کھین جو دیکھ لینا
وہ پھول ہوئے ہین پیدا اک نخل حسن ہین سے

جھنجھلا کے کیا ہی کہتے چھڑوائے ہین ہرن پر
زندون کو ہوگی حسرت مردون کی انجمن پر
باوام پستہ صدقے ادس چشم اوس دہن پر

ملتا ہے کیا جو آتش مرتے ہین اہل دنیا
اک دو وجب زمین پر اس یکدو گز کفن پر

دم نکلتا ہے نگاہ چشم مست یار پر
شرم ہے وہ شرمگین آنکھین جھکی جاتی نہین
خوشنما ہے چہرۂ محبوب پر زلف سیاہ
چھیڑ سکتا ہے کوئی ابرو کو شانہ مثل زلف
کھینچتا ہے آنکو دور اس قدر کیون آفتاب
کیا کرون پست و بلند راہ الفت کا بیان
سرسری سمجھو نہ میری آہ کو اے سنگ کشتہ
حسن کے منہ کی نقاب الٹین گے بیماران عشق
کیون نہ پھانسے عاشقون کے دل وہ طفل برہمن
رو دیا ہے عاشقون نے ابر باران کیطرح
رنگ شب اوڑتا ہے گیسوے سیہ کو دیکھکر
لپٹی پگڑی سے قاتل کی کیا تشبیہ دون

نشہ کا ڈورا بلا سے جان ہے اس تلوار پر
رات بھاری ہوگئی ہے مردم بیمار پر
عالم اک دکھلاتی ہے کالی گھٹا گلزار پر
ہاتھ پھر سکتا ہے تیغ تیز کی کب دھار پر
سایہ کیا سورج مکھی کا ہے کسی رخسار پر
چاہ مین اک پانون ہے اک پانون ہے دیوار پر
پھونک ہی دیگی گریگی جبکہ بجلی خار پر
مہر توڑینگے جو کی ہے شربت دیدار پر
طرہ ہے گردن کا ڈورا اوس کی زنار پر
تمغے مارا ہے قدم جو برق کی رفتار پر
داغ ہے ماہ دو ہفتہ کو ترے رخسار پر
داغ کا دھبا لگا ہے لالہ کی دستار پر

زلف سیاہ یار کی ہر رنگ نہین کبھی
پھیلا دو کاکل سے ابھی دام دوش پر
بالا سے بام ہو جو ہمکلام دوش پر [illegible]
ادھر نظر سے ... لب بام دوش پر [illegible]
بیمار ہی قسم ہے ہم اپنی کا دوش پر [illegible]
طفلی مین بھی ہم اپنی مالی دماغ تھا [illegible]
جاتا تھا روز تماشا لب بام دوش پر [illegible]
... ہو بنا اشتیاق [illegible]
کاندھا ہے ... سے جنازہ ... نازنین [illegible]
بھاری ہے ... دوش پر [illegible]

دل تو کہتا تھا نکل چلنے کو پر چلتے وقت	پیشتر دل سے ہوئی جان ہماری تیار
مجکو مضمون سے بھی جس وقت کہ لاغر پایا	کشتی گریہ کو ہوئی باد بہاری تیار
اس قدر تنگ گریبان نہین زیبا پیارے	پھانسی دیجے اسے گردن ہی ہماری تیار
سر سے اندھیر جتا قہر قیامت مستی	فتنہ انگیزی کی ترکیبین ہین ساری تیار
ہار پھولون کے پہنتے ہو تو میری خاطر	بدھی زخمون کی کرے تیغ تمہاری تیار
زرق ہر صبح پہونچتا ہے مجھے بے منت	خون دل لخت جگر کی ہی ہماری تیار
زندگی مین ہو فراغت ہوئی تو ہوئی	اے فلک تنگ ہو گور ہماری تیار
اس زمانے مین سپاہی نہین بیگاری ہین	نہ تو تلوار ہی ہے نہ کٹاری تیار
ضد سے دہیان اوسکو تکلف کا نہ آیا ہرگز	رہی لگ چلنے کو دامن سے کناری تیار
تیرے دیوانے کی وحشت ہی زیادہ ہر سال	بیڑیان ہوتی ہین ہر مرتبہ بھاری تیار
کمر یار کا تنک اونکی کمر پر جو پڑا	پھاڑ کھانیکو ہوے یوز شکاری تیار

تخت تابوت کہان نکلے غبار اوڑ جاؤ
باؤ کے گھوڑے کی آتش ہی سواری تیار

دیکھی جو صبح زلف سیہ فام دوش پر	نظارہ کرتے کرتے ہوئی شام دوش پر
طفلی سے ہون دوچار نشیب و فراز دہر	راحت نہ گور مین بھی نہ آرام دوش پر
مجھ بخت جان کا سایہ جو سیلاب پر پڑے	لادے پھرے حباب دروبام دوش پر
نادانی کا سبب ہے جو ہے طفل کو فراز	رہنے نہ دیگی گردش ایام دوش پر

[illegible]

[illegible]

عیسیٰ نے نسخہ مین ترے بیمار کے لکھا
اے خضر راہ منزل مقصود الغیاث

گردن نہ خم ہو شیخ صفت گو ہمانیان
مضمون باندھ لاتی ہی فکر اپنی عرش سے

روپوش ہے جو یار سے اسکا گلہ نہین
کیفت شراب مین ہی مزا فکر شعر کا

بنتی ہی جان پر جو حرارت سے عشق کے
تسکین کے لیے ہم گئے منزل مین گور کے

وصل حبیب حاصل عمر عزیز ہے
فرقت مین یار کے یہ سخن تکیہ ہے مرا

درد فراق کو کرے پروردگار دور
چھوٹا ہے مجھ غریب کا مجھسے دیار دور

تن پر سے میرے سر کو کرین لاکھ بار دور
ڈھونڈھا ہے جب تو ہمکو ملا ہے شکار دور

نزدیک دل سے ہر ہے آنکھون سے یار دور
رکھتا پیادہ سے ہے ارادہ سوار دور

کرتا ہون آہ کھینچ کے دل کا بخار دور
پہونچے تڑپ تڑپ کے ترے بیقرار دور

وہ گل ملے تو ہجر کا ہو خار خار دور
مخدوم سے نہ اپنے ہو خدمت گزار دور

پیری مین ترک مے کا ارادہ نہ کیجیو
آفت صبوحی کرتی ہی شب کا خمار دور

قصۂ سلسلۂ زلف نہ کہنا بہتر
ضبط گریہ سے جلا کرتی ہین آنکھین سے مری

دونون ہاتون کی ترے یار کرون کیا تعریف
یار کو دیکھین گے پہنا کے شب مین تو سے

نفس امارہ سدا رکھتا ہی یہ سرکش دشمن
پیچ در پیچ ہے خاموش ہی رہنا بہتر

بند ہونے سے ہے ناسور کا بہنا بہتر
بانیادہ سنے سے تو پھر ہاتھ مین رہنا بہتر

لگیا کوئی اگر پھولون کا گہنا بہتر
آدمی کے لیے غافل نہین رہنا بہتر

[illegible]

زور بازو ہی کو بازو کا میں سمجھا تعویذ	بس ہے انسان کو تقدیر کا لکھا تعویذ
دشمن و دوست پس از مرگ لیں گے انہیں	نقش جب کا ہے مرے سنگ لحد کا تعویذ
دل سے دشمن سے رہی جنگ ہمیشہ ورزش	نہ زرہ پہنی کبھی سینے نہ باندھا تعویذ
جذبۂ دل سے پری رویوں کو تسخیر کیا	نہ تو گاڑا نہ جلایا نہ بہایا تعویذ
ذوقِ یار کے بوسے کی تمنا ہی رہی	لکھکے کس روز کنوئیں میں نہیں ڈالا تعویذ
مے کی تکلیف نہ کیونکر کریں اون آنکھوں کو جام	موے سر ابر سیہ برق سنہرا تعویذ
نہیں ٹلتی کسی صورت سے بلاے مرہم	ڈھونڈے کسواسطے آتش کوئی گنڈا تعویذ

ردیف را

شانہ ٹوٹا تار گیسوے معنبر توڑ کر	پھل نہیں پاتا کوئی شاخ صنوبر توڑ کر
اوس نگہ سے سینہ میں ممکن نہیں دل کو پناہ	قلعہ میں تیر قضا لگتا ہے بکتر توڑ کر
شاخ گل پر سے کیا تھا اسکے بلبل کو اسیر	ہاتھ پر صیاد نے بٹھلا لیا پر توڑ کر
پھوڑنا تیشہ سے اپنا سر تھا اے کوہکن	چھیننا شیریں کو تھا پرویز کا سر توڑ کر
باز آیا فعل سے اپنے نہ بد مستی میں بھی	شیشہ کو منہ سے لگایا پینے ساغر توڑ کر
اے دلِ صد چاک الجھکر زندگی بھی ہو نہ تنگ	پیچ کا اون گیسوؤں کے شانہ نہکر توڑ کر
درد بازو میں رہیگا سخت جانی سے مری	خون عاشق کی قسم کھاؤ گے خنجر توڑ کر
شیشہ کو توڑا اگر تو نے لڑا کر جام سے	محتسب رکھدے تری گردن برابر توڑ کر
آئینہ لیتا تو ہے وہ لاابالی دیکھنا	پھیر دیگا چار دن میں اے سکندر توڑ کر

جنبش ابرو سے آئینہ نہ ٹکڑے ہو نہو
بیشتر کرتے ہین ساحر سحر سے تلوار بند

کیا کہون وعدہ خلافی سے ترے احوال شب
لکھو لکر روزے کو کرتا ہون سو سو بار بند

دل مین آتا ہی کہ اکدن رہ کے دھوڈالون انھین
روز لکھتے ہین کراماً کاتبین دو چار بند

حسن جنس بے بہا اہل زمانہ تنگ چشم
آج کل کرتا ہے قحط مشتری بازار بند

تونے اک پیچا سجا ہے ہاتھ سے اپنے جو یار
کرتے ہین غالب تہی سنکر اوسے دستار بند

پوچھتا ہے طنز سے کیا باندھی ہی کس پہ کمر
باندھی ہے اسپر کمر کھولون تو اسلوار بند

دیر مین جاوے اولت کرگر تو چہرے سے نقاب
مصحف رخ پر تصدق بت کرین زنار بند

گوش زد ہووے اگر تقریر تیرے مست کی
زاہدان خشک ہون مثل زبان خار بند

موسم گل کی ہوا چلتی ہے ساقی جام بھر
شیشے مین تا چند رکھے کا مے گلنار بند

رخ جب غالب مین آئی مجکو اتش کھل گیا
ہو چکا کنج قفس مین بلبل گلزار بند

ردیف دال ہندی

۷۵

خوبرو ہوتے ہین سنکر تری تقریر سفید
اور خاموشی سے ہم عاشق دلگیر سفید

وہ سیہ کار ہون ظلمت کدہ دہر مین مین
چاہیے دے نہ کفن ہی مجھے تقدیر سفید

لب جانان کی کبودی جو اونھین دم کھلاؤن
زرد ہووے گل سوسن تو طباشیر سفید

خاکساری سے ہوا آئینہ دل روشن
کیا مس قلب کو کرتی ہی یہ اکسیر سفید

سردمہری بتان کی جو حکایت لکھون
شمع کافوری سے ہو خانہ تحریر سفید

عید کا دن ہے بغل گیر وہ دلبر ہو گا
پہنے پوشاک ہر اک عاشق دلگیر سفید

[illegible]

رنگ رخسار گل و لالہ دگرگون ہوگا
نہ رہے گی یہ گلستان کی ہوا میرے بعد

زندگی تنگ ہین قیامت کے یہ سارے دھڑکے
مجھکو کیا غم ہے اگر حشر ہو میرے بعد

دوستداری کا گنہگار ہون وہ دشمن جان
مغفرت کی مرے مانگے گا دعا میرے بعد

مین جو نوشہ تو وہ بن جائیگی آغوش عروس
گور سے آئیگی شہنا کی صدا میرے بعد

خون ناحق کا مرے کھینچیگا خمیازہ
ہاتھ سے لیگا بہت سلکے حنا میرے بعد

قفس تن سے چھٹا مین تو چمن سے لاکر
بوے گل کسکو سنگھاویگی صبا میرے بعد

کلہ کج نہین رہنے کی تمہارے سر پر
تنگ و چست ایسی نہوویگی قبا میرے بعد

ہڈیان کھا کے جو مجھ کشتہ کی لذت پائی
صدقے ہوگا مرے قاتل کی ہما میرے بعد

مین نہونگا تو نہوگا یہ قمار الفت
کوئی بدنے کا نہین شرط وفا میرے بعد

گور تک ساتھ ہے پڑھکے جنازہ کی نماز
فرض جو تھا سو کیا تمنے ادا میرے بعد

آئینہ رکھکے بناسنیکے نہین شانے سے
مختصر ہوویگی یہ زلف رسا میرے بعد

قبر پر فاتحہ کو آئے وہ شوخ ای آتش
نیک توفیق دے اوس بت کو خدا میرے بعد

چاندنی رات مین کھولون جو ترے خواب مین بند
عمر بھر آنکھ نہو پھر شب مہتاب مین بند

شمع سان سوزش دل ہمسے کسی نے کمی
رہگئی اپنی زبان محفل احباب مین بند

یار کے واسطے لکھون جو خط شوقیہ
یکقلم ہووین یہ سیکڑون القاب مین بند

اپنے ہمجنس سے شاید کہ یہ بہلے کوئی دم
دل بیتاب کو کیجے چہ سیماب مین بند

سامری چشم فسونگر کی فسون سازی سے
دم نظارہ لڑے مرتے ہین عاشق اوسپر

سایہ کرتے ہین ہما اوز کے پرون سے اپنے
گل غلط لالہ غلط مہر غلط زہرہ غلط

کون سا اوسمین تکلف نہین پاتے ہرچند
خال ہندو ہین پرستش کے لیے ئے ہین

کونسا دل ہے جو دیوانہ نہین ہے اونکا
اوسکی دیوار کی کیونکر نہون آنکھین مشتاق

تا کجا شرح کرون حسن کی اوسکی آتش

لب جان بخش کے ہونیسے مسیحا ہی وہ رخ
دولت حسن کی بخشش آنے سے دنیا ہی وہ رخ

تیرے رخسار سے دلچسپ ہو عنقا ہی وہ رخ
کوئی ثانی نہین لاثانی ہی یکتا ہے وہ رخ

نہ مرصع نہ مذہب نہ مطلا ہے وہ رخ
پتلیان آنکھونکی دو بت ہین کلیسا ہی وہ رخ

خط شبرنگ سے سرمایۂ سودا ہے وہ رخ
دلربا شے ہے عجب صورت زیبا ہی وہ رخ

مہر ہے ماہ ہے جو کچھ ہی تماشا ہی وہ رخ

ردیف دال

قاتل اپنا جو کرے گنج شہیدان آباد
کون ہے جو تری دوری مین نہین مرتا ہی

بعد فرہاد کے پھر کوہ کنی مین سنے کی
مدتین دل کے خرابہ کو ہوئی ہین دیکھین

سرو اگر ہتے ہین تو غنچے ہین شگفتہ ہوتے
کوچۂ یار مین ہو روشنی اپنے دم کی

کثرت داغ محبت سے الٰہی بھر دے

دہن زخم کہین خانۂ احسان آباد
ایک گھر رہنے نہ دے گی شب ہجران آباد

بعد مجنون کے گیا مین نے بیابان آباد
پھر بھی ہوتا ہے کبھی یہ وہ ویران آباد

یون ہی رہجائے الٰہی یہ گلستان آباد
کعبہ و دیر کرین گبر و مسلمان آباد

منزل دل کو کرین آکے یہ مہمان آباد

دل کی تسکین کو ہین پیغام صفا کا سمجھون
سادہ کاغذ کا جو بھیجے وہ گل اندام سفید
چاندنی رات ہین وہ ماہ جو یاد آتا ہے
کاٹے دوڑتے ہین مجھکو در و بام سفید
وصل کی شب جو ہوئی صبح یکایک تو ہوا
مین ادھر زرد اودھر روے دلارام سفید
نسبت اوس فتنۂ دوران سے کوئی کیا دے
یار کی آنکھ سیہ دیدۂ بادام سفید

وصل میں بیداریٔ چشم کا جو لگا رہتا ہے	شام سے پھر لی ہر آنکھوں میں مری صورت صبح
کوچۂ یار کو سمجھیں بہشت اے قاصد	یاد رکھیو یہ نشان آٹھ پہر حالت صبح
عہد پیری میں تو کر یاد الٰہی غافل	رات تو کٹ گئی غفلت میں نہ کھو فرصت صبح
نور کا نام سیہ خانۂ گردون میں نہیں	گور میں ساتھ ہی لیجاؤنگا میں حسرت صبح
آتش اک رات جو تنہا وہ دل آرام ملے	سجدۂ شکر کروں پڑھ کے میں دو رکعت صبح

ردیف خا

ہوتی جو لے صنم ترے سیب ذقن کی شاخ	بڑھ کے چل سکتی ایک نہال چمن کی شاخ
مار اثر اہوں دیکھ کے اک سیوتی سا رنگ	لازم ہے یہ میں کو ہے نسترن کی شاخ
جو خال عنبریں ہے وہ اک مشک نافہ ہے	آنکھیں تری ہرن ہیں ہیں ہرن کی شاخ
دیکھا جو سخت روی ابنائے دہر کو	سمجھا میں نرم موم سے بھی کر گدن کی شاخ
بوٹے سے قد کا تیر سے نظارہ لگائے گا	کسکس نہ ہوشیار کو دیوانے پن کی شاخ
باغ جہاں میں کیا کہوں کیا حال ہے مرا	سوکھی ہوئی ہو جیسی درخت کہن کی شاخ
روئے صبیح یار کی الفت کے روگ سے	گھل کر ہوا ہے اپنا بدن یاسمن کی شاخ
تشبیہ دیتے ساعد زیبائے یار سے	ہوتی جو خار دار نہ نازک بدن کی شاخ

صحرا کو وہ دیکھے گلستان کی سیر کی
ہاتھ آئی آتش اپنے نہ سیب ذقن کی شاخ

مے نے کیے عذار بت شوخ و شنگ سرخ	کندن کا اور آگ میں ہوتا ہے رنگ سرخ

نقش آسیب پری ہی صورت زیبا تری	ہوش مین آتا ہے تجھکو دیکھکر دیوانہ آج
زلف کو لٹکاتے ہین رخسار پر سو سو طرح	آئینہ اونکا مصاحب ہے مقرب شانہ آج
کل ہمارا اور اوسکا امتحان ہو جائے گا	آشنائی کا ترے دم تو بھرے بیگانہ آج
تیرے مرنے کی دعا مانگے وہ بت پڑھکے نماز	کس طرف جاکر کرون مین سجدہ شکرانہ آج
وصل کی شب ہے کہان ساقی تکلف برطرف	ہین تمھین پیمانہ دو ان تم مجکو دو پیمانہ آج
دیکھون تو کیونکر پری ہوتی نہین شیشہ مین بند	بعد مدت ہوش مین آیا ہون مین دیوانہ آج
مال ہے اپنا جو یوسف آگیا بازار مین	ہے زر قیمت کمر مین ہاتھ مین بیعانہ آج
عرش پر ہے اندر تو نہین اہل دنیا کا دماغ	کونسا گھر ہے نہین ہے جس مین بالاخانہ آج
چشم وحدت بین مین اپنی نیک و بد دونون ہین ایک	گرگ و یوسف سے برابر ہے مین یارانہ آج
خال مشکین کو ترے ارزان سمجھکر مول لون	قیمت خرمن بھی گر دیکر ملے یہ دانہ آج

نزع کی مشکل بھی آسان ہوتی ہے آتش نہ ڈر
شاہ مردان سے طلب کر ہمت مردانہ آج

عاشق مہجور کے مانند ہے بیتاب موج	رکھتی ہے دریا مین حال ماہی بے آب موج
غرق ہونا پار اوترجانا ہے بحر عشق سے	لیچلے کشتی کو اپنی جانب گرداب موج
ڈوبے ہین دریا مین تیرے عاشق بیتاب بھی	مثل عنبر کیا عجب پیدا کرے سیماب موج
اپنا مہمان طفیلی جانتے ہین ہم اسے	آئیگی گھر مین ہمارے ہمرہ سیلاب موج
دم فنا ہووے تو ممکن ہے سخن گوئی لگا ک	آب دریا خشک ہوجاوے تو ہو نایاب موج

ردیف جیم فارسی

قافیہ ۱۷

[illegible]

اے بتو تم کو بھی دعواے الوہیت ہے
عاشقون سے نہین کیا سجدہ ادا ہو سکتا
غافلو منزل دنیا ہے سراے فانی
مردو تلوار کے آگے سے کوئی ہٹتے ہین
صاحب سیب زنخدان وہی غبغب ہو
جانب شیشہ جو دیکھون تو مغان کہتے ہین
بوسے لیتا ہون تو کہتا ہی وہ رشک یوسف
شاعرو ذکر وہان کسر بازار نہ ہو
سے یہ سان لگ چلو آتش نہ بہت یار ستم

توڑکر دل کو مرے کعبہ کو ڈھاتے ہو عبث
داغ پیشانی زاہد کو لگاتے ہو عبث
اس خطرگاہ مین تم چھاونی چھاتے ہو عبث
ہکو ابرو کے اشارے سے ڈراتے ہو عبث
کس زبان سے مین کہون تم مجھے بھاتے ہو عبث
آنکھون مین دختر رز کو پیے جاتے ہو عبث
گرگ کی طرح سے پھاڑے مجھے کھاتے ہو عبث
سخن تلخی ہین زبان پر انہین لاتے ہو عبث
دشمن و دوست کی آنکھون مین سماتے ہو عبث

ردیف جیم تازی

نازک حباب سے ہے مرا دل مرا مزاج
اک دم رہے نہ باغ جہان مین شگفتہ ہم
دشمن بھی ہو تو دوستی سے پیش آئین ہم
اکدن رکا نہ تنگ بغل مین لیا ہزار
پابوس سے ترے یہ ہوا ہی اوسے شرف
مشق ستم ہے اسلیے اوس طفل شوخ کو
صحت نہین تو ہے شکستہ بیمار عشق مین

بڑھ جاے پانی ہوکے جو بدلے ہوا مزاج
پژمردہ غنچہ تھا کوئی اپنا رکا مزاج
بیگانگی سے اپنا نہین آشنا مزاج
اوس گلبدن کا پاگئی ہے کیا قبا مزاج
کب ایسا شوخ رکھتا تھا رنگ حنا مزاج
اصلاح پر نہ مجھسے کبھی آئے تا مزاج
چھٹ جاتی ہی غذا نہین پاتی وہ مزاج

پہلے تو تھا زمانہ خلاف طبع
افسوس یار کا نہ موافق ہوا مزاج

فصل گل ہے ...
دولت دنیا سے مستغنی ہوئین دیوانہ مزاج

گرد و گرد گرے ہین سرو چمن قد کو دیکھکر	گردن کشون کے سر ہوئے ہین پائمال دوست
انداز جو ہے یار کا ہے مصلحت وہی	اک ایک سے ہے خواب جمال و جلال دوست
رہتی ہین آنکھین بند تصور مین یار کے	تار نگہ سے اپنے بندھا ہے خیال دوست
دل کو خیال یار کا ہر آن چاہیے	آئینہ چاہیے نہ ہے بمثال دوست
مانگین جو بوسہ ہم تو نہ انکار کیجیے	اے یار دوست رو نہین کرتے سوال دوست
رخسار یار پر ہے لکھے آرزوے خط	ہو روسیاہ وسکا جو چاہے زوال دوست
خواہان جان ہوا جو وہ دلدار کی طرح	دشمن پہ اپنے مجھکو ہوا احتمال دوست
آتش یہ وہ زمین ہے کہ صاحب نے ہے کہا	خوشتر زگوشوارہ بود گوشمال دوست

ردیف تاے ہندی

گل کو قبا ہین سکے تو اسے کج کلاہ کاٹ	مار سیاہ زلف سے سنبل کی راہ کاٹ
شوخی حسن کا ہے اشارہ یہی ادے	صورت دکھا کے رنگ رخ مہر و ماہ کاٹ
خونخوار کر دیا ہے تجھے اے مار زلف یار	سوتے ہین سونگھ جاتے ہین مجھکو خواہ کاٹ
عاشق ہون بوسہ آج کا کل پر نہ ٹال یار	روز سیہ فقیر نہ اے بادشاہ کاٹ
اوس ترک سا ہے کونسا خونریز دوسرا	کسکی کمر کی تیغ کا ہے بے پناہ کاٹ
کہتا ہے ہجر مین یہی اوس شمع رو کا دھیان	تو روشنی کے شغل مین روز سیاہ کاٹ
اے ترک تیرے قبضہ مین ابروی تیغ ہے	چن چن کے شوق سے تو سر بیگناہ کاٹ
موے مژہ ہر ایک چھری ہی بکیست کی	ہر بین ملائین آنکھ تو تیر نگاہ کاٹ

دیوان آتش ۶۹

ردیف تاے مثلثہ

وہ رشک باغ سیر کو آتا ہے باغ مین
کہدو کہ ہو رہین گل و سرو و سمن درست

پانی نہ نکلے جسمین سے ناقص ہے وہ کنوان
نزدیک اپنے تو نہین چاہ ذقن درست

آتش وہی بہار کا عالم ہے باغ مین
تا حال ہے دماغ ہواے چمن درست

کونسی جا ہے جہان سیر نہین اے یار مست
دیکھیے جس کوچہ مین ٹر مارتے ہین چار مست

کہکے یہ ساقی سے رکھتے ہین گرو دستار مست
سر برہنہ ہے جو مستون مین وہ ہے سردار مست

حسن کے نظارہ سے ہوتی ہے کیفیت حصول
عشق رکھتا ہے ہمین بے بادہ گلنار مست

فصل گل ہے ساقی یوسف لقا ہے ساتھ ساتھ
لاکھون مے پیتے پھرتے ہین سر بازار مست

کون پوجے بت کو کس سے ہو سکے یاد خدا
اپنے اپنے حال مین ہین کافر و دیندار مست

حسن کی نیرنگ سازی سے عجب اسکا نہین
مست ہو ہشیار تجھکو دیکھکر ہشیار مست

سیکڑہ مین نشہ کی عینک دکھاتی ہے مجھے
آسمان مست زمین مست و در و دیوار مست

زاہد ونکی بیگانہ سے فضیلت ہے اسے
نشہ کے عالم مین کرتے ہین جو استغفار مست

ساقی و پیر مغان سے ملتجی ہوتے نہین
دیکھ لیتے ہین تری صورت ترے دیدار مست

دختر رز کے لیے ہوتا ہے اکدن کشت و خون
محتسب پر کھینچتے ہین آجکل تلوار مست

منکشف ہے مجھکو احوال خرابات مغان
پیر کے آگے کہتے ہین میخانہ کے اخبار مست

عام ہے سودا تمھارے گیسوے پرپیچ کا
روز زنجیر دن مین جکڑے جاتے ہین دو چار مست

زاہدان خشک کو کیفیت دنیا نہین
ساغر گل سے ہوے کسدن چمن مین خار مست

٦٧

وصلت حور کی ہر صبح دعا ہے مجھکو
روز اللہ سے کرتا ہون تقاضاے بہشت

عشق مین تیرے رہین اشکو سے آنکھیں لبریز
یہی دو چشمے ہین مینا مین دو دریاے بہشت

سائل کوے حسینان ہون خدا سے اپنے
کافر عشق ہون مجھکو نہیں پرواے بہشت

گل جنت سے ہی خوش رنگ وہ روے رنگین
پست بالا کی بلندی سے ہی طوباے بہشت

حکم سے اپنے جہنم مین جسے تو نے بھیجے
پھر وہ کافر ہی جو مجھکو رہی پرواے بہشت

داور حشر سے محشر مین کہونگا مین بھی
یہ گنہگار بھی رکھتا ہی تمناے بہشت

محفل حور وشان کو ہی میری ہی دعا
تجھکو آباد رکھے انجمن آراے بہشت

تیرے کوچہ کی ہوا شمین نہ چلتی ہوگی
مرکے بھی دیکھ لین مشتاق تماشاے بہشت

حور کی آنکھوں سے شرمائی ہوئی ہین آنکھیں
صورت یار کو دیوانہ ہین شیداے بہشت

دیکھے رضوان جو تری چشم سیہ کو تو کہے
اسکی ہمچشم نہیں نرگس شہلاے بہشت

عاشق ساقی کوثر ہون مین رندای آتش
مے کوثر کے لیے ہی مجھے سوداے بہشت

آئے بہار جاے خزان ہو چمن درست
بیمار سال بھر کے نظر آئین تندرست

تیشہ سے جب کریگی تجھے پیرزن درست
صورت دکھائی دیگی نہ ای کوہکن درست

منصور بھی جو ہون تو انا الحق کہین نہ ہم
اپنے طریق مین نہیں یہ ما و من درست

سجدہ کرین تجھے بت وزنار توڑ کر
جامین حقیقت اپنی اگر برہمن درست

رنگین خیال میری طرح ہو جو باغبان
ہر ایک فصل مین رہی رنگ چمن درست

دلکو تو چین لینے دے اے گردش فلک	کافی ہے مجھکو گردش ساغر تمام رات

راحت کا ہوش ہے کسے آتش بغیر یار
بالین ہین خشت خاک ہے بستر تمام رات

روز و شب ہنگامہ برپا ہے میان کوے دوست	ٹڈیون پر میری اڑتے ہین سگان کوے دوست
حور کی تعریف گویا یار کی تعریف تھی	ذکر کو جنت کے مین سمجھا بیان کوے دوست
تشنۂ خون جہان ہے یہ تو وہ قتال خلق	آفت جان ہین زمین و آسمان کوے دوست
قاصد کشتہ نظر آتا ہے مردہ سے مجھے	مجھکو گورستان ہے اوپر ہے گمان کوے دوست
ہمنشین کہتے ہین افسانہ سو آجاتی ہے نیند	ہجر کی شب ہین سنونگا داستان کوے دوست
رشک اسے کہتے ہین بیٹھے صاف آئے سمجھا رقیب	صورت دیوار اگر دیکھی میان کوے دوست
نقش پاے غیر پاتا ہون پس دیوار مین	آشنائے وزد نکلا پاسبان کوے دوست
قاصد دیکھ پانون توڑے بدگمانی نے مری	خط دیا لیکن نہ بتلایا نشان کوے دوست
چاہ رہ نقش قدم ہے خار رہ قزاق ہے	ہو چکے دشمن ہمارے رہروان کوے دوست
آتش اہل کربلا سے جلکے اب کہتا ہون مین	اے خوشا طالع تمہارے ساکنان کوے دوست

تار تار پیرہن مین بھر گئی ہے بوے دوست	مثل تصویر نہالی مین ہون یا پہلوے دوست
چہرۂ رنگین کوئی دیوان رنگین ہے مگر	حسن مطلع ہین مین مطلع ہے صفا ابروے دوست
ہجر کی شب ہو چکی روز قیامت ہے دراز	دوش سے نیچے نہین آتے ابھی گیسوے دوست
دور کر دل کی کدورت محو ہو دیدار کا	آئینہ کو سینہ صافی نے دکھایا روے دوست

اُس جفاجو کو نہین قدر وفاداری کی	رائگان محنتین ہین کوششین برباد ہین سب
دل نہ کیونکر ہو حسینان جہان پر مائل	غیرت حور ہین سب رشک پریزاد ہین سب
قامت یار ہی بانی قیامت آتش	فتنہ پرداز بیان اُس چشم کی ایجاد ہین سب

ردیف باے فارسی

بہتر دکھائی دین کہین شمس و قمر سے آپ
دیکھین جو آئینہ کو ہماری نظر سے آپ

ہوتی ہین گوش زد و لب شیرین سے حرف تلخ
اپنے دہن کو صاف کرین نیشکر سے آپ

دربان غریب خاک کرے عرض بار بار
کانون کو بند کرتے ہین میری خبر سے آپ

فریاد عاشقون کی گوارا کیجیے
واقف نہین ہین آہ و فغان کے اثر سے آپ

آئینہ کے جو زلف کا عالم دکھا دیا
دیکھینگے راہ شام کی صاحب سحر سے آپ

خط نے غرور حسن کو کھویا ہے مہربان
مجبور ہوگئے ہین قضا و قدر سے آپ

اُس نازنین کو دیکھکے کہتے ہین غیب دان
کچھ نازکی مین کم نہین اپنی کمر سے آپ

آئینہ دیکھنے کا کہان ہے تمھین دماغ
زلفون مین شانہ کرتے ہین کس درد سر سے آپ

اچھا ہون یا برا ہون تمھارا ہون جو کہ ہون
آگاہ ہین غلام کے عیب و ہنر سے آپ

کیا کیا ہمارا طائر دل ہے پھڑک رہا
کسدن شکار کھیلنے نکلینگے گھر سے آپ

ہوش ایسے اُڑگئے ہین خبر کچھ نہین رہی
آئے ہین کس طرف سے گئے ہین کدھر سے آپ

بدنام ہوگئے تم بھی جو رسوا کیا ہمین
ہے خیر اسمین باز رہین اب بھی شر سے آپ

زاری بھی کرکے اپنے نصیبونکو دیکھلین
ہاتھ آئے زور سے نہ تو ہمکو نہ زر سے آپ

۶۵

لکھتا ہون بیت ابروے محبوب کی جو شرح	شمشیر کھینچتا ہون مین شمشیر کا جواب
گویا زبان شعلہ سے ہرگز ہوئی شمع	تدبیر سے محال ہے تقدیر کا جواب
آتش کہانتک اپنے نوشتہ کو روؤن مین	لکھا نہ یار نے مری تحریر کا جواب
خط سے اُس رخ کا حل ہوا مطلب	شرح سے متن کا کھلا مطلب
تو وہ مرجع ہے جس سے رکھتے ہین	کافر و رند و پارسا مطلب
منزل گور مین وصال ہوا	گوشہ مین چھپ کے ہوگیا مطلب
التجا ہے یہی زبان سے مجھے	گوش سے ہو نہ آشنا مطلب
بیت ابرو کی کیا کرون تعریف	سوجھتا ہے نیا نیا مطلب
دہن زخم کشتگان سے ہے	میرے قاتل کو مرحبا مطلب
برہمن سے پوچھا اک بت نے	کیا ہے اے بندۂ خدا مطلب
بند خط اُسنے پھاڑ کر پھینکا	ہمنے جب کھول کر لکھا مطلب
اے شہ حسن ہم فقیرون کو	ہے زبان سے تری دعا مطلب
دہن و زلف کا مین مائل تھا	کبھی الجھا کبھی رکا مطلب
حسن سے عشق کون کرتا ہے	کسکو ہے درد بے دوا مطلب
فتنہ پرداز چشم کو اسکی	مکر منظور ہے دغا مطلب
جو کہ شاکر ہوا مقدر پر	خط پیشانی کا پڑھا مطلب
شاہد حال گو تھا مین آتش	میرے ہر شعر مین بندھا مطلب

[illegible]

جام بھر بھر کے مے ناب سے دیتا جمشید	آئینہ مجھکو دکھاتا جو سکندر ہوتا
گرد پھرتا کبھی آغوش مین لیتا گاہے	یار کے قد سے جو اونچا نہ صنوبر ہوتا
تیری فرقت مین شب ہجر تک آیا تھا	چیرتا پہلوے خالی کو جو خنجر ہوتا
عشق ہو بندگی حسن سے کیونکر باہر	دوست اللہ کا کیسا ہی پیمبر ہوتا
ساغر مے کا طلبگار نہین ای ساقی	دونون آنکھون سے تری مست جو ساغر ہوتا
باغ بے یار جو جاتا تو پے غارت دل	تختۂ لالہ قزلباش کا لشکر ہوتا
باغ عالم کے تماشے کا یہی حاصل ہے	لالہ تھا داغ محبت جو میسر ہوتا
سوزش عشق مین یہ دل ہی ہے جام آتش	پانی ہو موم کے بہا ہوتا جو پتھر ہوتا

ردیف باے تازی

گرم ہو کیسا ہی کتنا ہی کھنچے دور آفتاب	روبروے یار ہی اک قرص کافور آفتاب
یار کو دیکھے تو اندھا ہو رقیب روسیاہ	دیدۂ خفاش کو کرتا ہے بے نور آفتاب
منھ نہ دکھا ہو ترا اس رشک سے جلتا ہو نہین	ای صنم جب پوجتے ہین گبر مغرور آفتاب
مہر طینت مین ہے تاثیر طلعت کی نہین	سبز کردیتا ہے کیونکر تاک انگور آفتاب
نیش سے لگتے ہین ہجر یار مین تار شعاع	آسمان نیلگون چھتا ہے زنبور آفتاب
داغ پہلو ہی جو پہلو مین وہ مہ پیکر نہو	چشم حربا مین پری بنجاے یا حور آفتاب
حسن غارتگر سے نسبت کون دیتا ہے اسے	تا بہ آہن ہی پتھر پھوڑے پر نور آفتاب
بام پر وہ مہروش آتا ہے صبح عید سے	پردۂ شب سے نہ نکلے تا بہ مقدور آفتاب

[illegible]

بیتابی ... کا جواب لکھتا ہون

[illegible]

نقش اگیا جو سبب کسی نے دکھا دیا
آتش خرام یار بھی ہے دولت کریم
اکسیر تھا وہ خاک مین جسکو ملا دیا
اللہ رے شوق دل کو نمکدان یار کا
غافل جو سوئے تھے انھین ہنسکر جگا دیا
ظالم بار بار ہے وہ صدا بلند
چرخ نے آسمان کی طرف اوجھلا دیا
مغرور ہو حسن جوانی پہ آدمی
آنکھون کو بند کرکے ہے دل کھا دیا
پوچھا جو عارفون سے بھید انکا پتا دیا
سمجھے نہ اس چراغ کو دیکھا بجھا دیا
خط سے رہا حسن رخ یار کا فروغ

حسرت تازہ تمناے اجل نے مجھکو دی	جب کہین دیکھا مہیا مینے سامان مرگ کا
اسقدر گردن مری قید گریبان سے ہے تنگ	پھر نچھوڑون ہاتھ اگر آ جاے دامان مرگ کا
دانت ہلتے ہین ہوتے ہین مرے سارے سفید	گور ہنستی ہے سمجھکر مجھکو شایان مرگ کا
شام ہوتے ہی شب فرقت مین آنکلے اگر	صبح محشر تک رہیگا مجھپر احسان مرگ کا

کیون نہ اے آتش جوانون کی طرح باندھون کمر
پیر ہون در پیش طے کرنا ہے میدان مرگ کا

روے تر آن آنکھون نے دلکو دکھا دیا	صیاد نے شکار چھری سے اڑا دیا
تشبیہ دی جو چہرۂ قاتل کی خال سے	گولی نے بے تفنگ نشانہ اڑا دیا
کافر سے بھی نہو جو کیا ناز حسن نے	عاشق کے دلکو توڑکے کعبہ کو ڈھا دیا
دل دیکے بوسہ لب لعلین کیا خرید	بازار عشق مین سے یہ آکر لیا دیا
ٹھہرا نہ حصہ یار نہ ماہ چہاردہ	دن ہوگیا نقاب جو شب کو اٹھا دیا
قہر خدا ترا دہن تنگ ہے صنم	بجلی گرائیگا جو کبھی مسکرا دیا
تل کیا بنا یا یار نے روے صبیح پر	فرعون کو تخت عاج کے اوپر بٹھا دیا
ذکر آگیا جو خاک شہیدان ناز کا	سنکر اسے گلال ہاتھ سے اڑا دیا
سودا ے زلف یار کی سر مین جگہ ہوئی	دام بلا مین دلکو قضا نے پھنسا دیا
بیداغ ہونے نے رخ پر نور یار کے	داغ جبین کا ماہ کو دھبا لگا دیا
احسان مانو حسن خداداد کا بتو	پتھر تھے تمکو شیشے سے نازک بنا دیا

شوق اگر کوچۂ محبوب کا رہبر ہوتا
گام اول مین قدم کعبہ کے اندر ہوتا
آتش خوبان مین لگاتا جو مین گوہر ہوتا
ار جو ہوتا تو حسینون ہی کا زیور ہوتا
حق ہے اے او جان کہ مجھسا نہین ... ہوتا
دل غافل مین نہین تیری طرح گھر ہوتا

پردہ پوشی سے ہوا حسن نہ پنہان تیرا		عشق نے انکھون کو دیدار دکھایا آخر
سیر نعمت سے دو عالم کی ہر مہمان تیرا		نیت اہل توکل ہے کرم نے بھر دی
تیغ عریان کیطرح حسن ہی عریان تیرا		چھوڑتا عاشق شیدا انہین قتل کیے

۵

کس پری رشک کا دیوانہ ہو تو ای آتش
چاک رہتا ہے مرے یار گریبان تیرا

ہاتھ قاتل کا مرے خنجر تک آکر رہگیا	کہنیون تک آستینون کو چڑھا کر رہگیا
باغ مین مین بلبلونکو جو اڑا کر رہگیا	خندہ زن گل ہوگئے غنچہ مسکرا کر رہگیا
ہوچکی تھی میرے نالون سے قیامت آشکار	خواب سے سر فتنۂ محشر اٹھا کر رہگیا
کاروان یار ونکا پہونچا منزل مقصود مین	مین بگولے کیطرح سے خاک اڑا کر رہگیا
پڑ چکے تھے دست گستاخ اُس کمر کے درمیان	شوق وصل یار دلکو گدگدا کر رہگیا
سوزش دل سے جلے لیکن زبانپر آہ نکی	صورت تبخالہ دل ہونٹھون پر آکر رہگیا
کرچکی تھی موسم گل کی ہوا نشتر طلب	خون جتنا تھا بدن مین جوش کھا کر رہگیا
جب کسی لیلی شمائل کا سنا کانون سے ذکر	بید مجنون کیطرح مین تھرتھرا کر رہگیا
ہنس پڑے تیری طرح سے گل جو مجھ پر باغ مین	پانی پانی ہوگیا آنسو بہا کر رہگیا
شہر خوبان مین رہا کرتا ہو مین خانہ بدوش	شب ہوئی جس کوچہ مین بستر لگا کر رہگیا
چپ نہ رہنا تھا دلا فکر وہان یار مین	بول اٹھنا تھا جگہ حجت کی پا کر رہگیا
ٹھوکرین کھائے راہ کی ازبسکہ حالت غیر تھی	پانون اپنا یار کے کوچے مین جا کر رہگیا

حضوری نگاہ ہونکو دیدار سے تھی
کھلا تھا وہ پردہ کہ جو درمیان تھا
کیا تھا اُسے بوسہ بازی نے پیدا
کمر کی طرح سے جو غائب وہان تھا
حقیقت دکھاتا تھا عشق مجازی
نہان جا کے سمجھے جو سر عیان تھا

جلوۂ یوسف دکھایا حسن روے یار نے
وہ لب جان بخش نور دیدۂ مریم ہوا

بھر گئے آنکھو نمین مشتاق گذشتہ نشہ مین
دور جام مے مین اکثر ذکر خیر جم ہوا

زور مردانہ اکھاڑا ہی اکھاڑا عشق کا
چار دن کشتی لڑا جو اسمین وہ رستم ہوا

عاشقون سے جھک کے کب ملتا ہی وہ بالا بلند
قمریون سے سرو کا کسدن اکڑ نا کم ہوا

دیکے پھانسی مجھ سے بے تقصیر کو گیسوے یار
گردن اہل ندامت کیطرح سے خم ہوا

شعر رنگین میرے بلبل نے جو ای آتش پڑھے
چہرۂ گل پر پسینا قطرۂ شبنم ہوا

قبضہ ہی اسپر تمھارے حسن سے خونریز کا
کام ابرو کے اشارے سے ہو تیغ تیز کا

کشتہ ہی سو جان سے دل نرگس خونریز کا
سر کو سودا ہی تری زلف بلا انگیز کا

جب لب شیرین سے گالی دی ہی ہمکو یار نے
ذائقہ حاصل ہوا ہی شہد زہر آمیز کا

تا ابد دل کو نہ بھولے گی ملاحت یار کی
عشق ہی روز ازل سے حسن شور انگیز کا

بیستون تیشے بنا کھودا اسکو پہلے کوہکن
دل مین شیرین کے ہوا ہی وہ جو گھر پرویز کا

چاہیے آغاز خط ہو گل سے رخ ہر یار کے
دلکو لہراتا ہی جوبن سبزۂ نوخیز کا

عاشقون کے خون مین نہلا کے تیغ یار نے
رنگ گلگون کر دیا اُس ماہ کی شبدیز کا

نشہ مین دکھلا کے آنکھین قتل کرتا ہی وہ ترک
کام کرتی ہی شراب تند تیغ تیز کا

بھولتی آنکھین نہین اکدم تجھے ای شہسوار
یاد تیری دل سے رکھتی ہی خلش مہمیز کا

جب سے دکھلایا ہی آنکھون نے ترا حسن شباب
نشہ رہتا ہی ہمین ایک ساغر لبریز کا

دیوان آتش ٦٠

غائب آنکھوں سے خیال یار اے آتش نہو
جان کے اوپر بنے گی دل اگر محزون ہوا

دوست تھا لازم ہے ماتم تمکو مجھ مایوس کا
مرگ دشمن پر بھی ہوتا ہے مقام افسوس کا

خار آنکھوں میں ہیں گل باغ جہاں کے تجھ بغیر
دل نہیں لگتا کسی صورت ترے مانوس کا

مشت خاک اپنی غبار راہ ہوگی بعد مرگ
سر میں سودا لیچلے ہیں یار کے پابوس کا

مے سر بازار پیکر ہو نہ رسوا اے صنم
توڑنا اچھا نہیں ہے شیشہ ناموس کا

موسم گل کی ہوا پلا کے مے رکھتی ہے مست
رقص دکھلا دیتا ہے ابر کرم طاؤس کا

پاکدامانی کا تیری ہے جب گذرتا ہے خیال
کرنے لگتا ہے دل اپنا ذکر یا قدوس کا

عالم مستی میں چلتا ہے جو تیری چال یار
اپنی آنکھوں پر قدم پڑتا ہے اُس طاؤس کا

سرو پر ہوتا ہے آنکھوں کو قد بالا کا شک
دیتی ہے دھوکا قبائے گل تری ملبوس کا

روشنی شمع رکھتا ہے خیال روے یار
منزل دل پر ہے عالم گنبد فانوس کا

کچھ نہیں سنتا خبر جا کر کہے کیا یار سے
دم خموشی سے ہماری بند ہے جاسوس کا

چشم بینا چاہیے تو جلوہ گر ہے ہر طرف
پردہ ہے اے شمع پردہ ترا فانوس کا

آدمی کو موت کے آنے کی لازم ہے خوشی
عید ہے جس روز چھٹکارا ہوا محبوس کا

حسن میں تیرے خدا کی شان ہے اے نازنین
دیکھکر بت تجھکو نالا کرتے ہیں ناقوس کا

ایک شاہ حسن کی فرقت میں دل بیتاب ہے
سینہ کوبی میں ہمارے غلغلا ہے کوس کا

ڈھونڈھتی ہیں آنکھیں اُس محبوب کا نقش قدم
چاہتا ہے دل کرے حاصل شرف پابوس کا

جنبشِ اُس خنجرِ مژگان کی جھپی چھری سی چلگئی / مرغِ بسمل کیطرح آخر تڑپ کر ہو گیا
عشق کا قصہ کہینگے ہم حضورِ شاہِ حسن / وقتِ شب دربار اگر اپنا مقرر ہو گیا
کو بکو پھرتا ہون مین خانہ خرابونکی طرح / جیسے سودیکا ترے سر مین بنے گھر ہو گیا
رتبہ سنبل کو بہم پہونچا خس و خاشاک کا / بلیشِ زلفِ یار مٹی مشک و عنبر ہو گیا
صورتِ قاتل کے دیکھے سے ہوئی ایسی خوشی / اپنی آنکھون مین ہلالِ عید خنجر ہو گیا
قبر پر بیٹھا ہمارے ہو کے وہ قاتل فقیر / نقشِ جانبازی کا اپنی اُسکے دلپر ہو گیا
چھوٹ کر مرجع سے اپنی پریشان حالِ روح / بھول کر گھر کو تباہی مین کبوتر ہو گیا
بوجھ ہی حمّال کا قاصد سے اُٹھنے کا نہین / طولِ شرحِ شوق سے مکتوب دفتر ہو گیا
لعل و گوہر اُس لب و دندان سے کھوئے سے گئے / پانی پانی اُس طلائی رنگ سے زر ہو گیا
فکرِ رنگین نے بنایا باغ دیوانکو مرے / برگِ گل صفحہ رگِ گل نقشِ مسطر ہو گیا
گوشِ عارف مین یہ گورستان سے آتی ہے صدا / آسمان ہے وہ زمین کے جو برابر ہو گیا
آنکھ سے دیکھا سُنا کرتے تھے صحبت کا اثر / تیری گردن مین صراحی دار گوہر ہو گیا
قتلِ عاشق کا اشارہ تو تم ابرو سے کرو / تیغ ہی پیدا جو خونریزی کا جوہر ہو گیا
کشورِ دلکو کیا غارت خطِ شبرنگ نے / گردِ لشکر میں جسے سمجھا تھا لشکر ہو گیا
تیرے پہلو سے جدا ہوتے ہی ای آرامِ جان / استخوان جو تھا مرے پہلو مین خنجر ہو گیا
خطبہ بلبل نے پڑھا تیرے بہارِ حسن کا / نام گلبن سنتے تھے جسکا وہ منبر ہو گیا
شوقِ خودبینی ہو تجھکو جو ای سلطانِ حسن / آئنہ تمثال سے تیرے سکندر ہو گیا

دہان یار کے بوسہ کی دل نے رغبت کی
رہا بہار و خزان مین یہ حال سودے کا
جنون مین عالم طفلی کی بادشاہت کی
سُنا جمیل بھی تیرا جو نام ای محبوب
لکھا ہی عاشقوں مین اپنے تونے جسکا نام
گنہ کسی نے کیا تھم تھرا یا دل اپنا
ترے دہان و کمر کا جو ذکر آیا یار
کمال کون سا ہی وہ جسے زوال نہین
تمہاری ابروِ کج کا تھا دیج کا دھوکا
دیا جو رنج ترے عشق نے تو راحت تھی

خیال خام کب طالب محال ہوا
بڑھا تو زلف ہوا گھٹ گیا تو خال ہوا
کھلونا آنکھوں مین اپنی ہر اک غزال ہوا
ہزار جان سے دل بندۂ جمال ہوا
پھر اسکا چہرہ نہین عمر بھر بحال ہوا
عرق عرق ہوے ہم جسکو انفعال ہوا
گمان و وہم کو کیا کیا نہ احتمال ہوا
ہزار شکر کہ مجھکو نہ کچھ کمال ہوا
سیاہ ہوتا اگر عید کا ہلال ہوا
فراق تلخ تو شیرین مجھے وصال ہوا

وہی ہے لوح شکستِ طلسمِ جسم آتش
جب اعتدال عناصر مین اختلال ہوا

وحشت نے ہمین جبکہ گلستان سے نکالا
ہاتھون کو جو مہندی نے گلستان سے نکالا
کالی ہوئی شوخی سے ترے ہاتھ کی مہندی
سوزن نے کیا خار کفِ پا سے جو باہر
باتین حسنی اللہ کی مشتاق تھے جسکے

غیرت نے قدم بھر نہ بیابان سے نکالا
سرمہ کو ان آنکھون نے صفاہان سے نکالا
یہ رنگ نیا پنجۂ مرجان سے نکالا
گویا کہ وہ گل میرے گریبان سے نکالا
مطلب تھا جو کچھ اپنا وہ قرآن سے نکالا

۵۷

جگر خون ہوگیا بدگو کا اپنے چھیکے رنج سے
خبر اک دن نہ لی پوچھا نہ حال اپنے فقیروں کا
یہ مستغرق تصور میں ہوئیں اوس طاق ابرو کی
تڑپتے دیکھکر مجھکو کہا ہنسکر یہ اوس بت نے
فراق یار میں جب عشق نے مجھکو ٹٹولا ہے

بدخشاں میں چھانا لگائے غوطے دریا میں

کھینچے چور رنگ عاشق کو نگاہ ناز کا
صوفیوں کو وجد میں لاتا ہے نغمہ ساز کا
یہ اشارہ ہمسے ہے اوس کی نگاہ ناز کا
گفتگو ترے جاینگی تقریر عیسی نے جو کی
پڑ گئے سوراخ دل میں گفتگوے یار سے
زندہ اون آنکھوں کے کشتہ کو نہ وہ لب کر سکے
روح قالب سے جدا کرتا ہے قالب روح سے
سرمہ ہوجاتا ہے جلکر آتش سودا سے یار
بہر پامالی عاشق ہوتی ہے مشق خرام
منھ سے بیدل کے اسا رہے نکتہ گہنیر
حیرت آنکھوں کو ہے نظارہ میں اوس محبوب کے

خموشی میں بھی مظلوموں کے نالہ کا اثر دیکھا
وہ شاہ حسن ہے نے بادشاہ بے خبر دیکھا
پھریں اپنی نگاہیں جس طرف کعبہ و مصر دیکھا
خدا کے دوست کو رنج و الم میں بیشتر دیکھا
جو دل فولاد کا پایا تو پتھر کا جگر دیکھا

نہ لب سا لعل ہی آتش نہ دنداں سا گہر دیکھا

دیکھ لینا شرط ہے شمشیر خانہ ساز کا
شبہہ ہو جاتا ہے پردے سے تری آواز کا
دیکھلو تیر قضا ہوتا ہے اس انداز کا
وہ لب جاں بخش بھی دم بھرتے ہیں اعجاز کا
بے کنایہ کے نہیں اک قول اوس طناز کا
اس فسوں پر زور چل سکتا نہیں اعجاز کا
ایک اوسنے سا کرشمہ ہے یہ تیرے ناز کا
دیکھنے والا ترے ہے چشم فسوں پرداز کا
شور ہے خلخال پاے یار کی آواز کا
قتل نے محتاج ہے اپنا دہن مسازہ کا
یہ نہیں کھلتا کہ دل کشتہ ہے کس انداز کا

بندش الفاظ جڑنے سے نگوں کے کم نہیں
شاعری بھی کام ہے آتش مرصع ساز کا

بلا سے جان گئی ایک خوش جمال ہوا
جو جیتے جی تیری ہوں پیچ میں حلال ہوا
دل غریب ہم مفلسوں کا مال ہوا
کسی نہیں تری درگاہ میں کسی سے کی
دکھا کے چہرہ روشن وہ کہتے ہیں ہر شام
وہ آفتاب نہیں ہے جسے زوال ہوا

۵۶

دل تنگ چھٹ کے زلف گرہ گیر سے ہوا
سودا کل کے خانۂ زنجیر سے ہوا

سب یار غم مغنی کی تحریر سے ہوا
کانون مین ورد چنگ کی تقریر سے ہوا

مردان عشق زلف کی پھندے مین پھنس گئے
شیرون کو سلسلہ تری زنجیر سے ہوا

دکھلائی شان طالع بیدار حسن نے
یوسف عزیز خواب کی تعبیر سے ہوا

شداد کو خدا سے نکرنی تھی ہمسری
دوزخ مین گھر بہشت کی تعمیر سے ہوا

گرمی جو کی مقابلہ مین روے یار نے
خورشید سر وقرص تبا شیر سے ہوا

جھڑنے لگے جو منہہ سے اوس آرام جان کے پھول
دل باغ باغ یار کی تقریر سے ہوا

دنیا سے بے نیاز قیامت نے کر دیا
اکسیر کا جو کام تھا اکسیر سے ہوا

مارا نگاہ ناز سے اوس ترک نے اوسے
استادہ جو کہ فاصلۂ تیر سے ہوا

آئینہ خیال کو منظور تو رہا
جب سامنا ہوا تری تصویر سے ہوا

وحشت ہوئی تصور رخسار یار سے
دیوانہ آفتاب کی تسخیر سے ہوا

خمخانۂ حدوث مین مست قدیم ہون
طفلی مین مجھکو نشہ مے شیر سے ہوا

اچھا کیا فلک نے جو رکھا مجھے علیل
بہتر ہوا جو مصلحت پیر سے ہوا

مارا پڑا مین جنبش ابرو سے بیگناہ
رتبہ شہید کا تری شمشیر سے ہوا

یاد آئی زلف یار جو سنبل کو دیکھکر
گلزار تنگ حلقۂ زنجیر سے ہوا

پھر کا کیا مرقع عالم کے حسن پر
ہر روز عشق اک نئی تصویر سے ہوا

آغاز خط کا زلف مسلسل سبب ہوئی
انبوہ شور دانۂ زنجیر سے ہوا

۵۵

محبت مین مزا ملتا ہے پیدا مین اوٹھانے سے
اوسیکو ہم نے چاہا جو حسین بیداد گر دیکھا

مسافر ہی نظر آیا نظر آیا جو دنیا مین
سمجھ کے دیکھا اوسے آلودۂ گرد سفر دیکھا

دل سوزان کی حالت سینۂ سوزان مین یاد آئی
کسی مجمر مین ہم نے عود کو جلتے اگر دیکھا

خریدار محبت آئے لیکن بازار عالم مین
وہی سودا لیا ہم نے کہ جسمین درد سر دیکھا

یکرنگ آشنا نہیں ہوا دورنگ کا
تیار رہتی ہیں صف مژگان کی پلٹنین
رخسار یار سے کہ جزیرہ فرنگ کا
چہرون سے کم نہیں شرارہ پلٹنین
طاؤس آسمان ہے شکار اس نہنگ کا
زور کمان سے ابروے خمدار یار مین
رخسار صاف چاہیے نظارہ کے لیے
آئینہ ہو حلب کا و یا ہو فرنگ کا

[illegible]

نالان ہوا مین اوس رخ رنگین کو دیکھکر	بلبل سے مجھے نظارۂ گلزار نے کیا
ہکلا کے مجھسے بات جو اوس دلربا نے کی	کس حسن سے ادا و سے تکرار نے کیا
اولٹا اودھر نقاب تو پرشسے پڑے ادھر	آنکھون کو بند جلوۂ دیدار نے کیا
لذت کو ترک کر تو ہو دنیا کا رنج دور	پرہیز بھی دوا ہے جو بیمار نے کیا
ناصاف آئینہ ہو تو بدتر ہے سنگ سے	روشن یہ حال ہم کو جلاکار نے کیا
حلقہ کی ناف یار کی تعریف کیا کرون	گول ایسا دائرہ نہین پرکار نے کیا

دیوان حسن یار کی **آتش** جو سیر کی
دیوانہ بیت ابروے خمدار نے کیا

ہشیار ی رنج دیتی ہے قید فرنگ کا	دیوانگی نشانہ بنا تی ہے سنگ کا
سودائی ہے جو تیرے خط سبز رنگ کا	رہتا ہے اوسکو آٹھ پہر نشہ بنگ کا
اللہ رے دماغ بت شوخ و شنگ کا	نازک مزاج شیشہ سے تپلا ہے سنگ کا
دریاے حسن چہرہ ہے اوس شوخ وشنگ کا	مژگان نہین ہے آرزہ ہے پشت نہنگ کا
کلمہ پڑھینگے دونون مرے خانہ جنگ کا	زاغ کمان ہوا ہمین کہ طوطہ تفنگ کا
مہمان بہار باغ ہے دو چار روز کی	چندے ہے دور دور شراب فرنگ کا
غیرت کا کوے عشق وجنون مین گذر نہین	ہوتا ہے تنگ حوصلہ یان عار و ننگ کا
صوفی ہین دور جام ہے جوش بہار ہے	خرقے ہین اور داغ ہے لالہ رنگ کا
اے بت خدا کیواسطے دل کو نہ سخت کر	اس کعبے مین ضرور نہین فرش سنگ کا

[illegible]

جوش پر آیا جو بحر یار مین دریاے اشک
تہ ہوا سطح زمین کا آسمان پل ہو گیا

خط نکلنے پر صفا چاہے جو یار آتش کہان
صاف ہونے مین ہمارے اب تامل ہو گیا

ہاتھ سے تیرے ہی لکھی ہی جو اے قاتل قضا
زندگی سے تنگ ہین ہم بھی رضینا بالقضا

زندگی مین کر دیا ہی مجکو مردہ عشق نے
میری قبض روح کو آتی ہے لا حاصل قضا

خواب غفلت مین نکھو ہنگام پیری رایگان
چونکہ ہوتی ہی نماز صبح اے غافل قضا

دل ندونگا بے شبہ مر تے دے چکا ہون یار کو
جان حاضر ہی جو مجھسے ہوتی ہی سائل قضا

بیگنہ جلاد سے پھروائی گردن پر چھری
کر چکی تیرے شہیدون مین ہمین داخل قضا

بزم دنیا سے اوٹھاتی ہی تو غم اسکا نہین
عالم ارواح کی دکھلائیگی محفل قضا

عشق کا صدمہ نہین اوٹھ سکنے کا معشوق سے
پہلے مجنون سے کریگی لیلی محمل قضا

عاشق حسن بتان سنتی ہی برسون سے مجھے
دق کریگی خون تھکوا کر بنے گی سل قضا

نزع کی ایذا سے ہو جاویگی اک دم مین نجات
سہل کر دیگا خدا ہر چند ہو مشکل قضا

مین لئے بھولا ہوا ہون وہ مجھے بھولی نہین
مین تو غافل ہون مگر مجھسے نہین غافل قضا

پاس اپنے وعدہ کی او سمجھتا ہون اوسے
دور ہو ہر چند مجھسے سیکڑون منزل قضا

حسن سے کس شمع رو محبوب کے ہی دل کو عشق
مثل پروانہ سمجھتا ہون سر محفل قضا

آجکل ہوتا ہی سوز عشق سے جل جل کے خاک
کھلتی ہی شمع سان سر پر مرا اے دل قضا

تہ قبض روح آتش جو رنگ لائیگی
عشق بازی مین اگر سمجھی نہین کامل قضا

٥٣

لہرا کے نہ آ مجھے مژہ یار سے گیسو
سوزن نہیں بے سلکتی ہے زنجیر کا ٹانکا

اک ترک کے ابرو کے اشارے کا ہوں بندہ
در کار مرے گوش میں ہے حلقۂ کمان کا

فرقت میں ترے صبر نہیں ہوئیگا مجھسے
بوجھ اٹھے گا سینے سے نہ اس سنگ گران کا

قد سرو ہے رخسار ہیں گل آنکھیں ہیں نرگس
رفتار میں عالم ہے ترے باغ روان کا

تفتیش جو کرتے ہیں مرے حالت دل کی
در پردہ پتا پوچھتے ہیں تیرے مکان کا

سودا زدہ کی طرح کیا کرتے ہو باتیں
بے قصد گذارا نہیں اب اپنی زبان کا

پرسان جو ترے حسن کے عالم کا ہے مجھسے
مشتاق ہے موسیٰ سے تجلی کے بیان کا

اک آبلہ پک پک کے خموشی سی ہوئی ہے
کیا شعر کہوں قافیہ ہے تنگ زبان کا

زیبندہ سخن گویوں میں ہے خواجگی ہمکو
ہے لطف بیان نام غلام اپنی زبان کا

غنچہ نہ دہن ہے نہ رگ گل وہ کمر ہے
اندیشۂ باطل ہے ترے وہم وگمان کا

پیری میں بھی دل سے نہ مٹے داغ محبت
گل صبح کو بھی ہو نہ چراغ اپنے مکان کا

رخ پھیر لیا بوسہ طلب کرتے ہی ہمسے
کیا حوصلہ ہے تنگ ترے تنگ دہان کا

کھودی گئی کوچے میں ترے قبر ہماری
دروازہ کھلا اپنے لیے باغ جنان کا

طوفان نکراہی گل مجھے ہنس ہنس کے نہ رلوا
بھاری ہے چمن پر قدم اس آب روان کا

بے مثل ہے یکتا ہے جو تصویر ہے اسکی
کھینچا ہوا اسکا یہ مرقع ہے جہان کا

دنیا کے خرابہ میں نہ گھر جسنے بنایا
جنت میں نہ نکلے گا جواب اسکے مکان کا

لطف دو جہان مجھسے ہے یار میں میرے
چہرہ ہے پری کا تو بدن حورِ جنان کا

فقیری نے دیا ہے رتبہ اعلیٰ بادشاہی سے
دو عالم میں مرا دل ہے جہاں بیں جام ہے جم کا

بھر آیا زخم دل منھ چومنے سے یار جانی کے
تھا معلوم شہد لب اثر رکھتا ہے مرہم کا

نگاہ زہر آلودہ سے آنکھ کا یہ اشارہ ہے
کہاں تریاق سے تصفیہ ہو سکتا ہے اس سم کا

ترے در کی فقیری کو شرف ہے بادشاہی پر
گواہ اس قول کا ہے حال ابراہیم ادہم کا

کف افسوس مل کر گریبان چاک کرتا ہوں
خیال آتا ہے ای رشک پری جیب تری محرم کا

لہو پانی کیا ہے شوق نے اس کعبہ کو کے
ہمارے دیدۂ تر ہے عالم چاہ زمزم کا

زبان پاک اگر پیدا کرے انسان ای آتش
ہر اک نام الٰہی میں اثر ہے اسم اعظم کا

مر گئے پر نہ اثر حب شفا کا دیکھا
درد مندوں نے ترے منھ نہ دوا کا دیکھا

تیرے پھرتے ہی اداسی سی چمن پر چھائی
رنگ بے رنگ گلستان کی ہوا کا دیکھا

گورے منھ کی تیرے یاد آئی سنہری افشان
لوح سیمیں پہ اگر کام طلا کا دیکھا

سامنے آئینہ رکھتے تو غش آ جاتا
تجھے انداز نہیں اپنی ادا کا دیکھا

دست دیا یار نے کے چومنگا یہ تحفہ دیکر
نوچتا ہوں جو کہیں پیڑ حنا کا دیکھا

ناز معشوق سے غمزہ میں زیادہ نکلے
آئی جب استہ برسوں ہی قضا کا دیکھا

جامہ زیبی ترے اندام کے اوپر ہوئی ختم
تجھکو پہنا کے جو انداز قبا کا دیکھا

تیری درگاہ کا اللہ رے جلال او شہ حسن
عرش پہ ہمنے دماغ اسکے گدا کا دیکھا

پھانسی دینے میں احبا کی نہ کوتاہی کی
حوصلہ ہمنے تری زلف رسا کا دیکھا

۵۱

بعد مردن بھی رہیگا شوق عریانی مجھے — روح کو جسم مثالی پیرہن ہو جائیگا

ہمکنار اکدن مری تمثال ہو کے یار سے — آئینہ جوش صفا سے وہ بدن ہو جائیگا

پھاڑ کر پیوند مین مجنون کریگا ہر برس — پیرہن درویش کا دلق کہن ہو جائیگا

چشم کے چشمون مین انکا اتفاق اچھا نہین — اشک کے قطرونسے دریا موج زن ہو جائیگا

ہو کے کٹنے کی ہوگی اسقدر شادی مجھے — پھٹ کے اتریگا شکنجہ پیرہن ہو جائیگا

ہے بت پر آنکہ میری طرح رغبت کی نڈال — سامنا قصاب کا ای برہمن ہو جائیگا

سکۂ داغ وفا اکدن مرے کام آئینگے — عشق کے بازار مین انکا چلن ہو جائیگا

مدعی کیا تشنۂ دیدار ہو وینگے ترے — آب زہرہ دیکھکر چاہ ذقن ہو جائیگا

چار دن ہے گرم بازار شباب ای نونہال — کوڑیون کے مول یہ سیب ذقن ہو جائیگا

شاعرہ سج گنے پر اترانہ ای گیسوے یار — عنبر سارا نہ تو مشک ختن ہو جائیگا

خط کے آنے کی خبر تھی سنے رنگین پر کسے — کیا سمجھتا تھا مین خارستان چمن ہو جائیگا

دختر رز ہوگی حلقے مین ہمارے بے نقاب — خلوتی کو اشتیاق انجمن ہو جائیگا

دم فنا اپنا کریگا کوہکن سر پھوڑ کر — غمزۂ شیرین فریب پیرزن ہو جائیگا

ہر گھڑی ہر دم ترقی ہے جمال یار کو — روح سے بہتر لطافت مین بدن ہو جائیگا

وجد ہوگا ہر شجر کو دیکھکر اسکی بہار — لائے غربت مرا داغ وطن ہو جائیگا

دم مین دم جبتک ہے چھٹنے کا نہین مین یار سے — میرے اسکے اتفاق روح و تن ہو جائیگا

قفل بے مفتاح کا عالم کریگی خامشی — مثل ماہی بے زبان اپنا دہن ہو جائیگا

زبان سے اپنی تعریف اپنی آنکھونکی وہ کرتی ہین
کہن سالی مین بھی الفت وہی ہی نوجوانونکی
زوالِ حسن مین تو لوٹ لینے دیجے کیفیت
لب جانبخش کی جنبش یہ ایمان ہی ان آنکھون سے
نگہ میری نہین تیر نظر پر غیر کے پڑتی
قرار اسکو نہین آتا ہماری بیقراری سے
سیہ شوخی سے اپنی ہو کے منہ لا آس پر پیرو کی
تلاش ہو تو گل خندان ہی تیری جسقدر مجھکو
بنایا صبح سے تا شام انکو آئینہ دکھکر
محبت ہوتی ہی معشوق کو بھی عشق کا حق سے
نشاطِ عیش کا ساماں ہی تجھ بن گل کا ساماں
چمن کی سیر کو خورشید سی پہلے وہ ترک آدمی
نہایت دل مرادِ دیدار کا قاتل کے جو کا ہی
کھلا دی ہیں یہان ہر زہرِ فراقِ یار جب چاہے
بنایا ہی زبس حکمت سے اپنی دستِ قدرت نے
جنون نحیل عدم کو یان بھی گھبراتا ہی دم اپنا
مزا ملتا نہین نعمت سے اپنی بدنصیبون کو

لب معجز بیان سے سنتے ہین افسانہ افسون کا
وہی عشق آج تک ہی مجھکو حسنِ روز افزونکا
بہار آخر ہی چلتا دور ہی صہبائے گلگون کا
تمہارے زورِ لب نے فرق ہی اعجاز و افسون کا
وہ شاعر ہون نہین جو آشنا بیگانہ مضمونکا
زمانہ آئینہ ہی اپنے احوالِ دگرگون کا
حنا بیدا اگر کی رنگ مجھ سودائی سنگخون کا
نہوگا اسقدر شاعر بھی جویا تازہ مضمون کا
بلا سے آئین سودائی ہو کوئی زلفِ شبگون کا
زمین مین ساتھ قارون کے گڑا ہی گنج قارونکا
صدا سے چنگ گویا تیر ہی آوازہ قانون کا
نسیم صبح سے آگے قدم ہو اسکے گلگون کا
قضا دکھلا چکی ہی مجھکو میری تشنہ خون کا
سگِ لیلی کا حق ہی استخوان ہر چند کہ مجنون کا
وہ رخ جوشِ صفا سے رشک ہی قلبِ فلاطون کا
کہا ہی تنگ وحشت نے ہماری عرصہ ہامون کا
نہ دکھلا لائہ داغی کو اک دن نشہ افیون کا

چٹانیکو جو سنگ اہر رگ اُسے تو نے گھسیٹا ہے | شہادت خواہ پھر گرے ہیں تیری تلوار پر کیا کیا
رگی وان بھی طبیعت بدگمانی سے محبت کی | چمن میں گل سے کھٹکا ہوں میں قبِ خار پر کیا کیا

ہوا جو گوش زد افسانہ حسن یار کا آتش
ہماری رال ٹپکی شربت دیدار پر کیا کیا

کلون نے کپڑے پھاڑے ہیں قبائے یار پر کیا کیا | حنا پس پس گئی ہے دست و پائے یار پر کیا کیا
کیے ہیں شکر کے سجدے جفائے یار پر کیا کیا | رہا ہے دل مرا راضی رضائے یار پر کیا کیا
گلے کو کاٹ کر اپنے شہیدانِ محبت نے | لہو کے گھونٹ گھونٹے ہیں جفائے یار پر کیا کیا
خیال آتا ہے اُس خط کو جو صورت نمائی کا | ہوئے ہیں آئینے حیران صفائے یار پر کیا کیا
جزائے خیر دے خالق نہیں پان اور مسی نے | دکھائے رنگ لعلِ بے بہائے یار پر کیا کیا
کیا ہے ٹکڑے ٹکڑے آئینہ کو بیشتر ہمنے | ہوا ہے رشک صورت آشنائے یار پر کیا کیا
سُبھار کھا ہے احوال قیامت ہمنے آنکھون کو | بندھیگی ٹکٹکی اپنی لقائے یار پر کیا کیا
رہا مجمع ہمیشہ عاشقان بے تحمل کا | اُڑے مفلس مرِ دولت سرائے یار پر کیا کیا
کیا ہے خوش خرام ناز کا عالم جو دکھلا کر | لیے ہیں ہمنے آنکھیں نقشِ پائے یار پر کیا کیا
کیا ہے اک جہان دیوانہ اُسکی جامہ زیبی نے | گریبان چاک ہوتے ہیں قبائے یار پر کیا کیا
قبائے تنگ پر رکھی کلاہ کج جو دیکھا ہے | ہماری جان نکلی ہے ادائے یار پر کیا کیا
اٹھا دے نہ آنکھ اور شب وصل اُس پری رو کو | چڑھا ہے جن پری ضد سے حیائے یار پر کیا کیا
نہیں آئیگا میرے بعد شانہ کا خیال آتش | پڑینگے پیچ گیسوے رسائے یار پر کیا کیا

آتش یہ کسکی چاہ کا دم مارتے ہو تم
وہ دلربا ہے دشمن جان دوستدار کا

باغ طلسم چہرۂ رنگین ہے یار کا — رہتا ہی چار فصل مین موسم بہار کا
دامان زین چھوا ہی جو اُس شہسوار کا — ہی عرش پر دماغ ہمارے غبار کا
سودا ہوا ہی مرغ جنون کے شکار کا — بھندا بنا رہا ہون گریبان کے تار کا
اُس بادشاہ حسن کے در کا فقیر ہون — ظل ہما سواد ہے جسکے دیار کا
پیری مین داغ عشق نہ کیونکر عزیز ہو — بے فصل کا ثمر ہے یہ گل بے بہار کا
وعدہ خلاف یار سے کہیو پیام بر — آنکھون کو روگ دیگئے ہو انتظار کا
آتی ہے مجھکو شہر خموشان سے یہ صدا — تاریکی لحد ہے سواد اس دیار کا
فصل بہار آئی کہین قطع ہو چکے — دامن سے سلسلہ یہ گریبان کے تار کا
دست علی کی ضرب کا جنبش مین ہی اثر — اُن ابروؤن مین معجزہ ہے ذوالفقار کا
بعد فنا ہے کوچۂ گیسو کی جستجو — سودا تو دیکھیو مرے مشت غبار کا
چلتی رہی چھری تری ای ترک صید پر — فوارہ چھوٹتا رہے خون شکار کا
گیسو نے قرب آئینۂ روے یار سے — ڈانڈا ملا دیا ہی حلب سے تتار کا
پیچھے نہ پاؤن معرکۂ عشق سے ہٹے — تلوار کھاکے بوسہ لیا دست یار کا
باز آوینگے نہ مرکے بھی صورت کے عشق سے — آئینہ ہوگا سنگ ہمارے مزار کا
پھندے مین زلف یار کے جب سی پھنسا ہی دل — دیتا ہے صدمہ روح کو بستہ شکار کا

[illegible]

یہی شوق آنکھون کو ہی سارے مہینے رہتا
سیر محفل نگر اُس شوخ سے گستاخ ای شوق

ماہ نو دیکھ کے مُنہ دیکھیے اُس خوشرو کا
چاہیے خلوت اسے وقت نہین قابو کا

فکر کے روز سے باندھا نہین جاتا آتش
ہاتھ آیا ہے جو مضمون بھی کسی بازو کا

ابدال سے ہوا نہ تو اوتاد سے ہوا
ای جذب حول جو کچھ تری امداد سے ہوا

مومن سے بہتر اُسکو سمجھتے ہین اہل دل
کافر جو پیر عشق کے ارشاد سے ہوا

گُل پر شرف ترا رُخ خوشرنگ لیگیا
قد کا بلند مرتبہ شمشاد سے ہوا

زلفون کے دام دیکھ کے گل پھول جائیگا
بلبل کا سامنا نہین صیاد سے ہوا

تیرے الف سے قد نے کیا ہی جسے فقیر
مرشد وہی ہی فرقۂ آزاد سے ہوا

رونا بھلا دیا مجھے ابرو کے عشق مین
خندان جو زخم تیغ کی بیداد سے ہوا

کس کسطرح کے ناز کیے جب ظہور عشق
حسن و جمال یار کی ایجاد سے ہوا

تیغ قضا سے جبکہ نہ دیکھا کہین بچاؤ
باہر کھڑا مین قلعۂ فولاد سے ہوا

ای موت روز حشر کرے گا نہ پھر نمود
نخل حیات قطع نہ بنیاد سے ہوا

فریاد رس جو داد نہ دے اُسکی جو رضا
جسنے سُنا وہ غش مری فریاد سے ہوا

سیر اپنے باغ کی بھی نکرنے دی کفر نے
کار بہشت کوئی نہ شداد سے ہوا

عیسی نفس سے میرے یہ کہیو پیام ہے
نسیان کا مرض ہی تری یاد سے ہوا

تیرے ہی گنج حسن کے سودے مین جیند گو
شوق خرابہ کشور آباد سے ہوا

ناقصی کی دلیل یہ تکیہ ہے دار کا
منصور پر یقین ہے مجھے نے سوار کا
بلبل کو ب از و دار ہو موسم بہار کا
عہد شباب مجھکو مبارک ہو یار کا
رنگ طلائی رکھتا ہے اندام یار کا
جو سے کمر کو ابتر ہو سو بہنے کے تار کا
پہونچا دیا عدم شب تار فراق نے
دکھلا دیا سواد ہمارے دیار کا

[illegible]

ای پری پیکر نہ جب تک مین ترا دیوانہ تھا
یہ جو روشن ہے چراغ حسن بے پروانہ تھا

حسن عالمگیر چھپ سکتا چھپائے سے نہین
پردہ مین تو کوچہ و بازار مین افسانہ تھا

اٹھتے ہی تیرے دگرگون ہو گیا رنگ نشاط
جام خالی میکدے مین سنگ ماتم خانہ تھا

واہ رے انداز و ناز اللہ رے کبر و غرور
جان یان جاتی رہی وان ناز معشوقانہ تھا

آج کل سے سلسلہ مہر و محبت کا نہین
عالم ارواح مین بھی میرے ترے یارانہ تھا

نیند اڑ جاتی جو سنتا یار میرا حال دل
خواب شیرین تلخ کر دیتا یہ وہ افسانہ تھا

بحث علم عشق کے قابل تھا دونون مین ایک
کوہکن ہمعصر تھا مجنون جو تھا دیوانہ تھا

پر دماغ گوش تک سننے کو آجاتی ہے جان
کسقدر دلچسپ حسن یار کا افسانہ تھا

حال پر اپنے توجہ کی نظر تھی جب جنون
آفتاب ذرہ ذرہ پر در جلوہ جانانہ تھا

جوہر جام جہان مین سنکے یہ روشن ہوا
بادہ نیرنگ سے لبریز اک پیمانہ تھا

لعل لب دونون تھے ای محبوب لعل شب چراغ
دانت تھا جو منھ مین تیرے گوہر یکدانہ تھا

مشق ناوک افگنی کرتا تھا جب وہ شمع رو
سیکڑون ہی تو وہ خاکستر پروانہ تھا

مصحف روے حقیقت کی تلاوت سے کھلا
عشق معشوق مجازی ابجد طفلانہ تھا

ساقیا تعریف تیرے میکدہ کی کیا کرون
ساتھ کیفیت کے تھا لبریز جو پیمانہ تھا

بسکہ رکھتا تھا ہر اک مین سے ہیرے کی چمک
جوہرون سے خنجر قاتل جواہر خانہ تھا

واہ ری نیرنگ سازی طلسم زندگی
محو حیرت آنکھین تھین دل اللہ کا دیوانہ تھا

سایہ بال ہما سے سرفرازی تھی حصول
بادشاہ وقت لقمین تمھارے شانہ تھا

ردیف ت

اس پری رو نے کھلایا ہی جو سرمہ نہیں
پتلیان آنکھونکی پتلا ہوگی ہین جادو کا
کیا کہون اوس لب جان بخش کی صفا کا عالم
نام کو وصف نہین سارے بدن مین [illegible] کا
جان ایکا آری اوس چشم سیہ کا سودا
ور چھلاوے کا بھی رکھتا ہے شکار آہو کا
خط پشت لب یار آنکھون مین پھر جاتا ہے
دل کو لہراتا ہے سبزہ جو کنارہ جو کا

خدا اس سر کو دے تو سودا تری زلف پریشان کا
جگر خون ہان کھا کر چھکے لعل بدخشان کا
دلِ صد پارہ کو سودا ہے اک گیسوے پیچان کا
خدا جانے کہ عشق نے اسمیں جگہ کی ہے
دل اسکا ہے خیال یار اگر تشریف فرما ہو
فتیلہ اسکا اسکی ناک میں دیتا ہوں میں مجنون
خیال تن پرستی چھوڑ کر حق پرستی کر
شب مہتاب میں منھ کھولکر وہ شوخ سوتا ہے
کہاں جاتی ہے یہ ہر چند بھاگے شوقِ منزل سے
خوشا حال اسکا امدادِ جنون سے جو برہنہ ہے
جمال یار نے جو نقش اپنا اسمیں جھلایا
معطل ہیں اطبا اسکے بیمار اچھے ہوتے ہیں
جبیں پر اپنے قشقان کو جو اس محبوب نے چھڑکا
پھرے رہتے ہیں مشتاق سے اپنے آج کل وہ بھی
ہلال آیا ادھر اسکو فنا تھا دم ادھر اپنا
رخِ روشن ترا جو دیکھتا ہے وہ یہ کہتا ہے
زباں سے اسکے افسانہ دہان یار کا سنتے

جو آنکھیں ہوں تو نظارہ ہو ایسے سنبلستان کا
ملو مہندی جو پھیر اچاہتے ہو پنجہ مرجان کا
نگہبان افعی سکین ہے اس گنج شہیدان کا
نگین دل پر اپنے نقش ہے مہر سلیمان کا
قدم آنکھوں کے اوپر سر کے اوپر ایسے مہمان کا
مری دیوانگی دم بند کرتی ہے پری خوان کا
نشان ہٹتا نہیں ہے نام رہجاتا ہے انسان کا
ستارا آج کل چمکا ہوا ہے ماہِ تابان کا
ہمیں آگے ہیں جب پچھا کیا عمرِ گریزان کا
گریبان گیر ہے کوئی نہ دامنگیر عریان کا
دلِ مشتاق پر عالم ہوا یوسف کے زندان کا
فسانہ ہے سیر عناب لب و سیب زنخدان کا
کتابی چہرہ نے نقشہ دکھایا لوحِ قرآن کا
ان آنکھوں پر بھی سایہ پڑ گیا برگشتہ مژگان کا
بلاے جان خفا ہوتا ہے خوش اسلوب انسان کا
سحر کو کوئی منھ دیکھے تو ایسے مہر تابان کا
ہمیں سا کوئی ہوتا جو وقف راز پنہان کا

مول لیکر ہم اُسے اپنے گلے کو کاٹین
کوئی قاتل گرے ابرو کی جو تلوار جدا

نہین گفتار ہی عالم سے نرالی اُسکی
طرز رفتار الگ بندش دستار جدا

ہاتھ گردن مین جو ڈالون تو یہ کہتا ہی وہ گل
یارب انسان کے گلے سے رہے یہ ہار جدا

حق تعالی نے جو چاہا تو دکھا دیگی صنم
زلف سے پیچ تری لپٹی دستار جدا

سوزش عشق سے ہو ویگی نفاق انگریزی
چار عنصر کریگی یہ تپ حارجدا

تنگ کرتی ہی قبا تجھکو نہایت ای گل
بند بند اسکا کریگا یہ گنہگار جدا

شش جہت مین نہین اُس رخ کتابی کا نظیر
معنی نو ہین ہر اک فقرے مین دو چار جدا

حال دل کہنے سے کٹتی ہی زبان شمع کیطرح
لب سے لب کیجو نہ اس بزم مین زنہار جدا

خانہ یار کا حسن رکھ یہ نشان ای قاصد
تیرے سایہ سے کھڑی ہوئیگی دیوار جدا

پیشگی دلکو جو دے لے وہ اُسے تحصیلے
ساری سرکار وں سے ہی عشق کی سرکار جدا

سب بے بہا حسن کا اُسکے نہ بنے گا سودا
میرے یوسف سے کھڑے ہووین خریدار جدا

ہو نہ ہمسر تری زلفون سے بنفشہ سنبل
کسکے ہر پیچ مین اک دل ہے گرفتار جدا

یہی روتا ہی جوان خانہ خراب آنکھون کا
بام سے در ہی جدا در سے ہی دیوار جدا

زندہ کو قتل کیا مُردہ کو زندہ آتش
فتنۂ حشر سے ہے یار کی رفتار جدا

لبھاتا ہی نہایت دلکو خط رخسار جانان کا
گھسیٹے گا مجھے کاٹو نہین سبزہ اس گلستان کا

رواں رکھتا ہی خون آنکھوں سے ہجر اک سر تابان کا
شفق آلودہ رہتا ہی ہلال اپنے گریبان کا

راہ دے صورت موسیٰ ہمین بحر ہستی | کشتی دیل سے نہو ویگا گذارا اپنا
زیر دیوار ہمین ہم بام کے اوپر وہ ماہ | ہم زمین پر ہین فلک پر ہی ستارا اپنا
بحر ہستی مین یہ طوفان ہی عدم چھپتے ہے | غوطے کھلواتا ہی ساحل سے کنارا اپنا
صبح محشر بھی نہوں خواب لحد سے بیدار | منھ نہ دکھلائے ہمین عمر دوبارا اپنا

سالہا سال سے تحصیل سخن ہے آتش
اس قلمرو مین ہے مدت سے اجارا اپنا

ایسی وحشت نہیں دل کو کہ سنبھل جاؤنگا | صورت پیرہن تنگ نکل جاؤنگا
وہ نہیں ہون کہ رکھائی سے جو ٹل جاؤنگا | آج جاتا تھا تو ضد سے تری کل جاؤنگا
شام ہجران کسی صورت سے نہیں ہوتی صبح | منھ چھپا کر ہین اندھیرے مین نکل جاؤنگا
کھینچکر تیغ کمر سے کسے دکھلاتے ہو | ناف معشوق نہیں ہون جو مین ٹل جاؤنگا
شب ہجر اپنی سیاہی کسے دکھلاتی ہی | کچھ مین لڑکا تو نہیں ہون کہ دہل جاؤنگا
کوچۂ یار کا سودا ہی مرے سر کے ساتھ | پانون تھک تھک کے ہون ہر چند کہ شل جاؤنگا
ضبط بیتابی دل کی نہیں طاقت باقی | کوہ صبر لب یہ صدا دیتا ہی ٹل جاؤنگا
طالع بد کے اثر سے یہ یقین ہی مجھکو | تیری حسرت ہی مین ای حسن عمل جاؤنگا
چار دن لیتے گذرینگے تاسف مین مجھے | حال دل پر کف افسوس مین مل جاؤنگا
شعلہ رویونکو دکھاؤ نہ مجھے ای آنکھو | موم سے نرم مرا دل ہے پگھل جاؤنگا
چھلّے گل کھانے کو ہوتے ہین عنایت مجھکو | گرمیان ہین جو یہی آپ کی جل جاؤنگا

وہ دہن ہون نہ نکلا حرف غرور | وہ زبان ہون نہ جس سے لاف ہوا

گرد اُس کوچہ کے پھرا آتش
حاجی سے کعبہ کا طواف ہوا

پیری نے قدرِ راست کو اپنے نگون کیا | محراب قصرِ تن کا ہمارے ستون کیا
جامہ سے جسم کے بھی مین دیوانہ تنگ ہون | اِکی بہار مین اسے نذرِ جنون کیا
دیوانے تیرے یون تو ہزارون ہین اے پری | شیشہ مین جسنے تجھکو اُتارا فسون کیا
مجھ صوفی کے جو نعرہ سے حال اُسکو آگیا | مطرب نے ٹکڑے سر سے مرے ارغنون کیا
کس کس نگاہ ناز سے دیکھا مری طرف | کیا کیا نہ چشم یار نے مجھپر فسون کیا
گرگ بغل کو پہلو مین دل کی طرح رکھا | یوسف سے بھی عزیز اُسے ہمنے فزون کیا
آرایش اہل حُسن کو جادو سے کم نہین | بے تیغ تیرے دست نگارین نے خون کیا
آئی بہار کپڑے لگا پھاڑنے جنون | عامل نے سال حال کا اپنے شگون کیا
فرہاد سر کو پھوڑ کے تیشہ سے مر گیا | شیرین نے ناپسند مگر بیستون کیا
دریا بہا شراب کا بے یار رات بھر | مثلِ حباب کاسہ مے واژگون کیا
مضمون بندھا نہ ہمسے کبھی دل کے داغ کا | بیرون لب زبان سے نہ سوزِ دروں کیا
جوہر وہ کون سا ہے جو انسان مین نہین | دیگر خدا نے عقل اسے ذو فنون کیا
کیا کیا نہ داغ مجھکو دیے شوق بوسہ نے | کیفِ شراب نے جو وہ رخ لالہ گون کیا

آنکھون سے جائے اشک ٹپکنے لگا لہو
آتش جگر کو دل کی مصیبت نے خون کیا

شوقِ اُس بت کو کوچہ مین لگا لیجائیگا
کعبۂ مقصود تک مجھکو خدا لیجائیگا
کاٹ کر پر بھی مجھے صیاد بے قابو نہ چھوڑ
ناتوان ہون باد کا جھوکا اُڑا لیجائیگا

حنا دیکھی تو پیش چشم تیرے دست نازک تھے
تری انگشتری یاد آئی جب نام نگین آیا

مبارک کشتیاں جن کی بتان ہند کو ہو وین
جہاز دنیین فرنگستان سے آب آتشین آیا

نہ گھبرا جاؤں کیونکہ اسطرے ای روح قالب مین
گیا جب اس مکان سے پھر نہین اسکا مکین آیا

نہایت تشنہ دیدار ہین جو اب اسکو جو سیمین کے
اگر اپنے لبون تک کوئی لعل آتشین آیا

چغلیس مال مقرر اک نظر اسکو دکھا دینگے
جو کوئی مشتری بازار عالم مین حسین آیا

مشقت سی مشقت کی ہی راہ عشق مین ہمنے
پسینا پانو کا کس وزیان سر تک نہین آیا

نچھوڑیگا کسیکو آسمان گور مین بھیجے
سمجھ زیر زمین اسکو جو بالائے زمین آیا

سگ کوچے شکار جنکا بتان خوش نگہ کرتے
نہ شہر ہنار تک زندہ کوئی آہوے چین آیا

گریبان تک بھی دامن سے جنون ہو رہا اسکا
لعل سے ہو کے دامن تک جو چاک آستین آیا

مری آنکھوں سے اس آئینہ کی صورت نہ دیکھیگا
کھلے گی حسن کی قلعی جو کوئی تیغ مین آیا

مصور کو تری تصویر کا سودا مبارک ہو
مقام گیسوئے مشکین و خال عنبرین آیا

رجوع اپنے دل روشن سے کر آتش جو مضطر ہے
گیا خرم جب اس درگاہ مین اندوہگین آیا

عدم سے جانب ہستی جوان تجھسا نہین آیا
یہ پشت اسپ تک تیری سواری کو ہزین آیا

کیا شکر اللہ آب بقا پیکر لئے ہمنے
جو اس ظلمت سرا مین لب تک آب آتشین آیا

غنیمت جان اے دل نقش عشق یار جانی کو
شرف ہے اس مکان کا جسمین مہمان حسین آیا

کبھی قسمت کے لکھے سے زیادہ لکھ نہیں سکتا
وہ نادان ہے جسے خوف کراماً کاتبین آیا

غزل ۳۹

واہ رے لوہے کبھی آسمان کے اوپر چڑھیے
ہم رہی روح رواں کی تن خاکی سے نکلی
صبح کی شام نظارہ میں رخ روشن کے
اڑھکے پہونچا مہ دجوش جنون سے وان تک
روز و شب نے لطف رخ یار کا فسانہ رہا
مرغ بسمل کیطرح رقص کرینگے طاؤس
کون سے دل میں نہیں یار ترے عشق کا نقش
صادق القول نہیں مہر و مہ سا مجھسا کوئی
کون ہے شانہ کا سینہ نہ کیا زلف نے چاک
خاک پا تو نے نہ اُس عیسی نفس کی چھڑکی
مجھسا غم دوست نہ ہوگا کوئی دنیا میں
ای شرر ہون ممقر آتش قدمی کا تیری
پھوٹ کر آبلون نے خشک زبانین ترکین

تیغ ابرو نہ گئی خنجر مژگان نگیا
ساتھ یوسفؑ کے زمانے سے یہ زندان نگیا
رات بھر گھر سے ہمارے مہ تابان نگیا
پانون سے اپنے میں دیوانہ بیابان نگیا
ذکر صبح وطن و شام غریبان نگیا
چار دن اور اگر ابر گلستان نگیا
کس قلمرو میں شہ حسن کا فرمان نگیا
شیشہ سے عہد تو پیمانہ سے پیمان نگیا
کون سا آئینہ اُس حسن کا حیران نگیا
باغبان نرگس گلزار کا یرقان نگیا
کون سی مجلس ماتم میں میں مہمان نگیا
کوئی دنیا سے تری طرح گریزان نگیا
تمسے شرمندہ میں ای خار مغیلان نگیا

عاشق اُس غیرت بلقیس کا ہون ای آتش
بام تک جسکے کبھی مرغ سلیمان نگیا

حال زار اپنا فنا کے بعد بھی روشن رہا
مردہ سے بدتر زبس احوال مجھ مجنون کا تھا

زرد شرولیدہ ہمارا سبزہ مدفن رہا
خانہ زنجیر میں دن رات اک شیون رہا

ایک عالم سے رسا سنتا ہوں میں مجنوں سے میں — میری گردن تک ترے گیسو کا حلقہ آئیگا

سرد ہی وے کا یہ ہنگامہ نہیں ہونے کا گرم — آتش گل دامن باد صبا بھڑکائیگا

چار دیوار عناصر کی ہے وسعت کس قدر — شش جہت کو تنگ کر دیگا جو دل گھبرائیگا

عرش ہے اُس بادشاہ حسن کا تخت رواں — دھنم کو تل کیوں د چرخ کو دوڑائیگا

بعد مردن بھی رہیگا زلف مشکیں کا خیال — گور میں بھی میرے سر کے ساتھ سودا جائیگا

خم لگا دے منہ سے ساقی لب تر ہو دیں ہر کے — مجھسے دریا نوش تک کیا شیشۂ مے لائیگا

اپنی زلفوں کے الجھنے سے خفا وہ شوخ ہے — جسنے سیدھی بات کی الٹا اُسے لٹکائیگا

مجھ قدح کش سے بخار دل بھی ہوتا ہے شرر کہ — آگ یہ اک دن ابر آب آتشیں برسائیگا

یہ صدا آتی ہے مجھ دیوانہ کی زنجیر سے — امن چاہے تو دیار بیخودی میں پائیگا

آستان یار سے اُٹھنے کا قصد آتش نکر
چھوڑ کر اس در کو سر دیوار سے ٹکرائیگا

عیسیٰ سے نالۂ درد دل کی خبر نکرتا — ذکر درون خانہ بیرون در نکرتا

دربان یار مجھ پر شفقت اگر نکرتا — دیوار پھاند جاتا میں در گذر نکرتا

زر گر نگیں سے ہرگز پیوند زر نکرتا — اسم مبارک اُسکا جو نامور نکرتا

تلوار کو اگر تو زیب کمر نکرتا — قاتل ادھر کی دنیا کوئی اُدھر نکرتا

حسن اُسکو پیش خدمت پیدا اگر نکرتا — خط عاشقوں کے دل کو زیر و زبر نکرتا

اے آفتاب محشر آنکھوں سے گر گیا تو — منھ پھیرتا جدھر سے پھر منھ اُدھر نکرتا

[illegible]

ازل میں سے صاف کہان آسمان ہوا
کس روز برج ماہ مین فرش کتان ہوا

معدوم داغ عشق کا ایسے نشان ہوا
افسوس ہے چراغ ہمارا مکان ہوا

دو ٹکڑے ایک وار مین جو حباب تر
گرداب موج تیغ کو سنگ فسان ہوا

دیکھا جو مین نے اسکو سمندر کی آنکھ سے
گلزار آگ ہو گئی سنبل دھوان ہوا

ملتا نہیں دماغ ہی گیسوے یار کا
کچھ اندنون مین مشک کا سوداگران ہوا

خوش چشمونکے فراق مین کھائے پیچ و تاب
شاخ غزال اپنا ہر اک استخوان ہوا

سختی راہ عشق سے واقف ہوئے نہ پاؤن
جوش جنون مرے لیے تخت روان ہوا

انبوہ عاشقان سے ہوا حسن کو غرور
کثرت سے مشتری کی یہ سوداگران ہوا

پیوند خاک ہو گئے اک بت کی راہ مین
پتھر ہماری قبر کا سنگ نشان ہوا

پھینکا گیا نہ پیر فلک نعل کی طرح
کوئی نہ طفل اشک ہمارا جوان ہوا

تو دیکھنے گیا لب دریا جو چاندنی
استادہ تجھکو دیکھ کے آب روان ہوا

انسان کو چاہیے کہ نہو ناگوار طبع
سمجھے سبک اسے جو کسی پر گران ہوا

اس گل سے عرض حال کی حسرت ہی رہ گئی
کانٹے پڑے زبان مین جو میں بیان ہوا

اللہ کے کرم سے بتونکو کیا مطیع
زیر نگین قلمرو ہندوستان ہوا

انصاف مین نے عالم اسباب مین کیا
نوائی چاندنی جو میسر کتان ہوا

گردش نے اسکی سرمہ کیے اپنے استخوان
چکی ہمارے پیسنے کو آسمان ہوا

قاتل کی تیغ سے رہ ملک عدم ملی
آہن ہمارے واسطے سنگ نشان ہوا

روونے کے بدلے حال پر اپنے ہنسا کیے
پروا ہوا نہ فاش ہمارے ملال کا

دکھلا دیا بے نقاب جسے بندہ ہو گیا
وہ روے سادہ نقش ہے صاحب کمال کا

کرتی ہے یان زبان کمر یار مین کلام
معدوم ہے جواب ہمارے سوال کا

آتش لحد سے اٹھون گا کہتا یہ روز حشر
مشتاق ہون مین یار کے حسن و جمال کا

اس ترک کی ثنا مین جو حرف رقم ہوا
خنجر زبان تیغ نے نیزہ قلم ہوا

گستاخ ہاتھ گردن دلبر مین خم ہوا
حد ادب سے شوق کا باہر قدم ہوا

بے یار باغ خانۂ بیمار ہو گیا
پھولا جو غنچہ مین نے یہ سمجھا ورم ہوا

پیدا کی رفتہ رفتہ رسائی کمر تلک
گیسوے یار جادۂ راہ عدم ہوا

اقلیم فقر سایہ نے اسکے کیا خراب
منحوس چغد سے بھی ہما کا قدم ہوا

یاد آیا طوف کعبہ مین ہندوستان مجھے
کوے بتان کا سایہ لب حرم ہوا

بیڑا ہمارے قتل کا کیونکر اٹھاؤ گے
کسکر کمر بندھی ہے تو درد شکم ہوا

وقت اخیر جذبۂ دل کھینچ لائیگا
دیکھین گے روے یار جو آنکھون مین دم ہوا

ٹوٹے ہین لاکھ شیشۂ تیزاب ہر قدم
کانٹون پر آبلون سے ہمارے ستم ہوا

دنیا مین نیک سے ہی فزون بد کا ہے بہا
کیا کیا گران نہ شہد سے قیمت مین سم ہوا

شغل تصرف آج کس اہل نظر کو ہے
ہر آئینہ سکندر و ہر جام جم ہوا

نقش دوئی مٹا کے بنا گھر خدا کا دل
کعبہ ہوا خراب جو بیت الصنم ہوا

مقامِ رشک ہے الفت میں طالع طاؤس کا عدم میں ہستی سے جا کر بھی کہونگا میں	چمن میں قافلہ کہسار سے سحاب آیا ہزاروں حسرت سوزندہ کو گرداب آیا

محبت سے معشوق ترک کر آتش
سفید بال ہوئے موسم خضاب ہوا

رنج و راحت کا مرے واسطے سامان ہوگا
مشعل راہ عدم داغ عزیزاں ہوگا

گیسوؤں سا نہ کوئی رہزن ایمان ہوگا
خال ہندو سے ترے خون مسلماں ہوگا

رنگ بدلا نظر آتا ہے ہوا کا مجھکو
گل تازہ کوئی اس باغ میں خنداں ہوگا

مجھ جگر سوختہ کی خاک ہے سرمہ سے سیاہ
گوشۂ چشم کوئی گوشۂ داماں ہوگا

عود کرنے کی نہیں روح نکل کر تن سے
پھر نہ ہوگا یہ گھر آباد جو ویراں ہوگا

نالۂ بلبل شیدا میں اگر ہے تاثیر
دست صیاد میں گلچیں کا گریباں ہوگا

بوئے مے رکھتی ہے اس میکدہ میں کیفیت
محتسب توڑ کے شیشے کو پشیماں ہوگا

تیری فریاد کا محتاج میں واماندہ نہیں
اے جرس میرے لیے قافلہ نالاں ہوگا

سایہ میں اسکے مرے گور کھدیگی اکدن
اے پری رو ترے دیوار کا احساں ہوگا

آتش عشق سے ہوتا ہے سراپا تن داغ
وہ گنہگار ہوں جو سرو چراغاں ہوگا

خط کا آغاز قیامت ہے رخ رنگین پر
خار و گل دیدۂ انصاف میں یکساں ہوگا

دست گستاخ میں قزاق کا پاتا ہوں ہنر
ایکدن یار مرے ہاتھ سے عریاں ہوگا

حسن کا خاتمہ تو عشق کا میں خاتمہ ہوں
نہ گدا مجھسا نہ تجھسا کوئی سلطاں ہوگا

جگایا نالوں نے صیاد کو جو خواب آیا

نسیم صبح سے کیا اللہ رے شوق بلبل کو

کبھی جو جوش میں دریاے اضطراب آیا

آنکھوں میں ترے چاہنے والوں کے داغ ہیں
شبنم پسند ہو ویگا حسن آفتاب کا

وہ نعمتیں یہ میری ہیں میں ہوں فقیر مست
اک نان خشک ایک پیالہ شراب کا

اندیشہ گفتگو سے نکیرین کا نہیں
رد کردہ ہے سوال ہمارے جواب کا

چاہیے شکست جہل تو تحصیل علم کر
وابستہ یہ طلسم ہے لوح کتاب کا

بے معنی شعر میں نے کسی کا نہیں سنا
اس پر ہوا یقین مجھے بیت خراب کا

اس ترک تک پہونچنے کی تدبیر ہے یہی
تعویذ خط ہے بازوے مرغ کباب کا

پروانہ سے لڑایا ہے بلبل کو رات بھر
شمعوں کے عطر یار نے مل کر گلاب کا

کس ترک نوجوان نے کیا ہے یہ شوق تیر
چھٹتا ہے بازووں سے ہر اک پر عقاب کا

حد سے نکل چلا ہے بہت سرمہ لو تجھے
لگتا ہے داغ موے مژہ کو خضاب کا

خورشید حشر کا جو کیا ہے کسی نے ذکر
دکھلا دیا ہے یار نے چہرہ عتاب کا

دیکھے جو تیرے دست حنائی کے رنگ کو
شرمندگی سے رنگ ہوا نیلا شراب کا

دریا میں غسل کے لیے اترا جو وہ صنم
ناقوس مچھلیوں نے بجایا حباب کا

جو چاہیں لکھ لیں کاتب اعمال چار دن
دیکھوں گا روز حشر میں کاغذ حساب کا

بیخود ہیں سنکے مدعی شور و شر پسند
افسانہ اپنا شعر ہے فتنہ کے خواب کا

آتش کی التجا ہے یہی تمسے یا علی
صدمہ نہ ہو فشار لحد کے عذاب کا

چمن میں شب کو جو وہ شوخ بے نقاب آیا
یقین ہو گیا شبنم کو آفتاب آیا

ہماری قبر سے شاید کہ بوئے عنبر آتی ہے / وگرنہ یار کا گھوڑا تو ہاتھی سے نہیں بھڑکا

سمجھ لیتے ہیں مطلب اپنے اپنے طور پر سامع / اثر رکھتی ہے آتش کی غزل مجذوب کی بڑ کا

ہے جب سے دستِ یار میں ساغر شراب کا / کوڑے کا ہو گیا ہے کٹورا گلاب کا

صیاد نے تسلیِ بلبل کے واسطے / کنجِ قفس میں حوض بھرا ہے گلاب کا

دریائے خون کیا ہے تری تیغ نے رواں / حاصل ہوا ہے رتبہ سروں کو حباب کا

جو سطر ہے وہ گیسوئے حورِ بہشت ہے / خالِ پری ہے نقطہ ہماری کتاب کا

نو آسمان ہیں صفحۂ اول کے نو لغت / کونین اک دو ورقہ ہے اپنی کتاب کا

اے موج بے لحاظ سمجھ کر مٹائیو / دریا بھی ہے اسیر طلسمِ حباب کا

بچھوائیے نہ چاندنی میں بام پر پلنگ / منحوس ہے قران مہ و آفتاب کا

اک ترکِ شہسوار کی دیوانی روح ہے / زنجیر میں ہمارے ہو لوہا رکاب کا

حسن و جمال سے ہے زمانے میں روشنی / شب ماہتاب کی ہے تو روز آفتاب کا

اللہ رے ہمارا تکلف شبِ وصال / روغن کے بدلے عطر جلایا گلاب کا

مسجد سے میکدے میں مجھے نشہ لے گیا / موجِ شراب جادہ تھی راہِ صواب کا

انصاف سے وہ زمزمہ میرا اگر سنے / دم بند ہو وے طوطیِ حاضر جواب کا

الفت جو زلف سے ہے دلِ داغدار کو / طاؤس کو یہ عشق نہ ہوگا سحاب کا

مشہور جو ہوا عرقِ رخ سے وہ ذقن / مضمون مل گیا مجھے چاہِ گلاب کا

جہان خالی نہیں رہتا کبھی ایذا دہندون سے
ہوا ناسور نو پیدا اگر زخم کہن بگڑا

تونگر تھا ہی تھی جبتک اس محبوب عالم سے
مین مفلس ہوگیا بس روز سے وہ سیم تن بگڑا

لگے منھ بھی چڑانے دیتے دیتے گالیان مناسب
زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجیے دہن بگڑا

بناوٹ کیف مے سے کھل گئی اُس شوخ کی آتش
لگا کر منھ سے پیمانہ کو وہ پیمان شکن بگڑا

کسکو مے گلگون سے بیمار کے مطلب تھا
خون جگر و دل سے پیمانہ لبالب تھا

کیا کہیے کٹی کیونکر اوس بت شب تنہائی
اللہ غنی گاہے گہ نعرۂ یارب تھا

غماز سے خلطہ ہے اُس بت کو کیا غم ہی
درگاہ الٰہی مین شیطان مقرب تھا

سوز غم فرقت سے یان شمع کی حالت تھی
ہر صبح مسافر تھا مہمان مین ہر شب تھا

کیا تلخ کیا اسنے اس عمر دو روزہ کو
زہر اپنے لیے عشق معشوق شکر لب تھا

ایذا جو ہوا اُس خال و گیسو سے تعجب ہے
وہ افعی بے دندان بے نیش یہ عقرب تھا

خون شہدا سے تھی اسپر جو شفق پھولی
ہمدوش کبود چرخ اُس ترک کا مرکب تھا

اُس قد کشیدہ کی جو شرح کرین کم ہے
اک مصرع موزون مین سو بیت کا مطلب تھا

موقع تھا یہی قاتل بسمل جو کیا تو نے
اولی تھا یہی میرے حق مین یہی انسب تھا

پہلو مین ہمارے جو وہ ماہ نہ تھا شب کو
تھا داغ سفید اپنی آنکھو مین جو کوکب تھا

الفت نے تجھے مارا ہیبت نے اُسے مارا
مین اور رقیب آتش یکجان دو قالب تھا

شگاف سینہ پر اک تار ہو شعلے کے ڈورے کا
زلیخا کو دکھا ای آسمان تصویر یوسف کی
یہ دل دیوانہ ہو جسکا پری پیکر ہو وہ اسکا
بلند و پست عالم کا بیان تحریر کرتا ہے
قلم ہو شاعر و نکتہ [illegible]
سبک سمجھو نہ اے عاشق شیدا کو [illegible]
اگر کی بو دھوان [illegible]
روا رکھو کلفت ایام مین بھی قدر [illegible]

جو چاہے سبزۂ روشن تو سوز عشق پیدا کر
صدا اے خندۂ گل ہے [illegible]
عجب محجوب با شوکت [illegible]
بہار باغ [illegible]
زوال حسن ہے عاشق کی [illegible]
شفق ای [illegible] مجھے دکھلا یا [illegible]
[illegible] لالہ گون سے ساقیا جام صبوحی ہو
وفادار و [illegible] داغ [illegible]
مجھ سے [illegible]

۳۲۶

[illegible]

خوف نافہمی مردم سے مجھے آتا ہے
گاہ خر ہونے لگی صورت انساں پیدا

روح کیطرح سے در دل ہو جو دیوانہ ہو
جسم خاکی سمجھ اسکو جو ہو زنداں پیدا

بجا ہوں کا مگر شہر ہے اقلیم عدم
دیکھتا ہوں جسے ہوتا ہے وہ حیراں پیدا

اک گل ایسا نہیں ہو کہ نہ خزاں جسکی بہار
کون سے وقت ہوا تھا گلستاں پیدا

موجد اسکی ہے سیہ روزی ہماری آتش
ہم نہوتے تو نہوتی شب ہجراں پیدا

اُسکے کوچے میں مسیحا ہر سحر جاتا رہا
بے اجل واں ایک دن ہر رات مر جاتا رہا

کوے جاناں میں بھی اب اسکا پتا ملتا نہیں
دل مرا گھبرا کے کیا جانے کدھر جاتا رہا

جانب کہسار جا نکلا جو میں تو کوہکن
اپنا تیشہ میرے سر سے مار کر جاتا رہا

کشش معشوق میں پاتا ہوں عاشق سے زیاد
کیا بلا آئی محبت کا اثر جاتا رہا

واہ رے اندھیر بہر روشنی شہر مصر
دیدۂ یعقوب سے نور نظر جاتا رہا

نشہ ہی میں یا الٰہی مے کشوں کو موت دے
کیا گہر کی قدر جب آب گہر جاتا رہا

اک نہ اک مونس کی فرقت کا فلک نے غم دیا
درد دل پیدا ہوا درد جگر جاتا رہا

حسن کو کو آشنا ہمسے ہوا وہ نونہال
پہونچے تب بر شجر ہم جب ثمر جاتا رہا

رنج دنیا سے فراغ ایذا دہندوں کو نہیں
کب تپ شیر اتری کسدن درد سر جاتا رہا

فاتحہ پڑھنے کو آئے قبر آتش پر نہ یار
دو ہی دن میں پاس الفت اس قدر جاتا رہا

سوز دل سے جسم خاکی تو تپا ہو جائیگا
اس قدر نازان نہو اے شیخ زہد پر ... بندگی کرنے سے تو شاید خدا ہو جائیگا
ضد دلاتا ہے غیرت آنکھیں چھپا کر مجھ سے یار
اطلس ہفت آسمان صرف قبا ہو جائیگا
عیب اپنا جو چھپا کر کیا قبا ... ہو جائیگا
تشنہ ... بھاراً مدعا ہو جائیگا
بلکہ ... بار ... ہو جائیگا
... کا ... ہو جائیگا
خون ... ہو جائیگا
بادبان ابر اور ساقی ناخدا ہو جائیگا
بحر غم سے پار ... کی ... ہو جائیگا

بار سنے وعدہ فردا تو بھی ... کی
موت کا وعدہ تو اے آتش وفا ہو جائیگا

وحشت دل نے کیا ہے وہ بیابان پیدا
سحر وصل کر گئی شب ہجران پیدا
بیرون کو نہیں صورت انسان پیدا
طلب کا فریبی ہے ہوتا ہے مسلمان پیدا

۳

نہیں کچھ امتیاز اہل عشق کو گم نام و نامی کا	یہ لکھوا تا ہو خط مولا سے بندہ کی غلامی کا
لہو کا اپنے مثل کوہکن میں اب پیاسا ہون	مزا پڑتا نہ مجھکو کاش اس شیرین کلامی کا
بلا سے مجھکو ایذا ہو پر اے جوش جنون پوچھے	زبان خار صحرا کو نہ صدمہ تشنہ کامی کا
گیا گو جان سے مین اے سوز غم پر شکر کرتا ہون	کباب دل میں تجھنے نقص تو رکھا نہ خامی کا
گلوسے نالہ کو کرتا ہون وقف تیغ خاموشی	مبادا بار خاطر ہو کسی طبع گرامی کا
تعاقب کچھ سمجھکر بھی کسی کا کوئی کرتا ہے	نہ تھا اندیشہ اے فرعون تجھے موسیٰ کی حامی کا
حلاوت کچھ تو ہے جو دیکے اپنی جان شیرین کو	مزا چکھتے ہین مردم جانکنی کی تلخ کامی کا
شکار اپنے ہمائے حسن کا شاید کہ کھیلے گا	پہنتا ہے مرا صیاد پیراہن جو دامی کا
بسر ہو جائیگی کمل کے سایہ مین فقیر و نکی	مبارک اہل دولت کو ہو تمگیرہ تمامی کا

ابھی سیف زبان سے لون مین کار ذوالفقار آتش
کوئی کافر جو منکر ہو مری معجز کلامی کا

جذبۂ دل سے کمال کہربا ہو جائیگا	سبزۂ بیگانہ اپنا آشنا ہو جائیگا
جو قناعت کے مزے سے آشنا ہو جائیگا	بھیک کا کاسہ اسے دست دعا ہو جائیگا
تیرے کشتون سے جو صورت آشنا ہو جائیگا	زندگی سے دم مسیحا کا خفا ہو جائیگا
حالت ہکی اور میرے استخوان کی ایک ہے	شمع کافوری کا پروانہ ہما ہو جائیگا
بیس ڈالا دلکو خال عنبرین یار نے	کیا سمجھتا تھا مین دانہ آسیا ہو جائیگا
کیمیا ہے مہربانی صاحب تاثیر کی	بس کیا پارس نے جب آہن طلا ہو جائیگا

[illegible]

[illegible]

غزلیات آتش ۲۹

نزع میں یار نے صورت نہ دکھائی مجھکو
دشمن و دوست کو ہنگام سفر دیکھ لیا

لے گئی وحشت دل گور غریبان کیطرف
ہمنے یاران گذشتہ کا بھی گھر دیکھ لیا

خون کیا غیر کے دلکو مری جانبازی نے
یار نے چیر کے پہلو کو جگر دیکھ لیا

دہن یار سے اک شعر کسیدن نہ سنا
ہمنے اس اپنی زبان کا بھی اثر دیکھ لیا

بھر گیا دامن نظارہ گل نرگس سے
آنکھ اٹھا جو کبھی تونے ادھر دیکھ لیا

روبرو رہنے لگا آئینہ آتش شب و روز
یار کو غیر سے بھی شیر و شکر دیکھ لیا

برق خرمن تھا کبھی نالۂ دل ناشاد کا
حوصلہ باقی نہیں ہے آسمان فریاد کا

شوق دید رخ نے کھلوایا اُن آنکھوں کا فریب
الفت گل سامنا کرواتی ہے صیاد کا

عرصۂ محشر میں جاتے ہی جہنم میں پڑا
اور اُلٹے یان ارادہ تھا مجھے فریاد کا

دیکھکر مجھکو اکڑتے ہیں بہت بالا بلند
کیا بلا ان پر بھی سایہ پڑ گیا شمشاد کا

قتل کرتا ہے اشارے سے ترے عاشق کو ناز
حکم سلطان سے ہے خونریزی عمل جلاد کا

من نہیں چلتے ہیں کج طبعوں سے ہرگز راست باز
چین پیشانی سے باہر ہے الف آزاد کا

زال دنیا تنگ کرتی ہے نہایت ہی مجھے
ہے مگر اس بیسوا کا کیا بدن فولاد کا

دوستی نبھتی نظر آتی نہیں محبوب سے
ناز یان اٹھتا نہیں ان شغل ہے بیداد کا

اسقدر ایذا ہمیں دی ہے بتوں کے عشق نے
حوصلہ جاتا رہا دل کو خدا کی یاد کا

قامت موزون سے قد آگے نکل چلنے کا ہے
تاڑ سے ناہیں گے قد اک روز ہم شمشاد کا

[illegible]

جان شیرین مزد جوے شیر مین تیشہ کو دی
حوصلہ سے اپنے باہر کوہکن بیچارہ تھا

حالت دل کا بیان کرتا کسی سے مین تو کیا
عشق مین اک مصحف رخسار کے سیپارہ تھا

یہ ہوا ظاہر انا لیلی مجنون سے ہمین
اپنا دیوانہ تھا اپنے واسطے آوارہ تھا

حال اپنا ای صنم اپنی جدائی مین نہ پوچھ
سینۂ و سر تھا ہمارا اور سنگ خارہ تھا

کوچۂ قاتل مین جب شوق شہادت لے گیا
سر تھا گردن پر اپنے بار صد پشتارہ تھا

لوٹتا تھا آسمن بدخوئی سے مین مانند اشک
شوخی طفلان سے جنبان مرا گہوارہ تھا

شان عشق اولی ہی مجنون و دبان عشق سے
ناخلف ناقابل و نالائق و ناکارہ تھا

اہل عالم سے ہمیشہ آتش ایذائین ہوئین
مردم دنیا نمک تھے مین دل صد پارہ تھا

گل سے خوشتر نگہ ہر اک داغ بدن مجھکو دیا
آتش عشق نے بیخار چمن مجھکو دیا

عاشق مردہ ہون شاید کہ چراغ مردہ
نہ تو رویا کوئی مجھکو نہ کفن مجھکو دیا

زخم کاری نے کیا بند زبانکو میری
زخم نے پے بہ پے زخم دہن مجھکو دیا

گردش چرخ نے غربت مین بھی پہونچایا رزق
جاے نان داغ عزیزان وطن مجھکو دیا

بوسۂ لب نے ترے وصل کی شب ای محبوب
حاصل ملک بدخشان و یمن مجھکو دیا

زلف وان افعی ہی یان داغ جگر مہرہ ہے
حسن نے سانپ سے عشق نے من مجھکو دیا

جاکے اس غمکدہ سے یاد کرونگا مین بھی
سات دن رہنے کو تھا قصر کہن مجھکو دیا

میوہ خور و نہین ستمگر مین بھی ہون ای نخل مراد
تو نے عناب لب و سیب ذقن مجھکو دیا

[illegible]

۲۷

حنا کا رنگ بھی ہو با رجبیں نازک کی طبیعت پر
بھلا پہنے وہ کیونکر یا قوتیں جراب کا جوڑا

شب فرقت میں کافر ہوں جو میری آنکھ جھپکی ہو
عبث بہتان غیر نے آکے مجھپر خواب کا جوڑا

لگاؤں ماہ کے سر پر اگر ہاتھ آئے ای آتش
ستاروں کا وہ پاے مہر عالمتاب کا جوڑا

آنکھیں عاشق کو نہ تو ای گلِ رعنا دکھلا
پتلیوں کا کسی ناداں کو تماشا دکھلا

یار کی آنکھ سے تو آنکھ ملائی تو نے
گردش چشم بھی ای نرگس شہلا دکھلا

آسمان اور زمین کا ہی تفاوت ہر چند
ای صنم دور ہی سے چاند سا مکھڑا دکھلا

ای جنون تجھسے مری آنکھ جھپکنے کی نہیں
قید خانہ تو دکھا یا مجھے صحرا دکھلا

قلزمِ عشق میں کب تک ہوں ای حسرت تباہ
لب دریا جو نہیں تو تہِ دریا دکھلا

چوٹی اُس حور کی ایڑ یسے بھی بڑھ چلنے لگی
صبح محشر بھی پھر اب ای شب یلدا دکھلا

باغبان کون سی صورت مرے جی لگنے کی
ایک تو مجھکو قدِ یار کا بوٹا دکھلا

ایک مدت سے ہوں آفت طلب ای گردش چرخ
کوئی معشوق مجھے آگ بگولا دکھلا

کالے کوسوں نظر آتی ہی دلا منزلِ گور
آہ کا ابلق ایام کو کوڑا دکھلا

عاشقوں سے ترے کرتا ہی نہایت گرمی
روے خورشید قیامت کو کفِ پا دکھلا

دھیان آتا ہی جب چوٹی کا کسی کافر کے
کھتی ہی فکر رسا باندھ کے جوڑا دکھلا

چرخِ نیلی ہی بہت اپنے شفق پر نازان
لب بام آن کے تو بھی کفک پا دکھلا

بندۂ شاہ نجف آتش دل خستہ ہی
یاالٰہی اسے اب مرقدِ مولا دکھلا

۲۶

هوا جو دن تو هوا اٹھکو پاس سوا کی
جو رات آئی تو پھر نیند کا بہانہ ہوا

نپوچھ حال مرا چوب خشک صحرا ہون
لگا کے آگ مجھے کاروان روانہ ہوا

نگاہ ناز بتان سے نہ چشم زخم بھی رکھ
کسیکا یار نہین فتنۂ زمانہ ہوا

اثر کیا طپش دل نے آخر اسکو بھی
رقیب سے بھی مرا ذکر غائبانہ ہوا

ہوائے تند سے پتا اگر کوئی کھڑکا
سمند باد بہاری کا تازیانہ ہوا

زبان یار خموشی نے میری کھلوائی
مین قفل بن کے کلید در خزانہ ہوا

کیا جو یار نے کچھ شغل برق اندازی
چراغ زندگی خضر تک نشانہ ہوا

رہا ہے چاہ ذقن مین مرا دل وحشی
کنوئین مین جنگلی کبوتر کا آشیانہ ہوا

خدا دراز کرے عمر چرخ نیلی کو
یہ بیکسون کے مزارونکا شامیانہ ہوا

نہین ہے مثل صدف مجھسا دوسرا کمبخت
نصیب غیر مرے منہ کا آب و دانہ ہوا

حنائی ہاتھون سے چوٹی کو کھولتا ہے یار
کمان سے پنجۂ مرجان حریف شانہ ہوا

دکھائی چشم غزالان نے حلقۂ زنجیر
ہمین تو گوشۂ صحرا بھی قیدخانہ ہوا

ہمیشہ شام سے ہمسائے مرتے ہے آتش
ہمارا نالۂ دل گوش کو فسانہ ہوا

درد دل سے اسقدر کاہیدہ مین غمگین ہوا
جسم زار آخر کو تار بستر و بالین ہوا

دلکو اپنے کر دیا نازک مزاجی نے حباب
کاہ کا سایہ بھی ہمپر کوہ سے سنگین ہوا

اپنے خون کی بو ہمین آتی ہے تجھسے ای نسیم
ہاتھ مہندی سے کسی محبوب کا رنگین ہوا

۲۵
کلیات آتش

فی سبیل اللہ مے ساقی نے کی ہی خیر خم
دست سائل مین پیالہ چاہیے بلور کا

آمد خط پر تو بوسہ کا نکر انکار یار
شام کو ملتا ہی روزینہ ہر اک مزدور کا

میرے یوسف سے زمین و آسمان کا فرق ہی
خاک کا پتلا ہی یوسف یار ہی نور کا

یار کے دل مین کب اس سے راہ پیدا ہو سکے
آہ مین میری ہی عالم گردن مغرور کا

ظرف پیدا کر جو چاہے شہرۂ آفاق ہو
نام اک عالم مین چینی نے کیا فغفور کا

بوسہ عناب لب کیجے نہ عاشق سے عزیز
توڑنا اچھا نہین ہے خاطر رنجور کا

غلغلہ حرف انا الحق کا ہی قلقل کی صدا
بادۂ وحدت کا شیشہ سینہ ہی منصور کا

اڑ کے آتش سے کہان مضمون عالی جا سکے
شاہ تیر انداز کب چوکا نشانہ دور کا

صاف آئینہ سے رخسار ہی اس دلبر کا
یہ خدا کا ہی بنایا تو وہ اسکندر کا

چشم مستانہ کی گردش مین تصور ہی اب
غفلت انجام ہی جب دور چلے ساغر کا

دل پہ چوٹ اس رخ رنگین کے نظارہ سے لگی
پھول سے صدمہ پہونچتا ہی مجھے پتھر کا

جوش وحشت ہی پے قطع تعلق مقراض
سگ دیوانہ کو پابند نہ دیکھا در کا

قلب ماہیت ارباب صفا کھوتی ہی فکر
علم آب سے ارزان ہو بہا گوہر کا

عاشقون سے طلب بوسہ کہان جاتی ہی
مور سے ہو نہ سکے ترک کبھی شکر کا

آفت جان ہی فرومایہ کو طاقت ہونا
چوب کو تیر کے ملنا ہی قیامت پر کا

جرح کے پار گذر جاتی ہے آہ عاشق
سقف کو توڑتا ہی دود مرے مجمر کا

دکھائی آنکھون نے سیر جہان بیگانہ رنگ
کرینگی برق جمال اُسکی بند آنکھون کو
یقین ہوا کہ ہے ظلمت مین چشمہ حیوان
اوڑھائی چادر آب اشکو نے رو رو کر
پیالہ پانی کے دکھلائی دینگے کاسۂ چشم

قفس کی چاک ہی سے مجھکو چمن نظر آیا
وہ خلوتی اگر اسے انجمن نظر آیا
شب وصال ہمین وہ دہن نظر آیا
کوئی جو مردہ مجھے بے کفن نظر آیا
رولائیگا جو وہ چاہ ذقن نظر آیا

کیا ہے عشق کو آسان سمجھ کے آتش نے
کمال ہمکو تو مشکل یہ فن نظر آیا

زخم دل بھرتا ہے جلوۂ چہرۂ پرنور کا
سختی ایام ہے میرے لیے سامان عیش
کچھ نہ حاصل ہوگا کیسی ہی مشقت کیجیے
مین وہ گلشن ہون چمن مین جسکی صورت دیکھکر
داغ سینے ہوتے ہین گل کھاتے ہین عاشق تر
دین نہ ارباب صفا ہرگز کسیکے دلکو رنج
آکے سینے سے لبون پر دم اٹکتا ہے عبث
پھاڑ کر کپڑے نکل جاتا ہون یاد آتا ہے جب
تشنۂ خون ہی گیا مجھ ناتوان کا تیر بھی
ہو نہ اُس لیلے وشی کا دل دیوانہ مجھو

چاندنی مین یان اثر ہے مرہم کافور کا
خشت بالین کو سمجھتا ہون مین انگور کا
عشق بازی کام ہے بیگار کی مزدور کا
آپ ہوجاتا ہے شیرہ دانہ انگور کا
گرم بازار اندنون ہے مرہم کافور کا
گوشۂ دامن سے اُلجھا جھاڑ کب بلور کا
ٹھہرنا اچھا نہیں جب ہو ارادہ دور کا
موسم سرما گذرنا بے تکلف غور کا
گرسنہ مہمان پھرا جاتا ہے بیقدر کا
بید مجنون سے کہان پیوند نخل طور کا

بغل میں لیکے یوسف کو کہیا ور آگے گذر میں اپنا | قدم رکھتے ہوئے جس راستے میں کاروان کھٹکا

محبت اُن نے کی کس سے بقین عیار سے آتش
جو کچھ نیکی کی بھی ہمنے کہے وہ بدگمان کھٹکا

لب لعلین نے بدخشان و یمن دکھلایا | مشک بو زلف نے تاتار و ختن دکھلایا

راز سے حُسن کے عشاق نہ آگاہ ہوئے | نہ کمر تو نے دکھائی نہ دہن دکھلایا

اپنے سودائی کو کیا کیا نہ تری زلفون نے | عالم پیچ و خم و چین و شکن دکھلایا

آسمان ظلم کیے زیر زمین بھی تو نے | جامہ زیبون کو رُخِ زرد کفن دکھلایا

تری رفتار کا انداز نہ پایا ہمنے | کبک نے طاؤس نے بھی اپنا چلن دکھلایا

پانون شل ہو گئے تھے ٹھوکرین کھاتے کھاتے | ہم غریبون کو خدا ہی نے وطن دکھلایا

یاد دلوائی چمن نے وہ تری گفت و شنید | گوشِ گل نے مجھے غنچہ نے دہن دکھلایا

تا دم مرگ نہ بیمار ہوا پھر وہ مریض | اک نظر تو نے جسے سیب ذقن دکھلایا

کوچۂ یار بھی مجھکو وہی دکھلا دیگا | جسنے بلبل کو تماشائے چمن دکھلایا

نوجوان مہر لقا یار کے بوسے لیتے | ایسا اک ماہ نہ اِس چرخ کہن دکھلایا

تا سحر مینے شب وصل اُسے عریان رکھا | آسمان کو بھی نہ جس مہ نے بدن دکھلایا

دل کو اُن آنکھون کا دیوانہ سمجھ صحرائے | سیکڑون ہی مجھے خوش چشم ہرن دکھلایا

وہی چاہیگا تو اس سے یہ چھٹے گی آتش
حکم اللہ نے ہے روح کو تن دکھلایا

اپنی زبان کو بلبل اندوہگین جلا | یا برق نالہ سے قفس آہنین جلا

کچھ کہے کوئی میں منہ دیکھکے رہجاتا ہون گرم ہر گز نہوا پہلو ہے خالی بے یار	کم دماغی نے کیا ہی مجھے حیران کیا کیا یاد آویگی سب مجھے فصل زمستان کیا کیا

کوئی مردود خلائق نہیں مجھسا آتش
کیا کہون کہتے ہیں ہندو و مسلمان کیا کیا

چشم یاران میں مرے بعد نہ خوناب اترا	یاد آیا نہیں پھر دھیان ہے جو خواب اترا
شرط ہر تیرہ مردان خدا کا انصاف	ڈوبا فرعون دہیں نیل میں پایاب اترا
ہو گیا شوق شہادت سے ملال اپنا دل	سان پر چڑھکے اگر دشنہ قصاب اترا
روز روشن شب تاریک ہوا آنکھون مین	بام پر سے جو وہ خورشید جہانتاب اترا
عشق اُس چاہ زنخدان کا ہوا جبہ ادا سے	میں نے سمجھا کہ لحد میں دل بیتاب اترا
قتل مستی میں کیا دوست مجھسا اپنے	دشمن جان سے مری نشہ اسباب اترا
سامنا روے منور سے ہوا ہی کس کے	چہرہ ماہ پچھا ای شب مہتاب اترا
دقت مشکل میں ہیں سب اہل کرم کے محتاج	دیکھ اے اشکر جنگی کو لب آب اترا
آتش عشق میں ثابت دل بیتاب رہا	آنچ کھا کھا کے ہی قائم ہے سیماب ترا
بوسہ لب کا مزا لیکے پیا ہی مین نے	خلق سے میرے ہی جب شربت عناب اترا
برق وش دیکھکے گیسوے سیہ کو تیرے	چشم انصاف سے ہر ابر سیہ تاب اترا

بھولنا بحر محبت کے غریقون کو نہ یار
پار بیڑا یہ ترا آتش بیتاب اترا

اے تپ غم گور میں لیجل جوانی میں مجھے
دوپہر ہے موسم گرما میں وقت آرام کا

تختۂ میت فراق یار میں معراج ہے
وحی آنا جانتا ہوں موت کے پیغام کا

بادشاہی سے گدائی کوچۂ دلدار کی
زیر پا ہر اک قدم ہے یاں محل آرام کا

اے صنم عاشق سے ملتی ہیں نہیں آنکھیں تری
نشہ اللہ رے شراب حسن کے دو جام کا

خاتم دست سلیمان قدر کیا رکھتی ہے یاں
لوح محفوظ اک نگینہ ہے ہمارے نام کا

گیسوؤں نے کر دیا دہ چند حسن روے یار
نور ہوتا ہے زیادہ تر چراغ شام کا

طوق زریں گردنوں میں قمریوں کی چاہیے
سیر گلشن کو ہے عزم اس سرو سیم اندام کا

عرصۂ روے زمیں ہو جائے دشت کربلا
یار کو میرے ارادہ ہو جو قتل عام کا

ہمت عالی نہ بعد مرگ بھی زائل ہوئی
گر ہوا سبزہ بھی میں تو سبزہ پشت بام کا

داخل کعبہ ہوا کتم عدم سے برہنہ
پردہ عاشق نے نہ رکھا جامۂ احرام کا

سیکڑوں ہی دل ہے مثل ماہی بے آب اسیر
یار کا چاہ زنخداں بھی ہے چشمہ دام کا

ہے سیہ مستی میں اپنے عالم دیوانگی
حلقۂ چشم پری خط ہے ہمارے جام کا

سرکشی آخر فرومایہ کو دیتی ہے شکست
ٹوٹتا ہے نخل پر انجام خشت خام کا

یاد جو آیا طواف کعبہ میں آتش وہ ماہ
حال بدتر تھا کتان سے جامۂ احرام کا

زخم کاری کے جو کھانے کو مرا دل دوڑا
سر بکف میں طرف کوچۂ قاتل دوڑا

ناتوانی نے یہ حالت مری پہونچائی ہے
دو قدم میں جو چلوں سیکڑوں منزل دوڑا

منزل عشق کی دو راہ [illegible] دوڑا

حسن میں پہلے سے خورشید [illegible]

دور کھنچتا ہے ہمارا مہ تابان کیا کیا

سامنے ہو کے ہوا آئنہ حیران کیا کیا

[illegible]

فرصت اک دم عہدِ طفلی میں نہ رونے سے ملی
پرورش پایا ہوا ہوں امیرِ سیلاب کا

عاشقوں سے اپنے وہ جتنی بھویں ٹیڑھی ہوئیں
اہلِ قبلہ سے پھرا منہ کعبہ کی محراب کا

سوسن ان ہونٹھوں کی مستی دیکھکر نیلی ہوئی
رنگ پھیکا فندقِ پانے کیا عناب کا

سیر کرکے دو گھڑی دل اپنا بہلا لیتے ہیں
دل ہمارا ہے مرقعِ صحبتِ احباب کا

جامۂ تن ہوگیا راہِ عدم میں نذرِ گور
بوجھ اٹھایا تھا مگر ٹھگ کے لیے اسباب کا

جان آنکھوں میں ہے صورت دیکھنے کی دیر ہے
یار کا آنا ہے یاں آنا اجل کے خواب کا

مسندِ شاہی کی حسرت ہم فقیروں کو نہیں
فرش ہے گھر میں ہمارے چادرِ مہتاب کا

ساحلِ مقصود دیکھا میں نے جا گور میں
ڈوبتا کشتیِ تن کو مژدہ تھا پایاب کا

بے تکلف آستانِ یار پر مارا قدم
دور کوسوں رہگیا ہمسے محلِ آداب کا

چشمِ تر سے کانپتی ہے قالبِ خاکی کی روح
کسطرح کشتی نشیں کو ڈر نہو گرداب کا

سنبلِ زلفِ بتاں کا ہو نہ آتش شیفتہ
بھولنا ہی دل سے بہتر ہے پریشاں خواب کا

زلف زیبا ہے قریبِ رخِ جاناں ہونا
گنج کا سانپ کو لازم ہے نگہباں ہونا

نہ رہا مجھکو توائے دوریِ کوئے مقصود
راہ میں ظلم مسافر کو ہے باراں ہونا

عشق نے حال کیا مردۂ بے وارث کا
میرے اوپر ہے یقیں قبضۂ سلطاں ہونا

آفت جاں ہوئی اس روئے کتابی کی یاد
راس آیا نہ مجھے حافظِ قرآں ہونا

داغ چیچک کے ہیں زیبا ذقنِ یار کے گرد
لطف رکھتا ہے لبِ چاہ چراغاں ہونا

عید قرباں جو قریب آئی تو کچھ دل میں سمجھ
مرغ بسمل کی طرح تڑپے ہزاروں اِک بار

پانوں پر آ کے مرے حاجبِ زنداں لوٹا
ہنستے ہنستے جو کبھی وہ گلِ خنداں لوٹا

میں نے آتش جو کیا نالہ درِ جاناں پر
دونوں ہاتھوں سے جگر تھام کے درباں لوٹا

خیال آیا جو عشقِ زلف میں دل کی تباہی کا
بندھا فکرِ رسا سے یک قلم مضمون سیاہی کا

ہوا ہی بیشتر دھوکا دلِ پر داغ پر میرے
شکار اکثر کیا ہی یار نے طاؤس ماہی کا

سمندر چشمِ تر باد مخالف آہ و نالہ ہی
یقیں ہی کوئی دم میں کشتیِ تن کی تباہی کا

شبِ ہجراں میں جو دم تھا وہ گویا واپسیں دم تھا
گماں تھا شام سے مجھ پر چراغِ صبح گاہی کا

لحد پر یار آتا ہی مرے شرمندہ کرنے کو
نہ منھ دکھلانے کی جا ہی نہ موقع عذرخواہی کا

سرِ انگشت کا عالم میں ہر اک میں پایا ہو
تری زلفوں کو شانہ چاہیے دندانِ ماہی کا

کروں تحریر گر میں اپنے رنگِ زرد کی حالت
عجب کیا زعفرانی رنگ ہو جاوے طلائی کا

خدا بھی خوبصورت کو نہایت دوست رکھتا ہی
ارادہ کون سے در پر کروں میں دادخواہی کا

غنیمت جان ایدل جنبشِ ابروئے قاتل کو
بڑی معراج ہی تلوار سے مرنا سپاہی کا

مسافر کو عدم کے روکنے والا نہیں کوئی
نہ کھینچا خار نے دامن کبھی دنیا سے راہی کا

زیادہ زخم سے انساں کو احساں اٹھانا ہی
نہ ہونا خوف ہی ظلِ ہمائے بادشاہی کا

دمِ آخر بھی بالیں پر مرے ہمراہ یار آئے
رقیبوں نے محل باقی نہ رکھا عذرخواہی کا

تری شمشیرِ ابرو سے مگر ہی لاگ اسکو بھی
گلا روزِ ازل سے کیوں کٹا رہتا ہی ماہی کا

وصل کے بعد نہ کسطرح سے ہو رنج فراق
درد سر ہوتا ہی جب نشۂ صہبا اترا

چشمۂ حسن کی موجون سے اشارہ ہی یہی
روتے روتے جو ہو عشق کا دریا اترا

درد سر مین جو ہوا دان تو بدن یان ٹوٹا
تپ چڑھی مجھکو اگر یار کا چہرا اترا

دفن یار ہین کی خطا نے رسائی پیدا
چاہ یوسف مین خضر بہر تماشا اترا

کیا عجب ہے جو ماتم مین ہمارے وہ ہیں
بیشتر کوہ کے اوپر سے ہی دریا اترا

باغ سے باد بہاری کی ہی آمد آمد
طاق میخانہ سے ہی ساغر و مینا اترا

دہن یار کا رہتا ہی تصور ہمین
شیشۂ دل مین پری بنکے ہی عنقا اترا

سیر رکھتا ہے طبیعت کو کلام شیرین
من و سلوا ہی یہ اپنے لیے گویا اترا

شاخ گل کو بھی نہ آتش نے چھوا تھا ہیہر
خون تری آنکھون مین ای بلبل شیدا اترا

جب کہ رسوا ہوے انکار ہی سچ بات مین کیا
ای صنم لطف ہی بر دیکی ملاقات مین کیا

کوئی اندھا ہی تجھے ماہ کہے ای خورشید
فرق ہوتا نہین انسان سے ذرات مین کیا

یار نے وعدۂ فردا سے قیامت تو کیا
شک ہوا ای نالۂ دل تیری کرامات مین کیا

کوئی تبخانہ کو جاتا ہے کوئی کعبہ کو
پھر رہے گبر و مسلمان ہین تری گھات مین کیا

ایک مدت سے ہون سائل ترے دروازہ پر
بوسہ یا گالی ملیگا مجھے خیرات مین کیا

ایسی اونچی بھی تو دیوار نہین گھر کی ترے
رات اندھیری کوئی آویگی نہ برسات مین کیا

دو گھڑی کی جو ملاقات تھی وہ بھی موقوف
ایسا پڑتا تھا خلل یار کی اوقات مین کیا

شمع میں آیا نہ بالین پر مرے یار اس لیے	آخر ہر ماہ ہے معمول چھپنا ماہ کا
ہوں وہ ابتر طفل جسکو جان بکونا کھیل ہے	کنج مرقد ہے گھروندا میری بازیگاہ کا
آسمان روئے زمین ہے یار ماہ چاردہ	حلقۂ احباب گرد اسکے ہے ہالہ ماہ کا
وہ دہن ہے چشمۂ شیرین تبسم موج ہے	وہ ذقن ہے چاہ خال اسمیں تواہے چاہ کا
ناتوان میری طرح سے ہو جو عشق حسن سے	کوہ سے بھاری ترازو میں ہو پلہ کاہ کا

شعر کہتا ہوں میں اے آتش خدا کی حمد میں
میری ہر اک بیت پر عالم ہے بیت اللہ کا

فرش ہے اے یار خاک دوست و دشمن زیر پا	ہم گریبان پھاڑ دینگے آیا جو دامن زیر پا
منکر روز قیامت ہیں بہت بے اعتقاد	لا کبھی اے سرو قامت اپنا مدفن زیر پا
رنگ گل سے خون ہمارے آبلوں کا شوخ ہے	نقش پا سے پھولتا جاتا ہے گلشن زیر پا
خار کا کھٹکا نہیں رکھتے ہیں ہم آتش قدم	موم ہو جاوے اگر آ جاے آہن زیر پا
انگلیاں کانوں میں دیتا ہے وہ رفتار یار	ہر قدم پر آتی ہے آواز شیون زیر پا
بت پرستی ہم اگر تیری طرح کرتے تو پھر	سنگ رہ کو بھی نہ لاتے اے برہمن زیر پا
شاہ راہ ہستی ہو ہموار میں وہ چال چل	اپنی آنکھوں کو بچھا دیں دوست و دشمن زیر پا
سرکشی زیبا ہے ہم دیوانگان عشق کو	خم ہوتی ہے سیکڑوں کانٹوں کی گردن زیر پا
رہگذر میں دفن کرنا اے عزیزان تم مجھے	شاید آجاے کسی کے میرا مدفن زیر پا
پا برہنہ ہی رہے ہم خاکسار اتنے لیے	گوشزد ہووے ہمارے تا نہ دشمن زیر پا

کرم کب ہو صنم نے ستم زیاد کیا | شب فراق مین بینے خدا کو یاد کیا
کرے ہی مین تری تنگ ہو جیسے وہ کافر ہے | مجھے ملول تو دشمن کو میرے شاد کیا
یہ دل لگانے مین مینے مزا اٹھایا ہے | ملا نہ دوست تو دشمن سے اتحاد کیا
بہا جو نرگس فتان یار سے سرمہ | تو مین نے چہرۂ پر اسکو یقین صیاد کیا
ہماری آہ سے ای منکرو حذر مانگو | ہوائے تند نے کیا حال قوم عاد کیا
بچا مین جان کو کر کے تصدق عزت | وگرنہ دل نے نہین کونسا فساد کیا
کہون جو حالت دل یار سے تو کیا ہے | جو کچھ کہ تو نے کہا مین نے اعتماد کیا
حسد سے جل کے دیئے پانون اڑ گئے اغیار | ہمارے نالون نے جب کار برق و باد کیا
عوض یہی ہے زمانے مین راست بازی کا | سلوک تو نے جو ای چرخ کج نہاد کیا
یہی کہونگا خدا سے مین روز محشر کو | فراق یار نے ناشاد نامراد کیا

کرون مین شکر الٰہی کہان تلک آتش
درون صاف دیا پاک اعتقاد کیا

یہ انفعال گنہ سے مین آب آب ہوا | کہ میرا کاسۂ سر کاسۂ حباب ہوا
دل اپنا خون جب ساقی و شراب ہوا | ہوائے سرد سے کیا کیا جگر کباب ہوا
کنوئین مین یوسف کنعان کو پھینکا جو آنے | نہ سمجھے مصر کے چلنے کا یا تراب ہوا
گرہ تھی دل مین نہ بس حسرت ہم آغوشی | فشار گور کا راحت مجھے عذاب ہوا
شکار گاہ جہان مین عزیز ہر دل تھا | بچا جو باز سے مین طعمۂ عقاب ہوا

نجاتا تھا غضب ہر نگہ کا تیر ادل | تجھی کو سامنے آفت رسیدہ ہوتا تھا
رولاتا شام و سحر کسطرح نہ طالع پست | بلند سر سے مرے آب دیدہ ہوتا تھا
گریز یار نے برباد کردیا ہم کو | غبار راہ غزال رمیدہ ہوتا تھا

نہ آئی دامن دایہ میں نیند اے آتش
درون دامن خاک آرمیدہ ہوتا تھا

دکھایا آئینہ فکر نے جب صفات آپ کے سخن کا | دہن کو جوہر کھلا زبان کا زبانکو عقدہ کھلا دہن کا
ہر ایک گلبن ہر نخل ماتم ہر ایک جوہر پر آب دیدہ | جو زخم گل ہے باغ کا ہر تو داغ بتا ہے چمن کا
نظر جو آتا ہے بید مجنون تو رو رہا ہے جو سر کو پٹکا | جو دیکھوں نیشہ تو میر کو ہے ہوں خیال ان کے کوہکن کا
برہنہ آیا تھا یان عدم سے برہنہ یان سے چلا عدم کو | نہ بو سے کافور میں سونگھی نہ داغ مجھکو لگا کفن کا
چھوا جو گیسوئے عنبرین کو تو سانپ کیا فسون ہے گویا | لیا جو چشم سیہ کا بوسہ شکار میں نے کیا ہرن کا
نگاہ اول میں چشم میگون یہ رنگ محفل کرے دگرگون | وہ حال ہوتا ہے جو وقت آخر شراب خوارونکی انجمن کا
خراب مٹی نہو کسی کی کوئی نہ مردود دوستان ہو | جدا ہوا شاخ سے جو پتا غبار خاطر ہوا چمن کا
جو حال پروانہ عشق میں ہے وہی محبت میں عالم دل | وہ شمع فانوس کا ہے کشتہ یہ سوختہ نور پیرہن کا
جو نجنہ صحرا میں قبر دیکھی تو میں نے کندہ کیا یہ اسپر | عجیب غربت حبیب کا ہو غبار خاطر نہو وطن کا

نہ یہ نزاکت پری میں ہوگی نہ حور میں یہ نزاکت آتش
جو ہار پھولون کا اسنے پہنا تو بوجھ اٹھا یا نہ اس بدن کا

بلبل گلون سے دیکھ تجھکو بگڑ گیا | قمری کا طوق سرد کی گردن میں پڑ گیا

[illegible]

حیف کی جا ہی نہووے نرم و چرب اسکی زبان
بہرہ ور کس پا نا ہوا یہ آدمی ہر شیر کا

گوش گل رخسار لالہ چشم نرگس سرو قد
باغ کا تختہ بھی صفحہ ہی کوئی تصویر کا

عاشقوں کے خون سے رہتی ہی لبس وہ سرخ پوش
دیدۂ مریخ جوہر ہے تری شمشیر کا

کاروان تک رو زوا ماندون کو پہونچا یا گیا
ای جرس شاہد ہوں تیرے نالہ کی تاثیر کا

فکر قصر چرخ مین کیا موج زن ہوتے ہیں اشک
سیل ارادہ کر رہا ہی کس کہن تعمیر کا

اُس پری رخ طفل کا دیوانہ ہوں آتش جسے
کھیل ہی اک توڑنا سودائی کی زنجیر کا

عالمِ منطق مصوّر ہو تری تصویر کا
نسخہ کتابی قطعی ہی خط حاشیہ ہی میر کا

رتبہ پہونچا ہی خموشی سے یہ مجبور دلگیر کا
جو کوئی دیکھے اُسے شک ہوگی تصویر کا

زندہ جاوید ہیں قربانیاں تیغِ عشق
سر کا کٹنا جانتے ہیں پھوٹنا نکسیر کا

مثلِ شانہ دسترس اُس زلف پر ہوئے اگر
دعوتِ افعی کروں بھر کر پیالہ شیر کا

جس سے لپٹا سوکھا مجنون کی طرح سے وہ درخت
عشق پیچے پہ مجھے ہوتا ہی شک زنجیر کا

ہجر کے صدمے سے خوبی عشق کی ظاہر ہوئی
زخم کی ایذا سے جوہر کھل گیا شمشیر کا

شرح باوصفِ سیہ کاری ہی رنگ دھرا
سامنا ہوتا ہی کسکے عفو سے تقصیر کا

خط لکھوں گا یار سیم اندام کو میں ای قلم
روشنائی میں ہو دودہ روغن اکسیر کا

ہر شبِ آدینہ آتا ہی وہ طفلِ شمع رو
اپنا تعویذِ لحد بھی نقش ہی تسخیر کا

نوش بے صرفہ کرے خونِ گنہگارانِ عشق
پھول سے رنگین ہی پھل ڑا یہ تری شمشیر کا

[illegible]

[illegible]

جوش وحشت مین بیابان کو گیا مانند روح
جسم خاکی کی طرح سے میں زندان رہگیا

پاس الفت سے جنون مین بھی نہ کچھ سچ گئے
طوق بنکر میری گردن مین گریبان رہگیا

ای صبا جاوے چمن مین تو تو کہیو یار سے
باغ مین جاکر تو ای سرو خرامان رہگیا

دوستی نبھتی نہین ہرگز فرومایہ کے ساتھ
روح جنت کو گئی جسم گلی یان رہگیا

سامنے ہوتے ہی مژگان کے ہوا بلکہ یقین
ہو سے اب تیر کے پلے کا میدان رہگیا

پہلے ہی پرزے اڑا ہینے نہ پایا سینہ چاک
یار ثابت وقت بد مین اک گریبان رہگیا

حسن مین بھی عزت و ذلت خدا کے ہاتھ ہی
گل کو پیراہن ملا تو شعلہ عریان رہگیا

بستیان ہی بستیان ہین گنبد افلاک مین
سیکڑون فرسنگ مجنون سے بیابان رہگیا

بعد مدت ساتھ اُس گلرو کے جو دیکھا مجھے
اُڑ گئے مرغ چمن خالی گلستان رہگیا

حال ہی مجھ ناتوان کی مرغ بسمل کی تڑپ
ہر قدم پر ہی یقین یان رہگیا وان رہگیا

کرکے آرایش جو دیکھی اُس صنم نے اپنی شکل
بند آنکھین ہوگئین آئینہ حیران رہگیا

راہ الفت مین نہین اندیشہ پشت و بلند
گرکے کب یوسف میانِ چاہ کنعان رہگیا

جانِ شیرین ہو فراق یار سے کیونکر عزیز
مرگ صاحب خانہ ہی فاقہ جو مہمان رہگیا

میری وحشت سے چراغ راہ جو سمجھا مجھے
آنکھ دکھلا کر مجھے غول بیابان رہگیا

لاشہ اٹھوا کر نہ اسکو بھی ای قاتل اٹھا
ہی فقط آباد اک گنج شہیدان رہگیا

کھینچکر تلوار قاتل نے کیا مجھکو نہ قتل
شکر ہی گردن تک آتے آتے احسان رہگیا

کیا بیان عالم زوالِ حسن خوبان کا کرون
روشنی جاتی رہی سرو چراغان رہگیا

شادمانی مین بھی یان حالت ماتم پیدا
زخم خندان ہین لب خندان ہی پیدا
آسمان شوق سے تلوار و کمان ہم پیدا
رخ پہ تو نے ترے ابرو کا کیا خم پیدا
کام اپنا نہوا جب بھی ابر سے
گیسوئے یار ہوئے درہم و برہم پیدا
شبہ ہوتا ہی صدف کا مجھے ابر گہر پر
کہین موتی نکرین قطرۂ شبنم پیدا
چپ رہو دور کرو منہ نہ کرو شکوہ ادا
غافلو زخم زبان کا نہین مرہم پیدا

۱۲

پیشتر حشر سے ہوتی ہی قیامت برپا	جو چلیں چلتے ہین خوش قد یہ چلن ہی کسکا
دست قدرت نے بنایا ہی تجھے اہ محبوب	ایسا ڈھالا ہوا سانچے مین بدن ہی کسکا
کسطرح تمسے نہ مانگین تمھین انصاف کرو	بوسہ لینے کا سزاوار دہن ہی کسکا
شادی مرگ سے پھولا مین سمانی نہین	گور کہتے ہین کسے نام کفن ہی کسکا
دہن تنگ ہی موہوم یقین ہی کسکو	کمر یار ہی معدوم یہ ظن ہی کسکا
مفسدے جو کہ ہون اس چشم سیہ سے کم ہین	فتنہ پردازی جسے کہتے ہین فن ہی کسکا
ایک عالم کو ترے عشق مین سکتا ہوگا	صاف آئینہ سے شفاف بدن ہی کسکا
حسن سے دل تو لگا عشق کا بیمار تو ہو	پھر یہ عناب دلب و سیب ذقن ہی کسکا
گلشن حسن سے بہتر کوئی گلزار نہین	سنبل اسطرح کا پرپیچ و شکن ہی کسکا
باغ عالم کا ہر اک گل ہی خدا کی قدرت	باغبان کون ہی اسکا یہ چمن ہی کسکا
خاک مین اسکو ملاؤن اسے برباد کرون	جان کسکی ہی مری جان یہ تن ہی کسکا
سرو سا قد ہی نہین مدنظر کا میرے	گل سا رخ کسکا ہی غنچہ سا دہن ہی کسکا
کیون نہ بے ساختہ بند ہون دل و جان سے نثار	قدرت اللہ کی بے ساختہ پن ہی کسکا
آج ہی چھوٹے جو چھٹتا یہ خرابہ کل ہو	ہم غریبون کو ہی کیا غم یہ وطن ہی کسکا

یار کو تمسے محبت نہین تو اے آتش
خط مین القاب یہ پھر مشفق من ہی کسکا

روز مولود سے ساتھ اپنے ہوا غم پیدا | لالہ سان داغ اٹھانے کو ہوے ہم پیدا

[illegible]

خطِ مشکین نے کیا اندھیر روے یار پر | روے روشن دیدۂ عاشق میں کالا کر دیا

یار کا رخسارۂ رنگین ہے آتش رشکِ باغ
جب نقاب الٹا درِ گلزار کو وا کر دیا

تصور رہبر نفس ہے پیش چشم اس روے روشن کا
مجھے مقصودِ دل پردہ دری ہے عیب پوشی میں
تواضع دشمنِ جان کی زیادہ قتل کرتی ہے
گرا یا دل نے لیجا کر مجھے قصرِ زنخدان میں
شبِ کو دشمنوں کا احسان کھینچتا ہے داغ پیشانی
کیا قتل اسنے کہنے سے رقیب تیرہ باطن کے
چمن کا عالم آتا ہے نظر گنجِ شہیدان میں
حبیب بے مروت سے ہے عرض حال لا حاصل
رہ جاتا دیکھتا ہون قفس میں اسیر زندان میں

نگہبان برق کو میں نے کیا ہے اپنے خرمن کا
گریبان پھاڑ کر کرتا ہوں نہیں پیوند دامن کا
خم شمشیر معشوقوں کا نہوڑا ناہے گردن کا
لکھا تھا دو بنا قسمت میں میری چاک گلشن کا
نشان مٹتا ہے روے زخم سے کب تار سوزن کا
رکھا گردن پہ اپنی دوست نے احسان دشمن کا
قدم بادِ بہاری ہے مرے قاتل کے توسن کا
نہ نکلے نفع ہرگز گو بنا کچھ سر آہن کا
نظر آتا ہے چشم منتظر ہر چشمہ روزن کا

فروغِ ظاہری کو داغِ روشن دل سمجھتے ہیں
چراغِ بادہ اے آتش نہو محتاج روغن کا

ادب تا چند اے دستِ ہوس قاتل کے دامن کا
غضب ہے جان کو پہلو میں ہونا دل سے دشمن کا
جو سویا ساتھ بھی قاتل تو خنجر درمیان رکھکر

سنبھل سکتا نہیں اب در دسر سے بوجھ اپنی گردن کا
محل خوف ہے ہمسایہ قصاب و برہمن کا
ہمارے اسکے پردہ رہگیا دیوار آہن کا

غزل ۱۱ آتش

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نہ سنی یار نے اک بات سخن سازوں کی
پر کترنے سے تو صیاد چھری ہی پھیرے
برہمن کھولے ہی گا بتکدہ کا دروازہ
یاد آتی ہین ادائین جو تری اے محبوب
مرغ دل صید گہ عشق چلا ہے دیکھین
روٹھ کے ملنے جو جاتا ہون تو کہتا ہے وہ شوخ

رہ گئے کھول کے منہ مفسدہ پرواز اپنا
قصہ کوتاہ کرے حسرت پرواز اپنا
بند رہنے کا نہین کارِ خدا ساز اپنا
بھول جاتے ہین حسینان جہان ناز اپنا
طعمہ کرتا ہے اسے کونسا شہباز اپنا
کل خفا تم تھے مزاج آج ہے ناساز اپنا

خبر اوّل و آخر نہین مطلق آتش
نہ تو انجام ہے معلوم نہ آغاز اپنا

۱۰

[illegible]

غم نہین گو اے فلک رتبہ ہے مجھکو خار کا
زلف کے حلقہ مین الجھا سبزہ گوش یار کا
ناخدا ہے موت جو دم ہے سو ہے باد مراد
نافہ زنجیر سے مثل صدا اوڑتا ہون اب
جوش گریہ نے کیا ہے ناتوان اتنا مجھے
کھا گئی آخر مجھے چشم سیاہ سرمگین
سعی لا حاصل مدد اسیر لفظ عشق ہے
ہاتھ قاتل کی گریبان تک پہونچ سکتا نہین
پھول جو ہے اپنے گلشن کا سو ہے پھول ہے

آفتاب اک زرد پتا ہے مرے گلزار کا
ہو گیا سنگ زمرد خال چشم یار کا
عزم ہے کشتی تن کو بحر ہستی پار کا
یاد آتا ہے کف پا مین کھٹکنا خار کا
ٹوٹنا ممکن نہین ہے آنسوؤن کے تار کا
رزق قسمت نے کیا زنگی آدم خوار کا
تھامنا ممکن نہین گرتی ہوئی دیوار کا
اور فرط شوق ہے یان زخم دامن دار کا
ہر شجر اس باغ مین لاتا ہے پھل تلوار کا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سچ ہے غمخواری بیمار عذاب جان ہے | تا دم مرگ دل زار نے سونے نہ دیا

تکیہ تک پہلو میں جس گل نے نہ رکھا آتش
غیر کو ساتھ کبھی یار نے سونے نہ دیا

ہوا ہے عشق ہمکو اُسکے حسن پاک سے پیدا
کیا ہے نور کے ٹکڑوں کو جسنے خاک سے پیدا

کلام صاف کو اپنے جو دیکھے اسکو حیرت ہو
یہ آئینہ ہوا ہے جوہر ادراک سے پیدا

ہمارے حلق میں دن رات ذکر ذات اقدس ہے
قضا نے کی ہے یہ تسبیح خاک پاک سے پیدا

ہر اک جانب سے اُس محبوب کو خط لکھتے ہیں عاشق
عرائض ہوتے ہیں چارو نطرف کی ڈاک سے پیدا

اسیر آزاد ہوا ہے جان جان تیری محبت سے
دماغ دلکشی ہو وے الف سی ناک سے پیدا

بخیلوں سے موافق ہو طبیعت کیوں دنیا کی
حلاوت ہوتی ہے قحبہ کو امساک سے پیدا

تری تیر نگہ پر رم نہ کس نخچیر کا پھڑکا
نہ کی وابستگی کس صید نے فتراک سے پیدا

غم اپنے قتل ہونیکا نہیں غم ہے تو یہ غم ہے
نہ ہوگا کشتنی مجھسا عزیز سفاک سے پیدا

غنیمت ہی سمجھیے حلقۂ احباب گرد اپنے
یہ دور اپھر نہ ہوگا گردش افلاک سے پیدا

دماغ حضرت یعقوب عاشق اُسکو کہتے ہیں
ہوئی ہے بوئے یوسف یار کی پوشاک سے پیدا

صدا یہ صیدگاہ عشق میں آتی ہے ہر سو سے
نشانہ تیر کا ہو راہ فتراک سے پیدا

بلائے جان عالم ہوگئیں ہیں تیری زلفوں نے
قرابت کی ہے مارِ شانۂ ضحاک سے پیدا

یقین ہے صبر کرتے کرتے عاجز انکو کر دون میں
یہ کیا ہوں سات سو ظالم جو ہفت افلاک سے پیدا

دل صد پارہ کے ہر پارہ پر نقش محبت ہے
کہاں ہو سکتے ہیں ایسے نگین حکاک سے پیدا

دعا سے آتش خستہ یہی ہے روز محشر کو
یہ مٹی خاک ہو کے کربلا کی خاک سے پیدا

۹

کلام کرتی رہی وہ چشم فسون ساز اپنا
لب جان بخش دکھایا کیے اعجاز اپنا

شہر مین قافیہ پیمائی بہت کی آتش
اب ارادہ ہے مرا بادیہ پیمائی کا

اے فلک کچھ تو اثر حسن عمل میں ہوتا
شیشہ اک رات تو قاضی کی بغل مین ہوتا

وعدۂ وصل کہان عاشق بے صبر کہان
کام محتاج کا ہے لیت و لعل مین ہوتا

بل نہ نکلا تری زلفونکا صنم شانے سے
واقعی روز نہین نتیجۂ شل مین ہوتا

عید نوروز دل اپنا بھی کبھی خوش کرتے
یار آغوش مین خورشید حمل مین ہوتا

عرش کی سیر ریاضت نے مجھے دکھلائی
دخل ہے دور ہے سلطان کے محل مین ہوتا

سخن سخت مین سنتا ہون لب شیرین سے
عہد مین اپنے نہین موم عسل مین ہوتا

داغ ہین یون دل نازک مین چراغ روشن
جلوہ گر جیسے ہے شیشے کے کنول مین ہوتا

آنکھ عاشق سے لڑانے مین گریز اچھی نہین
امتحان مرد کا ہے جنگ و جدل مین ہوتا

غزل دنصب اسکو شب و روز ہے منظور آتش
لطف کیا چرخ کو ہے پھیر بدل مین ہوتا

خاک مین ملکے بھی مین اسکو نہ دشمن سمجھا
گردش چرخ کو اک گردش دامن سمجھا

چوٹ جو دلکو لگی اسکے سہی سے بے یار
خندۂ کبک کو مین سنگ فلاخن سمجھا

چھوڑتا میرے گریبانکو نہین دشت جنون
کیا یہ اسکو کسی محبوب کا دامن سمجھا

بسکہ تھی اس سے عیان سینۂ عارف کی صفا
چہرۂ یار کو مین نے دل روشن سمجھا

زلفین سنبل ہین تو ہین نرگس فہلا آنکھین
جسنے دیکھا ترے مکھڑے کو وہ گلشن سمجھا

مری طرف جو آنکھیں کھینچتی کشش دل کی | بتوں کو برہمنوں کا حوالہ کیا کرتا
کسی نے مول نہ پوچھا دلِ شکستہ کا | کوئی خرید کے ٹوٹا پیالہ کیا کرتا
عروس دہر سے بوے وفا نہیں آتی | بھلا میں بکر کا اسکے ازالہ کیا کرتا

مہ دو ہفتہ بھی ہوتا تو لطف تھا آتش
اکیلے پیکے شرابِ دو سالہ کیا کرتا

ایکدن فرصت جو میں برگشتہ قسمت مانگتا | دیدۂ تر نوح کے طوفان کی رخصت مانگتا
تشنگی کرتی جو مشتاق دمِ خنجر مجھے | آبِ آہن شیر دایہ کی حلاوت مانگتا
تیر باران بلا سے ہوگئی کشت اپنی سبز | رہگیا دہقان دعاے ابر رحمت مانگتا
داغ لگتا تھا جنونکو کیا وطن میں مرکے میں | چادرِ گل شمع بالین سنگ تربت مانگتا
دم نکلتا ہی نہیں اے حسرت دیدار یار | کاش عزرائیل بھی تیری سی صورت مانگتا
دوسرا مجھسا زمانے میں نہیں برگشتہ بخت | گور میں چوری کفن جاتا جو خلعت مانگتا
بیرخ عالم فروز یار عشرہ رائیں تھی | شمع بالین کیا میں بیمار محبت مانگتا
آکے میری خاک پر روتے حسینان بہشت | میں اگر اللہ سے باران رحمت مانگتا
روز و شب رکھتا ہوں آغوش تصور میں نہیں | سیم تن محبوب ہنستے میں جو دولت مانگتا
حسن کا افسون دکھاتا معجز روح الٰہی | نقش پا تیرا یدِ بیضا سے بیعت مانگتا
یار کے دلمیں کدورت آئی ہو ملتی تو میں | دو گھڑی دل کھولکر رونیکی فرصت مانگتا
رہگئی عزت خموشی کے سبب سے شکر ہے | زہر دیتا آسمان مجھکو جو شربت مانگتا

ردیف الیا

زندگانی نے مجھے مردہ بنا رکھا ہے
ملک الموت سے ساماں ہوں مسیحائی کا
مطلع سرو میں لاکھوں ہی نکالوں [illegible]
باندھوں مضمون جو قدِ یار کی رعنائی کا
جب سے شیطان کا احوال سنا ہے میں نے
پاس ہے بت پہ بھی ارادہ ہے جبیں سائی کا
ہوگئی مجھ سے [illegible] غنچے کے چٹکنے کی صدا
تنگ پڑا تھا دہن یار میں گویائی کا
وہ تماشا ہے ترا حسن پر آشوب [illegible]
آنکھوں کی راہ سے دم نکلا تماشائی کا
[illegible]

زیر زمین سے آتا ہے جو گل سو زر بکف
قارون نے راستے مین لٹایا خزانہ کیا

اڑتا ہے شوق راحت منزل سے اسپ عمر
مہمیز کہتے ہین گے کسے تازیانہ کیا

زینہ صبا کا ڈھونڈھتی ہے اپنی مشت خاک
بام بلند یار کا ہے آستانہ کیا

چارون طرف سے صورت جانان ہو جلوہ گر
دل صاف ہو ترا تو ہے آئینہ خانہ کیا

صیاد اسیر دام رگ گل ہے عندلیب
دکھلا رہا ہے چھپ کے اسے دام و دانہ کیا

طبل و علم ہے پاس نہ اپنے نہ ملک و مال
ہمسے خلاف ہو کے کریگا زمانہ کیا

آتی ہے کس طرح سے مری قبض روح کو
دیکھون تو موت ڈھونڈ رہی ہے بہانہ کیا

ہوتا ہے زرد سنکے جو نامرد مدعی
رستم کی داستان ہے ہمارا فسانہ کیا

بے یار ساز دار نہوویگا گوش کو
مطرب ہمین سناتا ہے اپنا ترانہ کیا

صیاد گلعذار دکھاتا ہے سیر باغ
بلبل قفس مین یاد کرے آشیانہ کیا

ترچھی نگہ سے طائر دل ہو چکا شکار
جب تیر کج پڑے گا اڑیگا نشانہ کیا

بیتاب ہے کمال ہمارا دل حزین
مہمان سرائے جسم کا ہوگا روانہ کیا

یون مدعی حسد سے نہ دے داد تو نہ دے
آتش غزل یہ تونے کہی عاشقانہ کیا

بیمار عشق رنج و محن سے نکل گیا
بیچارہ منہ چھپا کے کفن سے نکل گیا

مرغان باغ آتش گل نے جلا دیے
صیاد ہاتھ مل کے چمن سے نکل گیا

پہلی نگاہ چشمہ حیوان دہن مین ہے
بچکر اگر یہ چاہ ذقن سے نکل گیا

[illegible]

۶

[illegible]

گردیا مدہوش گردون کی صراحی نے مجھے | ناف نے جام شراب تنا سے طوفان کیا

دست و بازو کے تصور میں ہوا آتش میں قتل
پاے بوسی کی ہوس نے خاک سے یکسان کیا

غبار راہ ہوکر چشم مردم میں محل پایا
نہال خاکساری کو لگا کر ہمنے پھل پایا

برنگ شمع ہم دل سوختون نے بزم عالم میں
زبان کھولی نہ لیکن بات کرنے کا محل پایا

کشاکش دم کی مار آستین کا کام کرتی ہی
دل بیتاب کو پہلو میں اک گرگ بغل پایا

نظر آتے ہیں خال عنبرین گرد لب لعلین
سپاہ زنگ نے شہر بدخشان میں عمل پایا

گھڑی بھر رو کے کوے یار میں یون نکلنا کھویا
کہ کپڑا جیسے مفلس نے گھڑے گھاٹ آگے کلپایا

غم فرقت سے عمر رفتہ گذری بیقراری میں
تری امداد سے آرام ہمنے اے اجل پایا

شکستہ دل نہو نہسان عوض ہر شے کا ملتا ہی
موا فرزند اگر تو داغ دل نعم البدل پایا

نہ جاتا تھا چمن کی سیر کو ہمرہ رقیبون کے
دل عاشق کے توڑ دیسے بھلا کیا تمنے پھل پایا

رعونت کون سی شی پر ہی ان عزلت گزینونکو
حصیر کہنہ دیکھا دست خشک و پاے شل پایا

غضب ہی منزل ہستی میں آسایش طلب ہونا
ہجوم خواب سے رہرو نے ہی آخر خلل پایا

حرارت ہوتی ہی سردار سے افزون سیاہی میں
زیادہ تر مزاج یار سے زلفون میں بل پایا

ہمیشہ جوش گریہ سے رہا پانی میں اے آتش
کبھی تازہ نہ لیکن اپنے دل کا یہ کنول پایا

مری آنکھون کے آگے آئیگا کیا جوش میں دریا | ہمیشہ صورت ساحل ہی پایان آغوش میں دریا

۵

قاتل سنبھل کے تیغ لگا جا سے سر کر
تسمہ لگا جو گردن بسمل میں رہ گیا

آزادی سے زیادہ اسیری میں لطف ہی
دل مرغ روح کا قفس تن میں رہ گیا

سبقت جو زندگی میں سکندر سے کی تو کیا
اے خضر پیچھے مرگ کی منزل میں رہ گیا

مجنون برہنہ کرتا ہے اپنی طرح سے
لیلیٰ کا پردہ پردہ محمل میں رہ گیا

عالمِ حسن خداداد بتان ہی کہ جو تھا — ناز و انداز بلائے دل و جان ہی کہ جو تھا

راہ مین تیری شب و روز بسر کرتا ہون — وہی ہیل اور وہی سنگِ نشان ہی کہ جو تھا

روز کرتے ہین شبِ ہجر کو بیداری مین — اپنی آنکھون مین سبک خواب گران ہی کہ جو تھا

ایک عالم مین ہو ہر چند مسیحا مشہور — نامِ بیمار سے تمکو خفقان ہی کہ جو تھا

دولتِ عشق کا گنجینہ وہی سینہ ہی — داغِ دل زخمِ جگر مہر و نشان ہی کہ جو تھا

ناز و انداز و ادا سے نہین شرم آنے لگی — عارضِ حسن کا عالم وہ کہان ہی کہ جو تھا

جان کی تسکین کے لیے حالتِ دل کہتے ہین — بے یقینی کا تری ہمکو گمان ہی کہ جو تھا

اثرِ منزلِ مقصود نہین دنیا مین — راہ مین قافلۂ ریگِ روان ہی کہ جو تھا

وہن اس روے کتابی مین ہی پر ناپیدا — اسمِ اعظم وہی قرآن مین نہان ہی کہ جو تھا

کعبۂ مدِ نظر قبلہ نما ہی تا حال — کوے جانان کیطرف دل نگران ہی کہ جو تھا

کوہ و صحرا و گلستان مین پھرا کرتا ہے — متلاشی وہ ترا آبِ روان ہی کہ جو تھا

سوزشِ دل سے تسلسل ہے وہی آہون کا — عود کے جلنے سے مجمر مین دھوان ہی کہ جو تھا

رات کٹ جاتی ہی باتین وہی سنتے سنتے — شمعِ محفل صنمِ چرب زبان ہی کہ جو تھا

پاسِ غم مستون کے ہو حق کا جو عالم ہی سو ہی — سرِ منبر وہی واعظ کا بیان ہی کہ جو تھا

گور بے دن ہی قبرین نہین اسمین بہتیرین — یہ خرابہ وہی عبرت کا مکان ہی کہ جو تھا

تیغِ خبر شوق سے میرے نہین وہ نوزنگاہ — قاصدِ اشک شب و روز روان ہی کہ جو تھا

لیلۃ القدر کنایہ نہ شبِ وصل سے ہو — اسکا افسانہ میانِ رمضان ہی کہ جو تھا

[illegible]

آدمی کیا وہ نہ سمجھے جو سخن کی قدر کو
نطق نے حیوان سے مشتِ خاک کو انسان کیا

[illegible]

محبت کا تری بندہ ہر اک کو اے صنم پایا
برابر گردنِ شاہ و گدا دونوں کو خم پایا

برنگِ شمع جسنے دل جلایا تیری محفل مین
تو اُسنے منزلِ مقصود کو زیرِ قدم پایا

بجا کرتے ہین عاشق طاقِ ابرو کی پرستاری
یہی محراب دیر و کعبہ مین بھی ہمنے خم پایا

نشانہ تیرِ تہمت کا ہے میرا اخترِ طالع
اُٹھاؤن داغ مین تو آسمان مجھے درم پایا

ہزارون حسرتین جا دیگی ہمرے ساتھ دنیا سے
شرار و برق سے بھی عرصۂ ہستی کو کم پایا

سوائے رنج کچھ حاصل نہین ہے اس خرابہ مین
غنیمت جان جو آرام تونے کوئی دم پایا

نظر آیا تماشائے جہان جب بند کین آنکھین
صفائے قلب سے پہلو مین ہمنے جامِ جم پایا

جلایا اور مارا حسن کی نیرنگ سازی نے
کبھی برقِ غضب اسکو کبھی ابرِ کرم پایا

فراق انجام کا آغازِ وصلت کا بلا شک ہے
بہت دیا مین روح و تن کو جب مشتاق ہم پایا

ہر اک جبہ میں جسکا نقش پائے رفتگان سمجھا
دمِ شمشیرِ قاتل جادۂ راہِ عدم پایا

ہمارا کعبۂ مقصود ہے تیرا طاقِ ابرو ہی
تری چشمِ سیہ کو ہمنے آہوئے حرم پایا

ہوا ہرگز نہ خطِ شوق کا سامان درست آتش
سیاہی ہو گئی نایاب اگر ہمنے قلم پایا

کیا دادخواہ ہو کوئی اُسکے قتیل کا
عاشق کے خون کو حکم ہے آبِ سبیل کا

طے کس طرح سے ہووے رہِ عشق دیکھیے
سنگِ نشان کا دخل ہے اسمین میل کا

راہِ عدم کو جاتے ہین خاموش قافلے
بھر جرس ہے سرمہ غبار اس سبیل کا

آوارہ ہو نہین گور کی منزل کے شوق مین
رہزنِ سلوک مجھسے کریگا دلیل کا

۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حباب آسا مین دم بھرتا ہون تیری آشنائی کا
نہایت غم ہوا اس قطرہ کو دریا کی جدائی کا

اسیر ای دوست ہی عاشق و معشوق دونون ہین
گرفتار آہنی زنجیر کا یہ دو طلائی کا

تعلق روح سے مجھکو جسد کا ناگوارا ہی
زمانے مین چلن ہی چار دن کی آشنائی کا

فراقِ یار مین مر مر کے آخر زندگانی کی
رہا صدمہ ہمیشہ روح و قالب کی جدائی کا

ہوئی منظور محتاجی نہ مجھکو اپنے سائل کی
بنایا کاسۂ سر واژگون کاسہ گدائی کا

نظر آتی ہین ہر سو صورتین ہین صورتین مجھکو
کوئی آئینہ خانہ کارخانہ ہی خدائی کا

نکل ای جان تن سے تا وصالِ یار حاصل ہو
چمن کی سیر ہی انجام بلبل کو رہائی کا

وصالِ یار کا وعدہ ہی فردائے قیامت پر
یقین مجھکو نہین ہی گور تک اپنی رسائی کا

بھروسا آہ پر ہرگز نہین ای یار عاشق کو
شکار اب تک کہین دیکھا نہین تیرِ ہوائی کا

بعون خالق کون و مکان بتوفیق آفرینندۂ زمین و آسمان

کلیات آتش

مطبع نامی منشی نولکشور میں بہ طبع زین مقبول جہان ہوا

التماس

اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے اور فہرست اُسکی ہر ایک شائق کو چھاپے خانے سے مل سکتی ہے جسکے معاینہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ سادہ ہیں کتب کلیات و دواوین اُردو و کتب کلیات و دواوین فارسی درج کرتے ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانوں کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

کلیات و دواوین اُردو

کلیات انشاء اللہ خان - یہ نتیجہ طبع شاعر نامی بذلہ سنج میر انشاء اللہ خان انشا تخلص کا ہے عہد نواب سعادت علیخان میں بڑے مقرب حاضر جواب تھے۔

کلیات نساخ - عمدہ کلیات جسمین نادر نادر رسائل شامل ہیں۔
۱- شاہد عشرت - ۲- سخن شعرا - ۳- اشعار نساخ - ۴- مرغوب دل - ۵- دفتر بیمثال - ۶- گنج تواریخ - ۷- چشمہ فیض - ۸- قند پارسی - ۹- زبان ریختہ - ۱۰- قطعۂ منتخب - از جلوہ گری طبع وقاد مولوی عبد الغفور خان بہادر۔

کلیات سودا - قصائد و مثنویات و دواوین و رباعیات از کلام تاج الشعراء مرزا رفیع السودا مستند الکلام۔

کلیات نظیر - اکبرآبادی۔

کلیات تراب - مجموعہ جسمین چند کتاب ہیں۔
۱- دیوان - ۲- مثنوی عاشق صنم - ۳- شمر یان - ۴- شجرۂ قادریہ۔

کلیات صنعت - کلام شاعر مستند میان کریم الدین صنعت۔

کلیات ناسخ - طبعزاد سخنور نامی شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی معاصر آتش۔

کلیات نظام - سخنور خوش فکر نواب محمد مرد انعلیخان بہادر۔

کلیات تسلیم - جسکا نام تاریخی نظم ارجمند ہے نتیجۂ خوش فکری زبان آور بلند خیال منشی امیر اللہ تسلیم شاگرد حضرت نسیم دہلوی۔

کلیات میر تقی - اُستاد مستند مسلم الثبوت کا کلام بعد نظر ثانی مکرر چھپا۔

کلیات ظفر - کلام الملک ملک الکلام چار جلدین
۱- جلد اول و دوم یکجائی۔
۲- جلد سوم و چہارم یکجائی۔

کلیات مومن خان - جدید الطبع

بہارستان سخن - اسمین تین اُستادون کا کلام ہے ہمطرح و ہمقافیہ غزلین ۱- شیخ امام بخش ناسخ ۲- خواجہ حیدر علی آتش - ۳- مہدی حسین خان آباد بڑے معرکہ کا مجموعہ ہے ہر ایک اُستاد نے زور طبع دکھایا ہے بہمدیگر ترجیح بلا مرجح کہنا زیبا ہے۔

دیوان گویا - از طبعزاد رسالدار فقیر محمد خان گویا تخلص وزیر اُستاد نازک خیالی شاگرد خواجہ۔

دیوان رند - مسمٰی بہ گلدستۂ عشق - کلام نواب سید محمد خان رند شاگرد خواجہ حیدر علی آتش۔

بہ عون خالق کون و مکان و بہ توفیق منتظم زمین و آسمان

دیوان آتش

مطبع نامی منشی نولکشور مین بہ طبع مزین مقبول جہان ہوا